# پارہ

# وَاعْلَمُوْٓا

اَعُوْذُ بِاللّٰهِ مِنَ الشَّيْطٰنِ الرَّجِيْمِ بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ

وَاعْلَمُوْٓا اَنَّمَا غَنِمْتُمْ مِّنْ شَيْءٍ فَاَنَّ لِلّٰهِ خُمُسَهٗ وَلِلرَّسُوْلِ وَلِذِی الْقُرْبٰی وَالْيَتٰمٰی

| وَ | اَعْلَمُوْٓا | اَنَّمَا | غَنِمْتُمْ | مِّنْ | شَيْءٍ | فَاَنَّ | لِلّٰهِ | خُمُسَهٗ | وَلِلرَّسُوْلِ | وَ | لِذِی الْقُرْبٰی | وَالْيَتٰمٰی |
|---|---|---|---|---|---|---|---|---|---|---|---|---|
| اور | تم جان لو | جو کچھ | تم غنیمت لو | سے | کسی چیز | سو | اللہ کے واسطے | اسکا پانچواں حصہ | اور رسول کیلئے | اور | قرابت داروں کیلئے | اور یتیموں |

اور اس بات کو جان لو کہ جو شئے بطور غنیمت تم کو حاصل ہو تو اس کا حکم یہ ہے کہ کل کا پانچواں حصہ اللہ کا اور اس کے رسول کا ہے اور آپ کے قرابت داروں کا ہے اور یتیموں کا ہے

وَالْمَسٰكِيْنِ وَابْنِ السَّبِيْلِ اِنْ كُنْتُمْ اٰمَنْتُمْ بِاللّٰهِ وَمَآ اَنْزَلْنَا عَلٰى عَبْدِنَا

| وَالْمَسٰكِيْنِ | وَابْنِ السَّبِيْلِ | اِنْ | كُنْتُمْ | اٰمَنْتُمْ | بِاللّٰهِ | وَمَا | اَنْزَلْنَا | عَلٰى | عَبْدِنَا |
|---|---|---|---|---|---|---|---|---|---|
| اور مسکینوں | اور مسافروں | اگر | تم ہو | ایمان رکھتے | اللہ پر | اور جو | ہم نے نازل کیا | پر | اپنا بندہ |

اور غریبوں کا ہے اور مسافروں کا ہے اگر تم اللہ پر یقین رکھتے ہو اور اس چیز پر جس کو ہم نے اپنے بندہ پر

يَوْمَ الْفُرْقَانِ يَوْمَ الْتَقَى الْجَمْعٰنِ ۭ وَاللّٰهُ عَلٰى كُلِّ شَيْءٍ قَدِيْرٌ ۝۴۱

| | يَوْمَ الْفُرْقَانِ | يَوْمَ | الْتَقَى الْجَمْعٰنِ | وَاللّٰهُ | عَلٰى | كُلِّ شَيْءٍ | قَدِيْرٌ | |
|---|---|---|---|---|---|---|---|---|
| | فیصلہ کے دن | جس دن | دونوں فوجیں بھڑ گئیں | اور اللہ | پر | ہر چیز | قدرت والا ہے | |

فیصلہ کے دن جس دن کہ دونوں جماعتیں باہم مقابل ہوئی تھیں نازل فرمایا تھا اور اللہ ہر شئے پر پوری قدرت رکھنے والے ہیں

## تقسیم غنیمت کا قانون

اس آیت میں مال غنیمت کی تقسیم کا قانون بیان فرمایا جا رہا ہے۔ اللہ تعالیٰ نے اس امت محمدیہ کو یہ شرف بخشا کہ مال غنیمت کو ان کیلئے حلال کر دیا۔ پہلی امتوں کیلئے مال غنیمت حلال نہ تھا بلکہ ان کیلئے یہ حکم تھا کہ مال غنیمت کو ایک میدان میں لے جا کر رکھ دیں۔ جہاں آسمان سے ایک آگ آتی اور اس کو جلا دیتی۔ اللہ تعالیٰ نے اپنی رحمت سے اس امت کیلئے مال غنیمت حلال کر دیا اور اس آیت میں اس کی تقسیم کا طریقہ ارشاد فرمایا اور وہ یہ کہ جنگ کے بعد جو مال بھی کفار کا ہاتھ لگے تمام مجاہدین ہر طرح کا مال غنیمت لا کر امیر یا امام لشکر کے سامنے رکھ دیں اور کوئی چیز چھپا کر نہ رکھیں پھر کل مال غنیمت کے پانچ حصہ کئے جائیں جن میں سے چار حصہ یعنی کل مال غنیمت کا ۴/۵ حصہ تو غازیوں میں تقسیم ہو جائے گا اور ایک حصہ یعنی کل کا پانچواں حصہ اللہ کی نذر ہو گا جسے خدا کی نیابت کے طور پر پیغمبر علیہ الصلوٰۃ والسلام وصول کر کے پانچ جگہ خرچ کر سکتے ہیں۔ ایک اپنی ذات پر، دوسرے اپنے ان قرابتداروں پر جنہوں نے قدیم سے خدا کے کام میں آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی نصرت و امداد کی اور سلام کی خاطر یا محض قرابت کی وجہ سے آپ کا ساتھ دیا اور مد زکوٰۃ وغیرہ سے لینا ان کے لئے حرام ہوا۔ تیسرے یتیموں پر، چوتھے حاجت مند مسلمانوں پر، پانچویں مسافروں پر، یہ ضعیفوں اور ناتواں کا گروہ ہے جن کی برکت سے اللہ کی رحمت نازل ہوتی ہے۔

اب چونکہ جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم وفات پا چکے ہیں اس لئے آپ کا حصہ ساقط ہو گیا اور چونکہ آپ کے اہل قرابت کا حصہ بوجہ آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی نصرت کے تھا اور وفات نبوی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے بعد آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی نصرت باقی نہیں رہی لہٰذا یہ حصہ بھی ساقط ہو گیا۔ اب خمس یعنی پانچویں حصہ کے پانچ مصارف میں سے حنفیہ کے نزدیک صرف تین مصارف اخیر کے باقی رہ گئے ہیں یعنی ان تین حصوں کے اندر تقسیم یوں ہو گی کہ ایک ثلث یتیموں کا حصہ ہوا۔ ایک ثلث مسکینوں کو اور ایک ثلث مسافروں کو۔ (بیان القرآن)

## فتح وغنیمت سب اللہ کی عطا ہے لہٰذا اس کے قانون کو شاق مت سمجھو

اب اللہ تعالیٰ نے جو یہ قانون مال غنیمت کی تقسیم کا مقرر فرمادیا تو مسلمانوں کو تلقین کی جاری ہے کہ تم اس تقسیم میں کچھ پس وپیش نہ کرو اور یہ پانچویں حصہ کا نکالنا کسی پر شاق نہ ہو اور یہ سمجھ لو کہ یہ ساری غنیمت اللہ ہی کی امداد سے تو ہاتھ آئی تو اگر پانچواں حصہ نہ ملا تو کیا ہوا۔ پھر ''یوم بدر'' جس کو آیت میں فیصلہ کا دن فرمایا کہ جس میں حق وباطل کا کھلا ہوا فیصلہ ہو گیا اس دن کے احسان جتلائے جاتے ہیں کہ اس دن حق تعالیٰ نے مسلمانوں پر فتح ونصرت اتاری فرشتوں کی امدادی کمک بھیجی اور سکون واطمینان کی کیفیت نازل فرمائی تو جو لوگ خدا پر اور اس کی تائید غیبی پر ایمان رکھتے ہیں ان کو غنیمت میں سے خدا کے نام کا پانچواں حصہ نکالنا بھاری نہیں ہوسکتا۔ جیسے اس دن یعنی یوم بدر میں تم کو مظفر اور منصور کیا وہ قادر ہے کہ آئندہ بھی تم کو غلبہ اور فتوحات عنایت فرمائے۔

مال غنیمت کی تقسیم کا جو قانون اس آیت میں بیان فرمایا گیا ہے اسی کے مطابق نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم ہمیشہ لڑائی کے بعد اعلان فرمادیا کرتے تھے کہ یہ غنیمتیں تمہارے ہی لئے ہیں۔ میری اپنی ذات کا ان میں کوئی حصہ نہیں ہے۔ بجز خمس کے اور وہ خمس بھی یعنی پانچواں حصہ بھی تمہارے ہی اجتماعی مصالح پر خرچ کردیا جاتا ہے۔ لہٰذا ایک ایک سوئی اور ایک ایک تاگا تک لاکر رکھ دو۔ کوئی چھوٹی یا بڑی چیز چھپا کر نہ رکھو کہ ایسا کرنا شرمناک ہے اور اس کا نتیجہ دوزخ ہے۔ چنانچہ صحابہ کرام رضی اللہ عنہم نے اللہ اور اس کے رسول کے ارشاد کے موافق مال غنیمت کے معاملہ میں جس دیانت اور امانت کا معاملہ برتا اس کا اندازہ تاریخی واقعات سے بخوبی ہوتا ہے۔

### دعا کیجئے

یا اللہ: اپنے راستہ میں ہمیں بھی کفار سے جنگ وجہاد نصیب فرما اور ہمیں اپنی نصرت سے سرخروئی عطا فرما اور کفار کو ذلیل وخوار اور خاسر ونا کام فرما۔ آمین۔

یا اللہ: آپ نے مجھے عافیت بخشی' آپ کے فضل وکرم سے بہت نعمتیں آپ کی کھائیں اور برتیں آپ نے کبھی بھوکا نہیں رکھا' برابر روزی پہنچائی۔ آپ کی ان نعمتوں کے کھانے سے قوت آئی لیکن میں نے اس قوت کو بجائے آپ کی فرمانبرداری کے نافرمانی میں خرچ کیا' کتنے ہی میں نے عیب کیے۔ آپ نے لوگوں سے پردہ میں رکھا' کبھی آپ کا خوف آیا تو آپ کے امن وعافیت سے دھوکہ کھا گیا اور سمجھا کہ مجھے آپ نہ پکڑیں گے اور آپ کی پکڑ کا خیال بھی آیا تو آپ کے حلم کی طرف دھیان گیا اور کرم کی امید میں گناہ کر بیٹھا۔ اے اللہ! میں ہر ایسے گناہ سے معافی چاہتا ہوں۔ مجھے بخش دیجئے۔

وَاٰخِرُ دَعْوٰنَا اَنِ الْحَمْدُ لِلّٰہِ رَبِّ الْعٰلَمِیْنَ

إِذْ أَنتُم بِالْعُدْوَةِ الدُّنْيَا وَهُم بِالْعُدْوَةِ الْقُصْوَىٰ وَالرَّكْبُ أَسْفَلَ مِنكُمْ ۚ وَلَوْ

| إِذْ | أَنتُم | بِالْعُدْوَةِ | الدُّنْيَا | وَهُم | بِالْعُدْوَةِ | الْقُصْوَىٰ | وَالرَّكْبُ | أَسْفَلَ | مِنكُمْ | وَلَوْ |
|---|---|---|---|---|---|---|---|---|---|---|
| جب | تم | کنارہ پر | ادھر والا | اور وہ | کنارہ پر | پرلا | اور قافلہ | نیچے | تم سے | اور اگر |

یہ وہ وقت تھا کہ جب تم اس میدان کے ادھر والے کنارہ پر تھے اور وہ لوگ اس میدان کے اُدھر والے کنارہ پر تھے اور وہ قافلہ تم سے نیچے کی طرف کو تھا اور اگر

تَوَاعَدتُّمْ لَاخْتَلَفْتُمْ فِي الْمِيعَادِ ۙ وَلَٰكِن لِّيَقْضِيَ اللَّهُ أَمْرًا كَانَ مَفْعُولًا لِّيَهْلِكَ

| تَوَاعَدتُّمْ | لَاخْتَلَفْتُمْ | فِي الْمِيعَادِ | وَلَٰكِن | لِّيَقْضِيَ | اللَّهُ | أَمْرًا | كَانَ | مَفْعُولًا | لِّيَهْلِكَ |
|---|---|---|---|---|---|---|---|---|---|
| تم باہم وعدہ کرتے | البتہ تم اختلاف کرتے | وعدہ میں | اور لیکن | تا کہ پورا کردے | اللہ | جو کام | تھا | ہو کر رہنے والا | تا کہ ہلاک ہو |

تم اور وہ کوئی بات ٹھیراتے تو ضرور اس تقرر کے بارہ میں تم میں اختلاف ہوتا لیکن تا کہ وہ کام اللہ کو کرنا منظور تھا اس کی تکمیل کردے تا کہ جس کو برباد ہونا ہے

مَنْ هَلَكَ عَنْ بَيِّنَةٍ وَيَحْيَىٰ مَنْ حَيَّ عَنْ بَيِّنَةٍ ۗ وَإِنَّ اللَّهَ لَسَمِيعٌ عَلِيمٌ ﴿٤٢﴾

| مَنْ | هَلَكَ | عَنْ | بَيِّنَةٍ | وَيَحْيَىٰ | مَنْ | حَيَّ | عَنْ | بَيِّنَةٍ | وَإِنَّ | اللَّهَ | لَسَمِيعٌ | عَلِيمٌ |
|---|---|---|---|---|---|---|---|---|---|---|---|---|
| جو | ہلاک ہو | سے | دلیل | اور زندہ رہے | جس | زندہ رہنا ہے | سے | دلیل | اور بیشک | اللہ | سننے والا | جاننے والا |

وہ نشان آئے پیچھے برباد ہو اور جس کو زندہ ہونا ہے وہ نشان آئے پیچھے زندہ ہو اور بلاشبہ اللہ تعالیٰ خوب سننے والے خوب جاننے والے ہیں

## یاد کرو کہ اللہ نے کیسے مدد کی

غزوہ بدر میں اللہ تعالیٰ کی جانب سے مسلمانوں کو مختلف طور پر امداد ملی اور اہل ایمان پر متعدد احسانات وانعامات فرمائے گئے۔ اس آیت میں بدر کے مقام پر دونوں جماعتوں اور کفار کے تجارتی قافلہ کی جگہ کا نقشہ کھینچا گیا ہے اور جنگ بدر کے اتفاقیہ آنے کی مصلحت ظاہر فرمائی گئی یعنی جنگ بدر صرف اتفاقیہ بات تھی۔ ادھر سے مسلمان تجارتی قافلہ پر حملہ کی نیت سے چلے تھے ادھر سے ابو جہل اور سرداران قریش اپنی جمعیت کو لے کر قافلہ کی حمایت کو نکلے۔ تجارتی قافلہ تین میل کترا کر ساحلی نشیبی حصہ میں ہو کر نکل گیا اور مسلمانوں اور کافروں کا مقابلہ ہو گیا ورنہ مسلمانوں کا ارادہ گھر سے نکلتے وقت جنگ کا نہ تھا۔ چنانچہ اس آیت میں مسلمانوں کو خطاب کر کے بتلایا جاتا ہے کہ اس دن جس روز دونوں جماعتوں کا مقابلہ ہوا وہ وقت تھا جبکہ تم میدان کے اس کنارے پر تھے جو مدینہ سے قریب تھا جو جنگی حیثیت سے بوجہ پانی نہ ہونے کے اور ریت کی کثرت کے جس میں پاؤں دھنسے جاتے تھے اور چلنا بھی دوبھر تھا نہایت ناموزوں تھا اور وہ مشرکین میدان کے اس کنارہ پر تھے جو مدینہ سے دور تھا جو کہ پانی کی موجودگی اور زمین کے درست ہونے کی وجہ سے جنگی حیثیت سے موزوں تھا اور تجارتی قافلہ نیچے ساحل پر تھا جس سے مشرکین کو کافی مدد پہنچ سکتی تھی اور ان وجوہ سے تمہاری حالت نہایت نازک اور مشرکین کی حالت ہر طرح بہتر تھی اور اس لئے تمہارے غلبہ کی بظاہر کوئی صورت نہ تھی اور ایسی حالت میں اللہ نے تم کو غلبہ دیا تھا اور تم نے مال غنیمت حاصل کیا تھا پس ہمارے انعام کو یاد کر کے تم کو ہمارے حکم کی تعمیل کرنی چاہئے اور تقسیم مال غنیمت کے متعلق جو قانون مقرر کیا گیا ہے اس میں پس وپیش نہ ہونا چاہئے۔

## جنگ بدر کی حکمت

آگے جنگ بدر واقع ہو جانے کے مصالح وحکمت کو بیان فرمایا جاتا ہے کہ عام دستور اور معمول کے مطابق جنگ کیلئے فریقین اپنے قصد اور مرضی سے کوئی میدان اور تاریخ مقرر کرتے ہیں۔ اگر یہی

صورت یہاں بھی رہنے دی جاتی تو کوئی نہ کوئی فریق کوئی عذر پیدا کر لیتا جس سے مقابلہ کی نوبت نہ آتی اور جو فائدے اس سے اب مشاہدہ میں آ رہے ہیں یہ ظہور ہی میں نہ آئے ہوتے اسی لئے حالات تکوینی کا ایسا اجتماع کر دیا گیا کہ مسلمانوں کو قصد وارادہ کے بغیر بھی لڑنا پڑ گیا اور اس سے بہت سے مصالح پورے ہو گئے اور جو کام اللہ کو کرنا منظور تھا اس کی تکمیل کر دی تا کہ حق کا نشان ظاہر ہو جائے اور دنیا دیکھ لے کہ اس افرادی قوت اور سامان کی کمی کے باوجود مسلمان غالب آئے جو ایک حد تک یہ واضح کرنے کیلئے کافی ہے کہ اسلام حق ہے اس کے بعد جو گمراہ ہوگا وہ حق کے واضح ہو جانے کے بعد ہوگا جس سے عذاب کا پورا استحقاق ہو جاتا ہے اور عذر کی گنجائش نہیں رہتی اس طرح جس کو ہدایت پانا ہوگا وہ حق کو قبول کرلے گا اور بلاشبہ حق تعالیٰ خوب سننے والے اور خوب جاننے والے ہیں کہ اس حق کی وضاحت کے بعد زبان اور قلب سے کون کفر کرتا ہے اور کون ایمان لاتا ہے۔

## دودھ کا دودھ اور پانی کا پانی

معلوم ہوا کہ جنگ بدر کے اتفاقیہ پیش آ جانے میں اللہ تعالیٰ کی بڑی مصلحت تھی اور جنگ بدر کے نتیجہ میں حقانیت اسلام اور صداقت رسول کو پوری طرح واضح کرنا تھا۔ صحابہ کرام رضی اللہ عنہم اس جہاد میں کسی مسلح لشکر سے جنگ کی تیاری کر کے نہ نکلے تھے بلکہ محض کفار قریش کے ایک تجارتی قافلہ کا راستہ روکنے اور ان سے مڈبھیڑ کرنے کے خیال سے صرف تین سو تیرہ اصحابؓ بے سروسامانی کے عالم میں نکل کھڑے ہوئے تھے مگر غیر ارادی طور پر کفار قریش کے ایک ہزار جوانوں کے مسلح لشکر سے مقابلہ ہو گیا۔ قرآن کریم کی اس آیت نے بتلایا کہ ظاہر میں اگرچہ یہ واقعہ اتفاقی حادثہ کی صورت میں پیش آیا لیکن خالق کائنات احکم الحاکمین کی نظر میں اس میں بہت سی حکمتیں پوشیدہ تھیں خاص طور سے اس جنگ سے حق تعالیٰ کو دنیا والوں کی تائید غیبی کا کرشمہ دکھلانا منظور تھا جس سے حق و باطل اور کھرے وکھوٹے کا پورا امتیاز ہر سمجھدار انسان کے سامنے آ گیا اور اسلام کی حقانیت اور کفر و شرک کے باطل و مردود ہونے کو کھول کر سامنے رکھ دیا گیا کہ آئندہ جو زندہ رہے وہ دیکھ بھال کر زندہ رہے اور جو ہلاکت میں پڑے وہ بھی دیکھ بھال کر پڑے اور اندھیرے اور مغالطہ میں کوئی نہ رہے۔ غزوہ بدر میں حق واضح ہو جانے کے بعد کسی غلط فہمی کا عذر اور احتمال ہو گیا اب جو اسلام اختیار کرتا ہے وہ دیکھ بھال کر دائمی زندگی اختیار کر رہا ہے اور جو کفر اختیار کرتا ہے وہ دیکھتی آنکھوں ہلاکت کی طرف جا رہا ہے۔ ابھی آگے بھی جنگ بدر کے موقع پر اہل ایمان پر جو حق تعالیٰ نے انعام واحسان فرمایا اس کو اگلی آیات میں ظاہر فرمایا گیا ہے جس کا بیان ان شاء اللہ آئندہ درس میں ہوگا۔

## دعا کیجئے

یا اللہ: آپ نے اہل بدر کی امداد فرما کر جس طرح اسلام کی حقانیت کو دنیا پر واضح فرمایا اسی طرح اپنی قدرت سے اب بھی اہل اسلام کی مدد فرمائیں اور اسلام و مسلمین کو کفار کے مقابلہ میں غلبہ اور شوکت عطا فرمائیں۔

یا اللہ ہم کو بھی اسلام کیلئے اپنی جان و مال کی قربانی پیش کرنے کی توفیق وہمت عطا فرما اور آپ ہی کی تائید و توفیق سے ہم سے جو خدمت دین ہو جائے اس کو اپنی رحمت سے قبول فرما آمین۔

یا اللہ: میں آپ سے ہر اس گناہ کی معافی چاہتا ہوں جو آپ کے غضب کا باعث ہو اور ہر اس گناہ سے بھی جس کو آپ نے منع کیا تھا اور میں کر گزرا اور اس گناہ سے بھی معافی مانگتا ہوں جس کی نحوست میں آپ کی عبادت واطاعت سے محروم ہوا۔

وَاٰخِرُ دَعْوٰنَا اَنِ الْحَمْدُ لِلّٰهِ رَبِّ الْعٰلَمِيْنَ

**إِذْ يُرِيكَهُمُ اللَّهُ فِي مَنَامِكَ قَلِيلًا ۖ وَلَوْ أَرَاكَهُمْ كَثِيرًا لَّفَشِلْتُمْ وَلَتَنَازَعْتُمْ فِي الْأَمْرِ**

| | | | | | | | | | | | | |
|---|---|---|---|---|---|---|---|---|---|---|---|---|
| إِذْ | يُرِيكَهُمُ | اللَّهُ | فِي | مَنَامِكَ | قَلِيلًا | وَلَوْ | أَرَاكَهُمْ | كَثِيرًا | لَّفَشِلْتُمْ | وَ | لَتَنَازَعْتُمْ | فِي الْأَمْرِ |
| جب | تمہیں دکھایا انہیں | اللہ | میں | تمہارے خواب | تھوڑا | اور اگر | تمہیں دکھاتا انہیں | بہت زیادہ | تو تم بزدلی کرتے | اور | تم جھگڑتے | معاملہ میں |

وہ وقت بھی قابل ذکر ہے کہ جب اللہ تعالیٰ نے آپ کے خواب میں آپ کو وہ لوگ کم کرکے دکھلائے اور اگر اللہ تعالیٰ آپ کو وہ لوگ زیادہ کرکے دکھلا دیتے تو تمہاری ہمتیں ہار

**وَلَٰكِنَّ اللَّهَ سَلَّمَ ۗ إِنَّهُ عَلِيمٌ بِذَاتِ الصُّدُورِ ﴿٤٣﴾ وَإِذْ يُرِيكُمُوهُمْ إِذِ الْتَقَيْتُمْ**

| | | | | | | | | | |
|---|---|---|---|---|---|---|---|---|---|
| وَلَٰكِنَّ | اللَّهَ | سَلَّمَ | إِنَّهُ | عَلِيمٌ | بِذَاتِ الصُّدُورِ | وَإِذْ | يُرِيكُمُوهُمْ | إِذِ | الْتَقَيْتُمْ |
| اور لیکن | اللہ | بچالیا | بیشک وہ | جاننے والا | دلوں کی بات | اور جب | وہ تمہیں دکھلائے | جب-تو | تم آمنے سامنے ہوئے |

جائیں اور اس امر میں تم میں باہم نزاع ہو جاتا لیکن اللہ تعالیٰ نے بچالیا بیشک وہ دلوں کی باتوں کو خوب جانتا ہے۔اور اس وقت کو یاد کرو جبکہ اللہ تعالیٰ تمہیں جبکہ تم مقابل ہوئے

**فِي أَعْيُنِكُمْ قَلِيلًا وَيُقَلِّلُكُمْ فِي أَعْيُنِهِمْ لِيَقْضِيَ اللَّهُ أَمْرًا كَانَ مَفْعُولًا ۗ**

| | | | | | | | | | | |
|---|---|---|---|---|---|---|---|---|---|---|
| فِي | أَعْيُنِكُمْ | قَلِيلًا | وَيُقَلِّلُكُمْ | فِي | أَعْيُنِهِمْ | لِيَقْضِيَ | اللَّهُ | أَمْرًا | كَانَ | مَفْعُولًا |
| میں | تمہاری آنکھ | تھوڑا | اور تھوڑے دکھلائے تم | میں | اُن کی آنکھیں | تاکہ پورا کردے | اللہ | کام | تھا | ہو کر رہنے والا |

اُن لوگوں کو تمہاری نظر میں کم کرکے دکھلا رہے تھے اور انکی نگاہ میں تم کو کم کرکے دکھلا رہے تھے تاکہ جو کام اللہ کو منظور تھا اس کی تکمیل کر دے

**وَإِلَى اللَّهِ تُرْجَعُ الْأُمُورُ ﴿٤٤﴾**

| | | | | |
|---|---|---|---|---|
| وَ | إِلَى | اللَّهِ | تُرْجَعُ | الْأُمُورُ |
| اور | طرف | اللہ | لوٹنا-بازگشت | کام (جمع) |

اور سب مقدمے خدا ہی کی طرف رجوع کیے جاویں گے

## لڑائی سے پہلے حضور صلی اللہ علیہ وسلم کا خواب

ان آیات میں تین باتیں بتلائی گئی ہیں ایک یہ کہ لڑائی سے پہلے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو خواب میں نظر آیا کہ کافر تھوڑے ہیں۔آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے اس کی اطلاع صحابہ کو دی۔صحابہ رضی اللہ عنہم کے دلوں میں حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے خواب سے مقابلہ کی مزید جرأت پیدا ہوگئی اگر ان کی تعداد زیادہ نظر آتی تو کفار کو زیادہ سمجھ کر کوئی لڑنے کی ہمت کرتا کوئی نہ کرتا۔اس طرح اختلاف ہو کر کام میں رکاوٹ پڑ جاتی ہے لیکن اللہ تعالیٰ نے پیغمبر علیہ السلام کو خواب میں کفار کی تھوڑی تعداد دکھلا کر مسلمانوں کو آپس میں باہمی اختلاف اور کم ہمتی سے بچالیا۔بے شک اللہ تعالیٰ دلوں کی بات جاننے والے ہیں وہ جانتے ہیں کہ کس بات سے دلوں میں ہمت و شجاعت پیدا ہوتی ہے اور کس بات سے بزدلی اور کم ہمتی۔

## مقابلہ کے وقت کافروں کی تعداد کم نظر آئی

دوسری بات یہ بتائی کہ جب کافروں اور مسلمانوں کی صفیں ایک دوسرے کے سامنے آکر پڑیں۔اس وقت بھی اللہ تعالیٰ نے مسلمانوں کی نظروں میں کافروں کی تعداد قلیل کرکے دکھلائی یعنی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے خواب کے مطابق مسلمانوں نے اپنی آنکھوں سے دیکھ کر یقین کرلیا کہ کافروں کی تعداد ہم سے کم ہے چنانچہ حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ نے اپنے ایک ساتھی سے کہا تھا میرے خیال میں کافر ۷۰ ہوں گے۔ساتھی نے جواب نہیں دیا۔کوئی ۱۰۰ ہیں۔اس کے بعد جب ایک قیدی گرفتار ہو کر آیا اور اس سے کافروں کی تعداد پوچھی تو اس نے ہزار بتائی۔اس سے مسلمانوں کی جرأت اور بھی

بڑھ گئی اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا خواب ان کو سچ ثابت ہو گیا اور واقع میں بھی سچ تھا کیونکہ جتنے لوگ قریش کی طرف سے میدان جنگ میں آئے تھے ان میں سے اکثر کچھ زمانہ کے بعد مسلمان ہو گئے اس طرح کفر پر قائم رہنے والے بہت ہی کم تھے تو گویا کہ خدا تعالیٰ نے صرف انہی کو خواب میں دکھایا جن بدقسمتوں کی قسمت میں کفر دائمی طور پر لکھا گیا تھا اور وہ تعداد میں کم تھے یا جس وقت آپ نے یہ خواب دیکھا اس وقت کافر تعداد میں کم تھے۔ ہاں خواب کے بعد پھر کفار مکہ سے پہنچ کر مشرکین کی فوج میں شامل ہو گئے۔ بہر حال یہ خواب اپنی جگہ بالکل سچا تھا کیونکہ نبی کا خواب کبھی غلط نہیں ہوتا۔

## کافروں کو مسلمانوں کی تعداد کم نظر آئی

تیسری بات یہ بتلائی کہ مقابلہ کے وقت کافروں کی نظر میں مسلمانوں کی تعداد کم نظر آئی اگر کافروں کی نظر میں مسلمانوں کی تعداد بہت دکھائی دیتی تو وہ بھاگ جاتے۔ مقابلہ نہ ہوتا۔ کفر کے ستر سردار قتل نہ ہوتے۔ کفر کی جڑ نہ کٹتی۔ اسلام کا غلبہ نہ دکھائی دیتا۔ ابتدائے جنگ میں ابوجہل مسلمانوں کی جماعت کو دیکھ کر بولا کہ محمد صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم اور ان کے اصحاب رضی اللہ عنہم کیا ہیں۔ ہمارے اونٹوں کا ایک لقمہ ہیں۔ پھر کہا کہ ان لوگوں کے ساتھ ہتھیاروں سے نہ لڑو بلکہ یونہی پکڑ کر ان کی مشکیں باندھ لو اور رسیوں میں باندھ کر مکہ لے چلو۔ بعد ازاں جب لڑائی شروع ہوئی تو اس وقت حق تعالیٰ نے مسلمانوں کو کافروں کی نظر میں دگنا کر دیا کفار یکا یک یہ منظر دیکھ کر مبہوت اور شکستہ دل ہو گئے اور شکست کھا گئے۔ اس طرح اللہ تعالیٰ کو تو ایک کام کا فیصلہ کرنا تھا۔ اسلام کا نمایاں غلبہ اور کفر کا کمزور کرنا مقصود تھا اور ہمیشہ کیلئے اسلام کی بنیاد قائم کرنی تھی۔ اس لئے یہ تدبیر فرمائی اور تمام کاموں کا مرجع حق تعالیٰ ہی ہیں۔ اس لئے یہ تمام کام انہی کے کرنے کے تھے اور انہوں نے ہی کئے۔ اسباب کی تاثیر اسی کے ہاتھ میں ہے پس وہ اگر اپنی قدرت کاملہ سے کسی وقت اپنے ہی پیدا کئے ہوئے اسباب کو توڑ پھوڑ کر کوئی کرشمہ ظاہر فرمائے تو وہ نا قابل تعجب اور نہ محل تردد ہے۔ اسباب بالذات موثر نہیں بلکہ اسباب کی تاثیر اس کے ارادہ اور مشیت کے تابع ہے کیونکہ وہ مسبب الاسباب ہے اور یہ اللہ تعالیٰ کی قدرت کی نشانیوں میں سے ہے کہ تھوڑے آدمی نگاہ میں بہت معلوم ہوں یا بہت آدمی تھوڑے نظر آئیں۔ اس قسم کے خوارق عادت اور کرشمہائے قدرت کا ظہور کوئی عجیب نہیں۔ خدا تعالیٰ کی قدرت سے ابتداء جنگ میں مسلمان کافروں کی نظروں میں تھوڑے دکھلائی دیئے اور واقع میں بھی مسلمانوں کی تعداد تھوڑی ہی تھی لیکن جب گھمسان کی جنگ شروع ہوئی اور آسمان سے ملائکہ کا لشکر مسلمانوں کی مدد کیلئے پہنچا تو اس وقت مسلمان کفار کی نظروں میں دگنے نظر آنے لگے جیسا کہ سورہ آل عمران میں ذکر کیا گیا اور یہ تمام انعامات اسی لئے بتائے اور سنائے جا رہے ہیں کہ ان کا تقاضا یہی ہے کہ اللہ کے حکم کو مانا جائے اس کی قدرت کو سمجھا جائے اور اسی کی ذات عالی پر بھروسہ کیا جائے اور اسی کی امداد پر تکیہ کیا جائے۔

## دعا کیجئے

یا اللہ: اپنی قدرت سے مسلمانوں کی امداد کی غیبی صورتیں ظاہر فرما۔ یا اللہ اس وقت روئے زمین پر جہاں کہیں کافروں اور مسلمانوں میں مقابلہ کی صورت ہے یا اللہ کافروں کو مغلوب فرما۔ اہل اسلام کو غالب فرما اور اپنی قدرت اور تدبیر سے مسلمانوں کی نصرت وامداد فرما اور دشمنان دین کی چالوں اور تدبیروں کو ملیامیٹ فرما۔ یا اللہ: میں ہر اس گناہ کی بھی معافی چاہتا ہوں کہ میں نے آپ کی مخلوق میں سے کسی کو گناہ میں لگا دیا ہو حیلہ وحوالہ کر کے اس کو گناہ کی بات میں پھنسا دیا ہو یا اسے تو اس گناہ کی بات کا علم نہ تھا میرے بتانے سے اس نے گناہ کو مانا اور کیا' کسی کے گناہ کا باعث ہوا ہوں' کل قیامت کے روز ان گناہوں کو لے کر کس طرح سامنے آؤں گا۔ الٰہی! مجھے اور میرے ہر ایسے گناہ کو معاف فرما دے۔ آمین۔

وَاٰخِرُ دَعْوٰنَا اَنِ الْحَمْدُ لِلّٰهِ رَبِّ الْعٰلَمِیْنَ

يٰٓاَيُّهَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوْٓا اِذَا لَقِيْتُمْ فِئَةً فَاثْبُتُوْا وَاذْكُرُوا اللّٰهَ كَثِيْرًا لَّعَلَّكُمْ تُفْلِحُوْنَ ۝۴۵

| يٰٓاَيُّهَا | الَّذِيْنَ اٰمَنُوْٓا | اِذَا | لَقِيْتُمْ | فِئَةً | فَاثْبُتُوْا | وَاذْكُرُوا | اللّٰهَ | كَثِيْرًا | لَّعَلَّكُمْ | تُفْلِحُوْنَ |
|---|---|---|---|---|---|---|---|---|---|---|
| اے | ایمان والے | جب | تمہارا آمنا سامنا ہو | کوئی جماعت | تو ثابت قدم رہو | اور یاد کرو | اللہ | بکثرت | تاکہ تم | فلاح پاؤ |

اے ایمان والو جب تم کو کسی جماعت سے مقابلہ کا اتفاق ہوا کرے تو ثابت قدم رہو اور اللہ کا خوب کثرت سے ذکر کرو امید ہے کہ تم کامیاب ہو گے

وَاَطِيْعُوا اللّٰهَ وَرَسُوْلَهٗ وَلَا تَنَازَعُوْا فَتَفْشَلُوْا وَتَذْهَبَ رِيْحُكُمْ وَاصْبِرُوْا ۭ اِنَّ اللّٰهَ

| وَاَطِيْعُوا | اللّٰهَ | وَرَسُوْلَهٗ | وَ | لَا تَنَازَعُوْا | فَتَفْشَلُوْا | وَتَذْهَبَ | رِيْحُكُمْ | وَاصْبِرُوْا | اِنَّ | اللّٰهَ |
|---|---|---|---|---|---|---|---|---|---|---|
| اور اطاعت کرو | اللہ | اور اسکا رسول | اور | آپس میں جھگڑا نہ کرو | پس بزدل ہو جاؤ گے | اور جاتی رہے گی | تمہاری ہوا | اور صبر کرو | بیشک | اللہ |

اور اللہ اور اس کے رسول کی اطاعت کیا کرو اور نزاع مت کرو ورنہ کم ہمت ہو جاؤ گے اور تمہاری ہوا اکھڑ جاوے گی اور صبر کرو بیشک اللہ تعالیٰ صبر کرنے

مَعَ الصّٰبِرِيْنَ ۝۴۶ وَلَا تَكُوْنُوْا كَالَّذِيْنَ خَرَجُوْا مِنْ دِيَارِهِمْ بَطَرًا وَّرِئَاۗءَ النَّاسِ

| مَعَ | الصّٰبِرِيْنَ | وَلَا تَكُوْنُوْا | كَالَّذِيْنَ | خَرَجُوْا | مِنْ | دِيَارِهِمْ | بَطَرًا | وَ | رِئَاۗءَ | النَّاسِ |
|---|---|---|---|---|---|---|---|---|---|---|
| ساتھ | صبر کرنیوالے | اور نہ ہو جانا | انکی طرح جو | نکلے | سے | اپنے گھروں | اتراتے | اور | دکھاوا | لوگ |

والوں کے ساتھ ہیں۔ اور ان لوگوں کے مشابہ مت ہونا کہ جو اپنے گھروں سے اتراتے ہوئے اور لوگوں کو دکھلاتے ہوئے نکلے

وَيَصُدُّوْنَ عَنْ سَبِيْلِ اللّٰهِ ۭ وَاللّٰهُ بِمَا يَعْمَلُوْنَ مُحِيْطٌ ۝۴۷

| | وَيَصُدُّوْنَ | عَنْ | سَبِيْلِ | اللّٰهِ | وَاللّٰهُ | بِمَا | يَعْمَلُوْنَ | مُحِيْطٌ | |
|---|---|---|---|---|---|---|---|---|---|
| | اور روکتے | سے | راستہ | اللہ | اور اللہ | سے-جو | وہ کرتے ہیں | احاطہ کئے ہوئے | |

اور لوگوں کو اللہ کے راستے سے روکتے تھے اور اللہ تعالیٰ ان کے اعمال کو احاطہ میں لئے ہوئے ہیں

## فتح ونصرت الٰہی کی پہلی شرط: استقامت

ان آیات میں ایمان والوں کو مخاطب فرما کر حق تعالیٰ نے چھ باتوں کی تعلیم فرمائی ہے کہ جو فتح وکامیابی کا سرچشمہ ہیں:

پہلی بات یہ فرمائی کہ جب کفار کے لشکر سے مڈبھیڑ ہو جائے تو ثابت قدم رہو۔ احادیث میں روایت ہے کہ بعض لڑائیوں میں جب دشمن سے مقابلہ ہوا تو حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم منتظر رہے جب آفتاب ڈھل گیا تو فرمایا لوگو دشمن سے بھڑنے کی تمنا مت کرو اور اللہ سے عافیت کی دعا مانگتے رہو لیکن جب دشمنوں سے مقابلہ ہو جائے اور تم ان سے بھڑ جاؤ تو پھر صبر اور ثبات قلب کے ساتھ ثابت قدم رہو اور یقین جانو کہ جنت تلواروں کے سایہ تلے ہے۔

## دوسری شرط: یادالٰہی کی کثرت

دوسری ہدایت اللہ کو بکثرت یاد کرنے کی دی جارہی ہے۔ ذکر اللہ میں نماز، دعا، تکبیر وغیرہ سب شامل ہیں۔ ذکر اللہ کی تاثیر یہ ہے کہ ذاکر کا دل مضبوط اور مطمئن ہوتا ہے جس کی جہاد میں سب سے زیادہ ضرورت ہے۔ صحابہ رضی اللہ عنہم کا سب سے بڑا ہتھیار یہی تھا۔ تمام قرآن کریم میں سوائے ذکر اللہ کے اور کسی عبادت کو کثرت کے ساتھ کرنے کا حکم نہیں دیا اور پھر ذکر اللہ کیلئے کوئی شرط و پابندی وضو، طہارت، پاکی ناپاکی، لباس، قبلہ رخ وغیرہ وغیرہ کی بھی نہیں لگائی

گئی۔ایک مومن ہر حال میں ذکر اللہ کر سکتا ہے اور ذکر اللہ صرف زبان یا دل سے ذکر کرنے ہی کو نہیں کہتے بلکہ جو کام بھی شریعت اسلامیہ کے موافق اللہ اور اس کے رسول صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی اطاعت میں کیا جائے وہ بھی ذکر اللہ ہی ہے۔

## اللہ تعالیٰ اور اس کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم کی اطاعت

تیسری ہدایت اللہ اور اس کے رسول صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی اطاعت کی دی جارہی ہے یعنی اللہ اور اس کے رسول صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا کہنا ماننے کیلئے دل وجان سے تیار ہو جائیں اللہ اور رسول صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی اطاعت تو ہمیشہ اور ہر حال میں واجب ہے یہاں اس کی تاکید سے مراد یہ ہے کہ حالت جہاد میں بھی احکام شریعت کے دائرہ سے قدم ذرا بھی باہر نہ نکلے۔اطاعت کی برکت سے فتح نصیب ہوگی۔ چنانچہ صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کو باوجود بے سروسامانی کے فارس اور روم جیسی عظیم سلطنتوں پر جو فتح نصیب ہوئی وہ اسی اطاعت کی برکت تھی۔

## چوتھی شرط: باہمی نزاع سے بچو

چوتھی ہدایت باہمی نزاعات سے بچنے کی دی جارہی ہے یعنی آپس میں ایک دوسرے سے جھگڑے اور اختلاف بالکل نہ پھیلاؤ اگر ایسا کیا تو تمہارے اندر کمزوری پیدا ہو جائے گی ہوا اکھڑ جائے گی دشمنوں کے دل پر تمہاری دھاک نہ رہے گی اور تمہارے بد اندیش تم پر غالب آجائیں گے۔تو معلوم ہوا کہ جس لشکر میں اختلاف اور باہم عناد و پھوٹ ہو اس کو فتح یابی حاصل نہیں ہوسکتی اسی طرح جس قوم میں باہم مخالفت ہو اس کو عزت وشوکت نہیں مل سکتی۔

## نزاع سے بچنے کا نسخہ

حضرت مفتی محمد شفیع صاحب رحمۃ اللہ علیہ نے اپنی تفسیر میں لکھا ہے''کہ نزاع اور جھگڑوں سے بچنے کا کامیاب نسخہ واصبروا یعنی صبر کو لازم پکڑو بتلایا گیا ہے اور بیان اس کا یہ ہے کہ کوئی جماعت کتنی ہی متحد الخیال اور متحد المقصد ہو مگر افراد انسانی کی طبعی خصوصیات ضرور مختلف ہوا کرتی ہیں۔نیز کسی مقصد کیلئے سعی اور کوشش میں اہل عقل وتجربہ کی رایوں کا اختلاف بھی ناگزیر ہے۔اس لئے دوسروں کے ساتھ چلنے اور ان کو ساتھ رکھنے کیلئے اس کے سوا کوئی چارہ نہیں کہ آدمی خلاف طبع امور پر صبر کرنے اور نظر انداز کرنے کا عادی ہو۔

## پانچویں شرط: صبر

پانچویں ہدایت صبر سے کام لینے کی دی جارہی ہے یعنی جو سختیاں اور شدائد جہاد کے وقت پیش آئیں ان کو صبر واستقامت سے برداشت کرو۔ بھوک پیاس، جفاکشی اور محنت غرض ہر قسم کی تکلیف میں صابر رہو۔نہ دشمن کی قوت کو دیکھ کر بھاگو نہ مالی لالچ میں آکر ٹوٹ جاؤ۔نہ بھوک پیاس اور جفاکشی سے جی چراؤ کیونکہ اللہ کی مدد صبر کرنے والوں کے ساتھ ہوتی ہے۔اللہ ان کا رفیق ہوتا ہے۔

## چھٹی شرط: نمود ونمائش سے پرہیز رکھو

چھٹی تعلیم وہدایت یہ دی گئی کہ گھمنڈ اور نمائش کرنے والے کافروں کا سا چلن اختیار نہ کرو۔اس میں اشارہ ہے کفار قریش کی طرف جن کا لشکر مکہ سے بڑی دھوم دھام اور باجے گاجے کے ساتھ نکلا تھا تاکہ مسلمان مرعوب ہو جائیں اور دوسرے قبائل عرب پر مشرکین کی دھاک بیٹھ جائے۔راستہ میں ابوجہل کو ابوسفیان کا پیام پہنچا کہ ہمارا تجارتی قافلہ سخت خطرہ سے بچ نکلا ہے اب تم مکہ کو لوٹ جاؤ۔ابوجہل نے نہایت غرور سے کہا کہ ہم اس وقت واپس جاسکتے ہیں جبکہ بدر کے چشمہ پر پہنچ کر مجلس طرب ونشاط منعقد کرلیں۔گانے والی عورتیں خوشی اور کامیابی کے گیت گائیں۔شرابیں پئیں مزے اڑائیں اور تین روز تک اونٹ ذبح کر کے قبائل عرب کی ضیافت کا انتظام کریں تاکہ یہ دن عرب میں ہمیشہ کیلئے ہماری یادگار رہے اور آئندہ کیلئے ان مٹھی بھر مسلمانوں کے حوصلے پست ہو جائیں کہ پھر کبھی ہمارے مقابلہ کی جرأت نہ کریں لیکن اسے کیا خبر تھی کہ جو منصوبے باندھے جارہے ہیں اور جو تجویزیں سوچی جارہی ہیں وہ سب خدا کے قابو میں ہیں چلنے دے یا نہ چلنے دے بلکہ چاہے تو ان

ہی پر پلٹ دے چنانچہ یہی ہوا۔ بدر میں جام شراب کی جگہ انہیں موت کا پیالہ پینا پڑا محفل سرور ونشاط کو منعقد نہ کر سکے ہاں نوحہ و ماتم کی صفیں بدر سے مکہ تک بچھ گئیں۔ جو مال تفاخر ونمائش میں خرچ کرنا چاہتے تھے وہ مسلمانوں کیلئے لقمہ غنیمت بنا۔ بہر حال مسلمانوں کو آگاہ فرمایا کہ جہاد محض ہنگامہ کشت وخون کا نام نہیں بلکہ عظیم الشان عبادت ہے۔ عبادت اتراوے یا دکھاوے کو کرے تو ہر گز قبول نہیں لہٰذا تم فخر وغرور اور نمود ونمائش میں کفار کی چال مت چلو۔

## صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کی عظمت

صحابہ کرام رضی اللہ عنہم ان احکام میں ایسے پورے اترے کہ ان کے کارنامے رہتی دنیا تک کیلئے بے مثال ہو گئے۔ یہی شجاعت، یہی اطاعت رسولؐ یہی صبر واستقلال تھا جس کے باعث نصرت خداوندی ان کے شامل حال تھی اور بہت ہی کم مدت میں باوجود تعداد اور اسباب کی کمی کے مشرق ومغرب کو فتح کر لیا اور نہ صرف لوگوں کے ملکوں ہی کے مالک بنے بلکہ ان کے دلوں کو بھی فتح کر کے خدا کی طرف لگا دیا۔ عربی، عجمی، رومی، فارسی، ترکی، حبشی، مصری غرض دنیا کا بیشتر حصہ سرنگین کر لیا۔ اللہ کے کلمہ کو بلند کیا۔ دین حق کو پھیلا دیا اور اسلامی حکومت کو دنیا کے کونے کونے میں جما دیا اور تیس سال کے مختصر عرصہ میں دنیا کا نقشہ بدل دیا۔ اللہ تعالیٰ ان کے خلوص ثابت قدمی، نیک نیتی ذکر اللہ کی کثرت اتحاد واتفاق اور اطاعت رسولؐ کا کوئی حصہ ہم کو بھی نصیب فرمائیں اور ان کے نقش قدم پر چلنے کی توفیق نصیب فرمائیں۔

## دعا کیجئے

یا اللہ: ہم کو اور روئے زمین کے مسلمانوں کو ان قرآنی تعلیمات پر عمل پیرا ہونے کی توفیق عطا فرمائیں۔ جہاں جہاں مسلمان کفار کے تسلط کے باعث پریشان خاطر ہیں اللہ تعالی ان کی حمایت ونصرت فرمائیں۔ اسلام اور مسلمانوں کو سربلندی عطا فرمائیں آمین۔

یا اللہ: میں ہر ایسے گناہ سے پناہ چاہتا ہوں جو گمراہی اور کفر کی طرف لے جائے، راہ سے بے راہ کر دے، لوگوں میں بے وقار کر دے، دنیا وآخرت میں رسوائی ہو جائے اور و یگر ایسے گناہ کر گزرا تو الٰہی مجھے معاف فرمادے۔

اے اللہ! ایسے گناہ کہ جن کے ارتکاب سے میں نے اپنے جسم کو تھکا دیا اور مخلوق سے پردہ کرتا رہا لیکن ہائے تجھ سے پردہ نہ ہو سکتا تھا لیکن تجھ سے پردہ میں ہو جانے کا خیال بھی نہ آیا۔

اس کے باوجود کہ آپ مجھ کو رسوا کر سکتے تھے مجھے رسوائی سے بچا لیا اور حقیقت میں آپ کے سوا اور کون ایسا ہے کہ گناہ دیکھتا ہو اور پردہ پوشی کرتا ہو۔ اے اللہ! میرے ہر گناہ کو معاف فرمادے۔

وَاٰخِرُ دَعْوٰنَا اَنِ الْحَمْدُ لِلّٰهِ رَبِّ الْعٰلَمِیْنَ

وَاِذْ زَيَّنَ لَهُمُ الشَّيْطٰنُ اَعْمَالَهُمْ وَقَالَ لَا غَالِبَ لَكُمُ الْيَوْمَ مِنَ النَّاسِ وَاِنِّيْ

| وَاِذْ | زَيَّنَ | لَهُمُ | الشَّيْطٰنُ | اَعْمَالَهُمْ | وَقَالَ | لَا غَالِبَ | لَكُمُ | الْيَوْمَ | مِنَ | النَّاسِ | وَاِنِّيْ |
|---|---|---|---|---|---|---|---|---|---|---|---|
| اور جب | خوشنما کردیا | ان کیلئے | شیطان | اُنکے کام | اور کہا | کوئی غالب نہیں | تمہارے لئے-تم پر | آج | سے | لوگ | اور بیشک میں |

اور اس وقت کا ان سے ذکر کیجئے جب کہ شیطان نے انکو انکے اعمال خوشنما کر کے دکھلائے اور کہا کہ لوگوں میں سے آج کوئی تم پر غالب آنے والا نہیں

جَارٌ لَّكُمْ ۚ فَلَمَّا تَرَآءَتِ الْفِئَتٰنِ نَكَصَ عَلٰى عَقِبَيْهِ وَقَالَ اِنِّيْ بَرِيْٓءٌ مِّنْكُمْ اِنِّيْٓ

| جَارٌ | لَّكُمْ | فَلَمَّا | تَرَآءَتِ | الْفِئَتٰنِ | نَكَصَ | عَلٰى | عَقِبَيْهِ | وَقَالَ | اِنِّيْ | بَرِيْٓءٌ | مِّنْكُمْ | اِنِّيْٓ |
|---|---|---|---|---|---|---|---|---|---|---|---|---|
| رفیق | تمہارا | پھر جب | آمنے سامنے ہوئے | دونوں لشکر | اُلٹا پھر گیا وہ | پر | اپنی ایڑیاں | اور بولا | بیشک میں | جدا الاتعلق | تم سے | میں بیشک |

اور میں تمہارا حامی ہوں پھر جب دونوں جماعتیں ایک دوسرے کے مقابل ہوئیں تو وہ الٹے پاؤں بھاگا اور یہ کہا کہ میرا تم سے کوئی واسطہ نہیں میں ان

اَرٰى مَا لَا تَرَوْنَ اِنِّيْٓ اَخَافُ اللّٰهَ ۭ وَاللّٰهُ شَدِيْدُ الْعِقَابِ ۴۸ اِذْ يَقُوْلُ الْمُنٰفِقُوْنَ

| اَرٰى | مَا | لَا تَرَوْنَ | اِنِّيْٓ | اَخَافُ | اللّٰهَ | وَاللّٰهُ | شَدِيْدُ | الْعِقَابِ | اِذْ | يَقُوْلُ | الْمُنٰفِقُوْنَ |
|---|---|---|---|---|---|---|---|---|---|---|---|
| دیکھتا ہوں | جو | تم نہیں دیکھتے | میں بیشک | ڈرتا ہوں | اللہ | اور اللہ | سخت | عذاب | جب | کہنے لگے | منافق-جمع |

چیزوں کو دیکھ رہا ہوں جو تم کو نظر نہیں آتیں میں تو خدا سے ڈرتا ہوں اور اللہ تعالیٰ سخت سزا دینے والے ہیں۔ اور وہ وقت بھی قابل ذکر ہے کہ جب منافقین

وَالَّذِيْنَ فِيْ قُلُوْبِهِمْ مَّرَضٌ غَرَّ هٰٓؤُلَاۗءِ دِيْنُهُمْ ۭ وَمَنْ يَّتَوَكَّلْ عَلَي اللّٰهِ

| وَ | الَّذِيْنَ | فِيْ قُلُوْبِهِمْ | مَرَضٌ | غَرَّ | هٰٓؤُلَاۗءِ | دِيْنُهُمْ | وَمَنْ | يَتَوَكَّلْ | عَلَى اللّٰهِ |
|---|---|---|---|---|---|---|---|---|---|
| اور | وہ جو کہ | ان کے دلوں میں | مرض | مغرور کردیا | انہیں | ان کا دین | اور جو | بھروسہ کرے | اللہ پر |

اور جن کے دلوں میں بیماری تھی یوں کہتے تھے کہ ان لوگوں کو انکے دین نے بھول میں ڈال رکھا ہے اور جو شخص اللہ پر بھروسہ کرتا ہے

فَاِنَّ اللّٰهَ عَزِيْزٌ حَكِيْمٌ ۴۹

| فَاِنَّ | اللّٰهَ | عَزِيْزٌ | حَكِيْمٌ |
|---|---|---|---|
| تو بیشک | اللہ | غالب | حکمت والا |

تو بلاشبہ اللہ تعالیٰ زبردست حکمت والے ہیں

## شیطان کی چالبازیاں

یہاں پہلی آیت میں شیطانی فریب کا پردہ چاک کیا جاتا ہے اور بتلایا جاتا ہے کہ جب مشرکین مکہ سے باجے گاجے اور فخر ونمود کے ساتھ بدر کی طرف چلے تھے تو شیطان لعین ان کا پشت پناہ بنا ہوا تھا۔ انہیں پھسلا رہا تھا اور ان کے کانوں میں پھونک رہا تھا کہ بھلا تمہیں کون ہرا سکتا ہے۔ آج لوگوں میں کوئی نہیں جو تم پر غالب آسکے۔ میں تمہارا حمایتی ہوں۔ بے فکر رہو۔ شیطان کا کام بھی یہی ہے کہ جھوٹے وعدے دے۔ نہ ہوتی امیدیں دلائے اور دھوکہ کے جال میں پھنسائے جب شیطان نے انکے کرتوت ان کی نگاہوں میں خوشنما کر کے دکھلائے اور مسلمانوں سے گتھ جانے کیلئے ابھار دیا اور مشرکوں کے دلوں میں ڈالتا رہا کہ بس تم بازی لے گئے لیکن جب مسلمانوں سے مقابلہ شروع ہوا اور اس خبیث کی نظریں فرشتوں پر پڑیں جو مسلمانوں کی امداد کیلئے بدر میں نازل ہوئے تھے تو شیطان کفار کو چھوڑ کر یہ کہتا ہوا الٹے پاؤں بھاگا کہ میرا تم سے کوئی واسطہ

نہیں۔تم جانو تمہارا کام میں اب تمہارے ساتھ نہیں ٹھہر سکتا میں اپنی آنکھوں سے وہ کچھ دیکھ رہا ہوں جو تمہیں سجھائی نہیں دیتا۔میرا ڈر کے مارے دم نکلا جارہا ہے۔اللہ کے غضب کے سامنے کوئی ٹھہر نہیں سکتا میری تو کیا مجال ہے۔اس کا عذاب بہت ہی سخت ہے۔

## شیطان نے سرداران قریش کو کیسے ورغلایا

اس آیت کی تفسیر میں علمائے مفسرین کے دو قول ہیں بعض مفسرین نے تو آیت سے مراد مجازی معنی لئے ہیں اور ان کا کہنا ہے کہ شیطان مجسم ہو کر سامنے نہیں آیا تھا بلکہ اس نے وسوسہ اندازی کی تھی اور قریش کے دلوں میں یہ وسوسہ اور خیال پیدا کیا تھا کہ آج تم مغلوب نہیں ہو سکتے۔تمہاری تعداد بہت اور ساز و سامان بکثرت ہے۔تمہارا لشکر بڑا آراستہ اور پیراستہ ہے۔بعض مفسرین نے آیت سے حقیقی معنی مراد لئے ہیں کہ شیطان نے ان سے واقعی یہ قول کہا تھا اور اس کی صورت مفسرین نے یہ لکھی ہے کہ قریش مکہ کی قبیلہ بنو کنانہ سے ہمیشہ کی چھیڑ چھاڑ اور دشمنی تھی۔جس وقت قریش کا لشکر مٹھی بھر مسلمانوں کے مقابلہ کیلئے نکلا تو ان کو یہ خطرہ دامن گیر تھا کہ کہیں ایسا نہ ہو کہ بنو کنانہ ہماری راہ میں رکاوٹ بنیں۔شیطان نے یہ سوچ کر کہ کہیں قریش اس خطرہ کی وجہ سے مسلمانوں کے مقابلے سے ہٹ نہ جائیں فوراً بنو کنانہ کے سردار سراقہ بن مالک کی صورت میں خود کو پیش کیا اور قریش کو خوب بہکایا اور حمایت کا یقین دلایا اور کہا کہ تم گھبراؤ نہیں بنی کنانہ کی طرف سے تم کو کوئی تکلیف نہیں پہنچے گی۔اس کا میں ذمہ دار ہوں اور تم میری پناہ میں ہو آج تم پر کوئی غالب نہیں آسکتا۔اس طرح اس نے ابو جہل وغیرہ کو اطمینان دلایا اور مسلمانوں سے جنگ پر آمادہ کیا۔بالآخر جب کفار نے شکست کھائی اور بدر کے بھگوڑے جب مکہ واپس پہنچے تو وہاں جا کر یہ کہا کہ ہم کو سراقہ نے شکست دلائی۔جب یہ خبر سراقہ کے پاس پہنچی تو اس نے قسم کھا کر کہا کہ مجھے تو اتنی بھی خبر نہیں کہ تم لڑائی کے ارادہ سے کب نکلے تھے جب تم ہاں شکست کھا کر واپس آئے اس وقت مجھ کو تمہاری لڑائی اور شکست کا حال معلوم ہوا۔قریش نے کہا کہ کیا تو فلاں فلاں دن ہمارے پاس نہیں آیا تھا؟ اور کیا تو نے ہم سے یہ باتیں نہیں کی تھیں؟ اس نے قسم کھائی کہ مجھے ان باتوں کی ذرا بھی خبر نہیں۔تب لوگوں کو معلوم ہوا کہ وہ شیطان ابلیس تھا جو سراقہ کی شکل میں ظاہر ہوا تھا۔تو جن مفسرین نے آیت کے حقیقی اور ظاہری معنی لئے ہیں ان کا کہنا ہے کہ شیطان اور جنات کو اپنی شکل مختلف انداز میں بدلنے کی قدرت خداوند تعالیٰ کی طرف سے دی گئی ہے جیسے گرگٹ لحظہ بلحظہ رنگ بدلتا ہے بس اسی طرح ان مخلوقات کو بھی اپنی صورتوں کے بدلنے پر منجانب اللہ قدرت حاصل ہے۔بہرحال شیطان در پردہ ہر قسم کے وسوسہ پیدا کرتا ہے اور خیالات بدلتا ہے اور آدمی کی شکل میں بھی آکر شیطنت کرتا ہے۔لیکن جب اپنا کام کر چکتا ہے تو اپنا ہاتھ جھاڑ کر کھڑا ہو جاتا ہے اور تمام الزام آدمی کے سر تھوپ دیتا ہے۔

## منافقوں سے شیطان کی چکر بازی

آگے دوسری آیت زیر تفسیر میں بتلایا جاتا ہے کہ تزئین شیطانی کفار مکہ ہی میں منحصر نہیں بلکہ مدینہ کے منافقین بھی اس میں مبتلا ہیں اور ان کے دل میں جو نفاق بیماری ہے وہ اسی تزئین شیطانی کا اثر ہے۔معرکہ بدر کے موقع پر مسلمانوں کی تھوڑی جمعیت اور بے سرو سامانی اور اسی پر ایسی شجاعت اور دلیری دیکھتے ہوئے مدینہ کے منافقین جو مسلمانوں میں ملے ہوئے تھے اور جن پر کفار کی ظاہری طمطراق کا بڑا رعب تھا وہ مسلمانوں کی بابت کہنے لگے تھے کہ یہ مسلمان اپنے دین اور حقانیت کے خیال میں مغرور ہیں جو اس طرح اپنے کو موت کے منہ میں ڈال دیتے ہیں۔کہاں ۳۱۳ ٹوٹے پھوٹے مسلمان اور کہاں ہزار جنگجو اور بہادر قریش جو یہ ان سے لڑنے چلے ہیں ان کی شامت نے دھکا دیا ہے جو یہ ان سے جا کر بھڑ رہے ہیں۔

## شیطانی وسوسہ کا جواب

اس آیت میں حق تعالیٰ نے اس کا جواب دیا ہے کہ یہ مسلمانوں کا غرور نہیں بلکہ خدا پر توکل ہے اور جو حق تعالیٰ پر اعتماد کرتا ہے اللہ اس کی مدد کرتا ہے اور اس کیلئے کافی ہو جاتا ہے اور جس کو خدا کی زبردست قدرت پر اعتماد ہو وہ یقین رکھے کہ جو کچھ ادھر سے ہوگا

عین حکمت وصواب ہوگا وہ حق کے معاملہ میں ایسا ہی بے جگر اور دلیر ہو جاتا ہے اور اللہ وہم وگمان سے بڑھ کر اسکی مدد کرے گا کیونکہ اللہ عزیز بھی ہے یعنی وہ سب سے زیادہ زبردست ہے۔ اس کے مقابلہ میں سب ہیچ ہیں اور وہ حکیم بھی ہے وہ ہر بات کی حقیقت سے واقف ہے وہ جو کچھ کرتا ہے اپنی حکمت کے مطابق کرتا ہے اس کے حکم بردار بندے اس پر بھروسہ کر کے بے فکر ہو جاتے ہیں اور اللہ تعالیٰ ان کے سب کام بنا دیتا ہے اور اس کی حکمت کا تقاضا یہ ہے کہ اپنے بے سرو سامان دوستوں کو دشمنوں کے لشکر جرار پر فتح دے۔

## دعا کیجئے

یا اللہ: ہم کو بھی اپنی ذات پاک پر توکل کرنے کی توفیق عطا فرمائیں اور توکل کرنے والوں کو اللہ پاک کی جو نصرت اور حمایت حاصل ہوتی ہے یا اللہ وہی نصرت وحمایت ہم کو بھی عطا فرمائیں۔ دین واسلام کی باتوں میں شک وتردد جو منافقانہ خصلت ہے اللہ تعالیٰ اس سے ہمارے قلوب کو محفوظ فرمائیں۔ یا اللہ اپنے وعدوں پر ہم کو پورا ایمان ویقین نصیب فرمایئے اور ان میں کسی شک وتردد سے ہم کو بچایئے آمین۔

یا اللہ: میں تو نافرمانی کرتا رہا لیکن آپ نے اپنے حلم سے مجھے ڈھیل دیدی' مجھے گناہ کرتے ہوئے دیکھ کر بھی مجھے چھوڑے رکھا' اس بداعمالی کے ساتھ میں نے جو مانگا آپ نے دیدیا۔ آپ کا کہاں تک شکر ادا کروں' مجھ پر میرے دشمنوں نے خفیہ وعلانیہ حملے کئے مجھے ایذا پہنچانی چاہی لیکن آپ نے مجھے ان سے ان کے حملوں سے بچالیا اور مجھے رسوا نہ ہونے دیا۔ آپ نے مجھ گنہگار وعاصی کی اس طرح مدد کی جیسے آپ اپنے اطاعت گزار بندوں کی مدد فرماتے ہیں مجھے اس طرح رکھا جیسے اپنے پسندیدہ بندوں کو رکھا کرتے ہیں لیکن اے پروردگار! اس کرم کے ہوتے ہوئے بھی میں گناہوں کا ارتکاب کرتا رہا اور باز نہ آیا' الٰہی! مجھے محض اپنے فضل وکرم سے بخش دیجئے۔

اے پروردگار! میں نے کتنی بار توبہ کی' قسمیں کھائیں' واسطے دیئے کہ اب یہ گناہ نہ کروں گا لیکن جب شیطان نے اس گناہ کی طرف دعوت دی' مجھے میرے نفس نے اس کو مزین کر کے سامنے کیا تو میں نے بے دھڑک اس گناہ کا ارتکاب کیا۔ افسوس مجھے لوگوں سے تو حیا آئی لیکن آپ سے کبھی حیا نہ کی کہ آپ ہر وقت دیکھنے اور خبر رکھنے والے ہیں۔ یہ جانتے ہوئے بھی کہ آپ سے کہاں چھپ سکتا ہوں نہ کوئی مکان' نہ اندھیرا' نہ کوئی حیلہ وتدبیر آپ سے اوجھل کر سکتا ہے۔ افسوس میری اس جرأت پر کہ جس کام کو آپ نے منع کیا تھا میں نے جان کے بھی مخالفت کی پھر بھی آپ نے پردہ فاش نہ کیا بلکہ اپنے بندوں میں اس طرح شامل رکھا کہ گویا میں بھی آپ کا فرمانبردار بندہ ہوں۔ ان گناہوں سے شرمندہ ہوں کہ ان کو سوائے آپ کے اور کوئی نہیں جانتا اگر آپ چاہتے گناہ کرنے کے بعد کوئی نشان چہرے پر لگا دیتے لیکن اے اللہ! تو نے نیکیوں کا سا چہرہ بنائے رکھا' لوگوں کی نگاہ میں باعزت رہا۔ لوگ مجھے اپنے نزدیک اچھا ہی سمجھتے رہے ورنہ میں تو جیسا تھا آپ کے علم میں ہے' یہ محض آپ ہی کا فضل وکرم تھا۔ الٰہی! ایسے سب گناہ میرے بخش دیجئے۔ آمین

وَاٰخِرُ دَعْوٰنَآ اَنِ الْحَمْدُ لِلّٰهِ رَبِّ الْعٰلَمِيْنَ

وَلَوْ تَرٰٓى اِذْ يَتَوَفَّى الَّذِيْنَ كَفَرُوا الْمَلٰٓئِكَةُ يَضْرِبُوْنَ وُجُوْهَهُمْ وَاَدْبَارَهُمْ ۚ وَذُوْقُوْا

| | | | | | | | | | |
|---|---|---|---|---|---|---|---|---|---|
| وَلَوْ | تَرٰٓى | اِذْ | يَتَوَفَّى | الَّذِيْنَ كَفَرُوا | الْمَلٰٓئِكَةُ | يَضْرِبُوْنَ | وُجُوْهَهُمْ | وَاَدْبَارَهُمْ | وَذُوْقُوْا |
| اور اگر | تو دیکھے | جب | جان نکالتے ہیں | جن لوگوں نے کفر کیا (کافر) | فرشتے | مارتے ہیں | ان کے چہرے | اور انکی پیٹھ (جمع) | اور چکھو |

اور اگر آپ دیکھیں جبکہ فرشتے ان کافروں کی جان قبض کرتے جاتے ہیں انکے منہ پر اور انکی پشتوں پر مارتے جاتے ہیں اور یہ کہتے جاتے ہیں کہ آگ

عَذَابَ الْحَرِيْقِ ۝۵۰ ذٰلِكَ بِمَا قَدَّمَتْ اَيْدِيْكُمْ وَاَنَّ اللّٰهَ لَيْسَ بِظَلَّامٍ لِّلْعَبِيْدِ ۝۵۱

| | | | | | | | | | | |
|---|---|---|---|---|---|---|---|---|---|---|
| عَذَابَ | الْحَرِيْقِ | ذٰلِكَ | بِمَا | قَدَّمَتْ | اَيْدِيْكُمْ | وَاَنَّ | اللّٰهَ | لَيْسَ | بِظَلَّامٍ | لِّلْعَبِيْدِ |
| عذاب | بھڑکتا ہوا-دوزخ | یہ | بدلہ جو | آگے بھیجے | تمہارے ہاتھ | اور یہ کہ | اللہ | نہیں | ظلم کرنیوالا | بندوں پر |

کی سزا جھیلنا۔ یہ عذاب ان اعمال کی وجہ سے ہے جو تم نے اپنے ہاتھوں سمیٹے ہیں اور یہ امر ثابت ہی ہے کہ اللہ تعالیٰ بندوں پر ظلم کرنیوالے نہیں

كَدَاْبِ اٰلِ فِرْعَوْنَ ۙ وَالَّذِيْنَ مِنْ قَبْلِهِمْ ۭ كَفَرُوْا بِاٰيٰتِ اللّٰهِ فَاَخَذَهُمُ اللّٰهُ بِذُنُوْبِهِمْ ۭ

| | | | | | | | | |
|---|---|---|---|---|---|---|---|---|
| كَدَاْبِ | اٰلِ فِرْعَوْنَ | وَالَّذِيْنَ | مِنْ قَبْلِهِمْ | كَفَرُوْا | بِاٰيٰتِ اللّٰهِ | فَاَخَذَهُمُ | اللّٰهُ | بِذُنُوْبِهِمْ |
| جیسا کہ دستور | فرعون والے | اور جو لوگ | ان سے پہلے | انہوں نے انکار کیا | اللہ کی آیتوں کا | تو انہیں پکڑا | اللہ | انکے گناہوں پر |

انکی حالت ایسی ہے جیسے فرعون والوں کی اور ان سے پہلے کے لوگوں کی حالت تھی کہ انہوں نے آیات الٰہیہ کا انکار کیا سو خدا تعالیٰ نے ان کے گناہوں پر انکو پکڑ لیا

اِنَّ اللّٰهَ قَوِيٌّ شَدِيْدُ الْعِقَابِ ۝۵۲ ذٰلِكَ بِاَنَّ اللّٰهَ لَمْ يَكُ مُغَيِّرًا نِّعْمَةً اَنْعَمَهَا

| | | | | | | | | | | | |
|---|---|---|---|---|---|---|---|---|---|---|---|
| اِنَّ | اللّٰهَ | قَوِيٌّ | شَدِيْدُ | الْعِقَابِ | ذٰلِكَ | بِاَنَّ | اللّٰهَ | لَمْ يَكُ | مُغَيِّرًا | نِّعْمَةً | اَنْعَمَهَا |
| بیشک | اللہ | قوت والا | سخت | عذاب | یہ | اس لئے | کہ اللہ | نہیں ہے | بدلنے والا | کوئی نعمت | اسے دی |

بلاشبہ اللہ تعالیٰ بڑی قوت والے سخت سزا دینے والے ہیں۔ یہ بات اس سبب سے ہے کہ اللہ تعالیٰ کسی ایسی نعمت کو جو کسی قوم کو عطا فرمائی ہو نہیں بدلتے

عَلٰى قَوْمٍ حَتّٰى يُغَيِّرُوْا مَا بِاَنْفُسِهِمْ ۙ وَاَنَّ اللّٰهَ سَمِيْعٌ عَلِيْمٌ ۝۵۳ كَدَاْبِ اٰلِ فِرْعَوْنَ ۙ

| | | | | | | | | | | |
|---|---|---|---|---|---|---|---|---|---|---|
| عَلٰى قَوْمٍ | حَتّٰى | يُغَيِّرُوْا | مَا | بِاَنْفُسِهِمْ | وَاَنَّ | اللّٰهَ | سَمِيْعٌ | عَلِيْمٌ | كَدَاْبِ | اٰلِ فِرْعَوْنَ |
| کسی قوم کو | جب تک | وہ بدلیں | جو | انکے دلوں میں | اور یہ کہ | اللہ | سننے والا | جاننے والا | جیسا کہ دستور | فرعون والے |

جب تک کہ وہی لوگ اپنے ذاتی اعمال کو نہیں بدل ڈالتے اور یہ امر ثابت ہی ہے کہ اللہ تعالیٰ بڑے سننے والے بڑے جاننے والے ہیں۔ انکی حالت فرعون والوں

وَالَّذِيْنَ مِنْ قَبْلِهِمْ ۭ كَذَّبُوْا بِاٰيٰتِ رَبِّهِمْ فَاَهْلَكْنٰهُمْ بِذُنُوْبِهِمْ وَاَغْرَقْنَآ

| | | | | | | | | |
|---|---|---|---|---|---|---|---|---|
| وَ | الَّذِيْنَ | مِنْ قَبْلِهِمْ | كَذَّبُوْا | بِاٰيٰتِ | رَبِّهِمْ | فَاَهْلَكْنٰهُمْ | بِذُنُوْبِهِمْ | وَاَغْرَقْنَا |
| اور | وہ لوگ جو | ان سے پہلے | انہوں نے جھٹلایا | آیتوں کو | اپنا رب | تو ہم نے انہیں ہلاک کر دیا | انکے گناہوں کے سبب | اور ہم نے غرق کر دیا |

اور ان سے پہلے والوں کی سی حالت ہے کہ انہوں نے اپنے رب کی آیات کو جھٹلایا اس پر ہم نے اُن کو انکے گناہوں کے سبب ہلاک کر دیا

31

| | ظٰلِمِیْنَ | کَانُوْا | وَکُلٌّ | اٰلَ فِرْعَوْنَ | اٰلَ فِرْعَوْنَ وَکُلٌّ کَانُوْا ظٰلِمِیْنَ ﴿۵۴﴾ | |
|---|---|---|---|---|---|---|
| | ظالم | تھے | اور سب | فرعون والے | اور فرعون والوں کو غرق کر دیا اور وہ سب ظالم تھے | |

## موت کے وقت اور موت کے بعد کفار کی حالت

اگر چہ بعض مفسرین نے ان آیات کو بھی بدر کے واقعہ میں داخل کیا ہے۔ یعنی اس وقت جو کافر مارے جارہے تھے ان کے ساتھ فرشتوں کا یہ معاملہ تھا مگر الفاظ عام ہیں۔ اللہ تعالیٰ نے کفار بدر کی تخصیص نہیں فرمائی اس لئے اکثر مفسرین نے لکھا ہے کہ ہر کافر کا مرتے وقت یہی حال ہوتا ہے چنانچہ ان آیات میں بتلایا جاتا ہے کہ یہ کفار جو ناحق حق کی مخالفت پر کمر بستہ ہیں ان کی یہ حالت اسی وقت تک ہے جب تک یہ لوگ زندہ ہیں اور کاش اے نبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم آپ ان کی حالت اس وقت دیکھیں جبکہ فرشتے ان کافروں کی روح یوں قبض کرتے ہیں کہ ان کے چہروں اور پیٹھوں پر کوڑے یا آگ کے گرز مارتے ہیں اور ساتھ ہی یہ کہتے جاتے ہیں کہ یہ تو کچھ بھی نہیں جب آگ میں جلنا پڑے گا تب حقیقت کھلے گی اور یہ سب تمہارے کرتوت کی سزا ہے ورنہ خدا کے یہاں ظلم کی کوئی صورت نہیں۔ پس نہ پوچھو کہ اس وقت انکی کیا حالت ہوگی اور وہ اپنی حرکات پر کیسے کیسے نادم ہوں گے اور ان پر کیسا کیسا پچھتائیں گے۔ تو ان آیات سے اور قرآن مجید کی دوسری آیات سے اور بہت سی احادیث سے موت اور اس کے بعد عالم برزخ میں کفار کو عذاب ہونا ثابت ہے مگر اس کا تعلق عالم غیب سے ہے اور اس عالم دنیا سے نہیں۔ اس لئے عام طور پر آنکھوں سے دیکھا نہیں جاتا۔

## کفار مکہ کا حالت فرعونیوں جیسا ہے

آگے مکہ کے کافروں کے طرز عمل کے متعلق بتلایا جاتا ہے کہ دین حق اور نبی برحق کی تکذیب اور عداوت میں ان کا وہی طور طرق ہے جو فرعونیوں کا موسیٰ علیہ السلام کے ساتھ تھا اور فرعونیوں سے پہلے جیسے تمام سرکشوں اور کافروں نے اپنے اپنے پیغمبروں کے ساتھ معاملہ کیا تھا۔ انہوں نے ان باتوں کو جو اللہ نے اپنے رسول کی معرفت نہیں بتائیں نہ مانا۔ اللہ کے احکام سے سرتابی کی اور آیات الٰہیہ کی تکذیب کی اور اس کے انبیاء سے جنگ کرنے پر مصر رہے تو اللہ تعالیٰ نے ان کے جرائم کی پاداش میں ان کی گرفت کی اور ان کے گناہوں کے سبب ان کو پکڑ لیا۔ یہی حال کفار و مقتولین بدر کا ہوا کہ انہوں نے اللہ کی آیتوں کو نہ مانا اور دنیا ہی میں قتل و قید کے عذاب میں گرفتار ہوئے۔ بے شک اللہ تعالیٰ بڑا قوی ہے اور اپنے پیغمبر صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے دشمنوں کو سخت عذاب دینے والا ہے۔ اس کو ہر طرح کی طاقت ہے اور کسی کی طاقت اس کے سامنے نہیں چل سکتی۔

## کفار مکہ کی محرومی

اور یہ عذاب جو ان لوگوں پر ان کے جرائم کی پاداش میں نازل ہوا اس کا سبب یہ ہے کہ اللہ تعالیٰ کا قانون یہ ہے کہ اللہ تعالیٰ جو نعمت کسی قوم کو دے دیتا ہے وہ اس کو اس وقت تک نہیں بدلتا جب تک وہ قوم اپنے حالات کو نہ بدلیں یعنی خدا تعالیٰ نے اہل مکہ کو یہ نعمت دی کہ ان کی ہدایت کیلئے اشرف الانبیاء والمرسلین محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو ان میں بھیجا اور ان کو عقل و فہم اور قبول حق کی استعداد عطاء کی پس جب ان لوگوں نے خدا کی اس عظیم الشان نعمت کی ناشکری کی اور اللہ کے رسول صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو جھٹلایا تو اللہ نے ان سے اس نعمت کو چھین لیا۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم ان میں سے نکل کر انصار مدینہ میں چلے گئے اور یہ لوگ نور ہدایت سے محروم ہو گئے۔ نیز ان کفار مکہ نے اپنے حالات درست کرنے کے بجائے پہلے سے بھی زیادہ گندے اور خبیث کر لئے کہ صلہ رحمی کو چھوڑ کر مسلمان ہو جانے والے اپنے بھائی بھتیجوں پر وحشیانہ مظالم کرنے لگے مہمان نوازی کے بجائے مسلمانوں پر آب و دانہ بند کر کے ان کا بائیکاٹ کیا اور اس بات کے عہد نامہ لکھے گئے اللہ کے گھر بیت اللہ میں مسلمانوں کو عبادت سے منع کرنے لگے اور حرم میں ان کو داخل

ہونے سے روکنے لگے تو جب کفار قریش نے اپنے حالات کو بدلا تو اللہ تعالیٰ نے بھی اپنی نعمتوں کو چھین لیا اور ان کی اس زوال نعمت میں وہی حالت ہوئی جو فرعونیوں اور ان سے پہلے کافروں کی ہوئی تھی کہ انہوں نے اپنے پروردگار کی آیتوں کو جھٹلایا تو اللہ تعالیٰ نے بھی ان کو ان کے گناہوں کی وجہ سے ہلاک کیا۔ کسی کو زمین میں دھنسا کر' کسی کو زلزلہ سے' کسی کو ہوا سے' کسی کو پتھر برسا کر اور فرعونیوں کو بحر قلزم میں غرق کر کے دکھا دیا اور جو نعمتیں انکو دے رکھی تھیں وہ سب چھین لیں نہ انکے وہ محلات رہے نہ باغات رہے۔ نہ وہ نہریں اور کھیتیاں رہیں اور وہ اگلے پچھلے سب ہی ظالم تھے۔ اللہ نے ان پر کوئی ظلم وستم نہیں کیا بلکہ ان بدبختوں نے خود ہی اپنے اوپر ظلم کیا کہ خدا سے مقابلہ کی ٹھانی۔ خدا اور اس کے رسول صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا مقابلہ نہ کرتے تو خدا ان سے اپنی دی ہوئی نعمتیں نہ چھینتا۔

## اقوام کی ترقی وتنزلی کا قانون

یہاں اللہ تعالیٰ نے ایک ضابطہ قدرت اور قانون فطرت بیان فرمایا ہے کہ عادت الٰہی یونہی اور قانون عدل اسی طور پر نافذ ہے کہ جو قوم اپنی حالت خود بدل لیتی ہے خداداد نعمت کا شکر ادا کرنے کی بجائے کفران نعمت کرتی ہے' راہ ہدایت کو چھوڑ کر کج روی اختیار کرتی ہے۔ انصاف وعدل کی بجائے حق تلفی اور ظلم وستم کرنے لگتی ہے خداوند قدوس بھی اپنی دی ہوئی نعمت اس سے چھین لیتا ہے ورنہ حق تعالیٰ اپنی دی ہوئی نعمت کسی سے نہیں چھینتے۔ تو گویا یہاں اللہ تعالیٰ نے واضح فرما دیا کہ قوموں اور جماعتوں کے ابھرنے یا گرنے یا ان کی عزت وذلت کا قانون کیا ہے؟ اللہ تعالیٰ کی مقررہ سنت یہی ہے کہ جب وہ کسی قوم کو اپنی نعمتوں سے نوازتا ہے تو اس میں از خود تبدیلی نہیں فرماتا جب تک کہ لوگ خود اپنی حالت نہ بدلیں۔

## دعا کیجئے

یا اللہ: ہمیں اسلام کی زندگی اور ایمان کی موت نصیب فرمائیں اور ہماری جانوں کو رحمت کے فرشتے خوشخبری کے ساتھ قبض کریں۔ یا اللہ آپ نے جو نعمتیں اپنے فضل سے ہم کو دین ودنیا کی عطا فرمائی ہیں ان نعمتوں کی صحیح قدردانی اور شکر گزاری کی توفیق بھی نصیب فرمائیے۔ کفران نعمت کے گناہ اور وبال سے ہم کو بچائیے اور ظالمین کے گروہ سے ہم کو علیحدہ رکھئے آمین۔

یا اللہ: میں ہر اس گناہ کی معافی چاہتا ہوں جس کی لذت سے میں نے ساری رات کالی کر دی اس کی فکر میں دماغ سوزی کرتا رہا' رات سیاہ کاری میں گزاری اور صبح نیک بن کر باہر آیا حالانکہ میرے دل میں بجائے نیکی کے وہی گناہ کی گندگی بھری رہی۔

اے پروردگار! تیری ناراضگی کا کوئی خوف ہی نہ کیا' میرا کیا حال ہوگا۔ الٰہی! مجھے اپنی مہربانی سے معاف فرما دے۔ اے اللہ! میں اس گناہ کی بھی معافی چاہتا ہوں جس کے سبب آپ کے کسی ولی پر ظلم کیا ہو یا آپ کے کسی دشمن کی مدد کی ہو یا تیری مخالفت میں کھڑا ہوا ہوں یا تیرے اوامر ونواہی کے خلاف تگ ودود میں لگا رہا ہوں ایسے سب گناہ معاف فرما دیجئے۔

وَاٰخِرُ دَعْوٰنَا اَنِ الْحَمْدُ لِلّٰهِ رَبِّ الْعٰلَمِيْنَ

إِنَّ شَرَّ الدَّوَآبِّ عِندَ اللَّهِ الَّذِينَ كَفَرُوا فَهُمْ لَا يُؤْمِنُونَ ﴿٥٥﴾ الَّذِينَ عَاهَدتَّ مِنْهُمْ

| | | | | | | | | | | |
|---|---|---|---|---|---|---|---|---|---|---|
| إِنَّ | شَرَّ | الدَّوَآبِّ | عِندَ اللَّهِ | الَّذِينَ | كَفَرُوا | فَهُمْ | لَا يُؤْمِنُونَ | الَّذِينَ | عَاهَدتَّ | مِنْهُمْ |
| بیشک | بدترین | جانور - جمع | اللہ کے نزدیک | وہ جنہوں نے | کفر کیا | سو وہ | ایمان نہیں لاتے | وہ لوگ جو | تم نے معاہدہ کیا | ان سے |

بلاشبہ بدترین خلائق اللہ کے نزدیک یہ کافر لوگ ہیں تو یہ ایمان نہ لاویں گے۔ جن کی یہ کیفیت ہے کہ آپ ان سے عہد لے چکے ہیں پھر وہ ہر بار اپنا عہد توڑ ڈالتے ہیں

ثُمَّ يَنقُضُونَ عَهْدَهُمْ فِي كُلِّ مَرَّةٍ وَهُمْ لَا يَتَّقُونَ ﴿٥٦﴾ فَإِمَّا تَثْقَفَنَّهُمْ فِي الْحَرْبِ

| | | | | | | | | | |
|---|---|---|---|---|---|---|---|---|---|
| ثُمَّ | يَنقُضُونَ | عَهْدَهُمْ | فِي | كُلِّ مَرَّةٍ | وَهُمْ | لَا يَتَّقُونَ | فَإِمَّا | تَثْقَفَنَّهُمْ | فِي الْحَرْبِ |
| پھر | توڑ دیتے ہیں | اپنا معاہدہ | میں | ہر بار | اور وہ | ڈرتے نہیں | پس اگر | تم انہیں پاؤ | جنگ میں |

اور وہ ڈرتے نہیں سو اگر آپ لڑائی میں ان لوگوں پر قابو پائیں تو انہیں ایسی سزا دیں کہ جو لوگ اُن کے پس پشت ہوں وہ انکو دیکھ کر بھاگ جائیں عجب نہیں کہ اُنکو

فَشَرِّدْ بِهِم مَّنْ خَلْفَهُمْ لَعَلَّهُمْ يَذَّكَّرُونَ ﴿٥٧﴾ وَإِمَّا تَخَافَنَّ مِن قَوْمٍ خِيَانَةً

| | | | | | | | | | | |
|---|---|---|---|---|---|---|---|---|---|---|
| فَشَرِّدْ | بِهِم | مَّنْ | خَلْفَهُمْ | لَعَلَّهُمْ | يَذَّكَّرُونَ | وَإِمَّا | تَخَافَنَّ | مِن | قَوْمٍ | خِيَانَةً |
| تو بھگا دو | ان کے ذریعہ | جو | ان کے پیچھے | عجب نہیں کہ وہ | عبرت پکڑیں | اور اگر | تمہیں خوف ہو | سے | کسی قوم | خیانت |

اس سے عبرت ہو۔ اور اگر آپ کو کسی قوم سے خیانت کا اندیشہ ہو تو آپ وہ عہد انکو اس طرح

فَانبِذْ إِلَيْهِمْ عَلَىٰ سَوَاءٍ ۚ إِنَّ اللَّهَ لَا يُحِبُّ الْخَائِنِينَ ﴿٥٨﴾

| | | | | | | | |
|---|---|---|---|---|---|---|---|
| فَانبِذْ | إِلَيْهِمْ | عَلَىٰ | سَوَاءٍ | إِنَّ | اللَّهَ | لَا يُحِبُّ | الْخَائِنِينَ |
| تو پھینک دو | ان کی طرف | پر | برابری | بیشک | اللہ | پسند نہیں کرتا | دغابازی |

واپس کر دیجئے کہ آپ اور وہ برابر ہو جائیں بلاشبہ اللہ تعالیٰ خیانت کرنیوالوں کو پسند نہیں کرتے

## شانِ نزول

ان آیات میں کفار اہل کتاب یعنی یہود کے احوال وقتال کا بیان ہے۔ مفسرین نے لکھا ہے کہ ان آیات کا سبب نزول یہود بنی قریظہ کی عہد شکنی ہے۔ نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے مدینہ طیبہ میں تشریف لانے کے بعد سب سے پہلے انہی یہود بنی قریظہ کے ساتھ باہمی تعاون و مددگاری کا معاہدہ کیا تھا چنانچہ یہود کا معاہدہ یہ تھا کہ ہم مسلمانوں کے خلاف مشرکوں کی مدد نہ کریں گے مگر جب جنگ بدر واقع ہوئی تو ان یہود نے معاہدہ کی خلاف ورزی کی اور سامان جنگ سے مشرکین کی مدد کی جب ان سے جواب طلب کیا گیا تو کہنے لگے ہم بھول گئے تھے اب ایسا نہ کریں گے لیکن غزوہ خندق میں دوبارہ عہد شکنی کی اور مشرکوں کو مدد پہنچائی بلکہ کعب بن اشرف نے جو یہود مدینہ کا ایک سردار بنا ہوا تھا مکہ جا کر قریش سے معاہدہ کیا اور کفار قریش کی خاطر بتوں کو سجدہ کیا اور اقرار کیا کہ مسلمانوں کی بہ نسبت تم راہ راست پر ہو۔ ہم تمہاری مدد کریں گے اور بالآخر یہود بنی قریظہ مشرکوں کے ساتھ مل کر مسلمانوں کے مقابلہ میں میدان میں آئے۔

## بدعہدی کے خوگر یہودی سخت سزا کے مستحق ہیں

اگرچہ ان آیات کا سبب نزول خصوصی ہے مگر آیات کا حکم عمومی ہے جن میں یہ بتلایا گیا کہ جو لوگ ہمیشہ کیلئے کفر اور بے ایمانی پر تل گئے اور

انجام سے بالکل بے خوف ہو کر غداری اور بدعہدی کے خوگر ہو رہے ہیں وہ اللہ کے نزدیک جانوروں سے بھی بدتر ہیں آگے بتلایا گیا کہ ایسے غداروں کے ساتھ کیا معاملہ ہونا چاہئے چنانچہ حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو حکم دیا جا رہا ہے کہ یہ دغا باز غدار معاہدوں کو علانیہ پس پشت ڈال کر آپ کے مقابل میدان میں آ جائیں تو ان کو ایسی سخت سزا دی جائے جسے دیکھ کر ان کے پیچھے رہنے والے یا ان کے بعد آنے والی نسلیں بھی عبرت حاصل کریں اور عہد شکنی کی کبھی جرأت نہ کر سکیں اور اگر ایک قوم نے علانیہ دغا بازی نہیں کی ہاں آثار وقرائن بتا رہے ہیں کہ عہد شکنی پر آمادہ ہے تو حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو اجازت دی گئی کہ مصلحت سمجھیں تو ان کا عہد واپس کر دیں اور معاہدہ سے دست برداری کی اطلاع کر کے مناسب کارروائی کریں تا کہ فریقین پچھلے معاہدات کی نسبت شک وشبہ میں نہ رہیں دونوں مساویانہ طور پر آگاہ و بیدار ہو کر اپنی تیاری اور حفاظت میں مشغول ہوں۔ کوئی خیانت یا چوری چھپے کا معاملہ نہ ہو۔ سب معاملہ صاف ہو۔ حق تعالیٰ خیانت کی کارروائی کو خواہ کفار کے ساتھ ہو پسند نہیں کرتے۔

## معاہدوں کی پاسداری کا ضابطہ

سنن ابی داؤد میں ہے کہ امیر معاویہ رضی اللہ عنہ اور رومیوں کے درمیان کوئی میعادی معاہدہ تھا۔ میعاد کے اندر حضرت امیر معاویہ رضی اللہ عنہ نے اپنی فوجوں کو رومیوں کی سرحد کے قریب جمع کرنا شروع کیا تا کہ جب عہد کی میعاد ختم ہو تو فوراً رومیوں پر حملہ کر دیا جائے۔ حضرت عمرو بن عبسہ رضی اللہ عنہ ایک بزرگ صحابی کا اس طرف گزر ہوا تو اس ماجرے کو دیکھ کر یہ فرمایا۔ اللہ اکبر اللہ اکبر وفاء لاغدراً۔ یعنی وفا چاہئے عہد شکنی نہیں اور فرمایا کہ میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے سنا ہے کہ جب کسی قوم سے معاہدہ ہو تو اس کی کوئی گرہ نہ کھولی جائے اور نہ باندھی جائے یہاں تک کہ معاہدہ کی مدت پوری ہو جائے یا برابری کی حالت میں ان کے عہد کو ان کی طرف پھینک دیا جائے حضرت امیر معاویہ رضی اللہ عنہ نے جب یہ سنا تو بے لڑے اپنے ملک واپس آ گئے۔

فقہائے کرامؒ نے تصریح کی ہے کہ برابری کی حالت میں عہد پھینکنا اس وقت ہے کہ جب قرائن اور علامات سے یہ معلوم ہو کہ وہ عہد شکنی کرنے والے ہیں لیکن اگر انہوں نے فی الحقیقت عہد شکنی کر دی ہے تو پھر عہد پھینکنے کی کوئی ضرورت نہیں ان کی بغیر اطلاع کے ان پر حملہ کرنا جائز ہے جیسا کہ قریش نے جب صلح حدیبیہ کو توڑا تو آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے بغیر اطلاع دیئے قریش پر حملہ کیا اور مکہ فتح کر لیا۔ (معارف القرآن از حضرت کاندھلوی رحمہ اللہ)

## دعا کیجئے

یا اللہ: ہمارے دلوں میں اپنا وہ خوف اور خشیت عطا فرما کہ جو ہم کسی آن اور کسی حال میں خیانت کے مرتکب نہ ہوں چاہے وہ اعضاء وجوارح سے ہو یا دل ودماغ سے ہو۔ یا حقوق اللہ وحقوق العباد میں ہو۔ یا تعلقات میں ہو۔ یا اللہ ہم ہر حال میں صراط مستقیم پر قائم رہیں۔ اسی پر جینا اور اسی پر مرنا نصیب فرما آمین۔

یا اللہ: اس گناہ سے بھی معافی دے کہ میں نے مسلمانوں میں بغض وعداوت اور منافرت پھیلا دی ہو یا میرے گناہوں کے باعث مسلمانوں پر آفت ومصیبت آ گئی ہو یا میرے گناہ کی وجہ سے دشمنان اسلام کو ہنسنے کا موقع ملا ہو یا دوسروں کی میرے گناہ کی وجہ سے پردہ دری ہوئی ہو یا میرے گناہ کے باعث مخلوق پر بارش برسانے سے روک لی گئی ہو۔ الٰہی! میرے سب گناہ بخش دیجئے آمین۔

وَاٰخِرُ دَعْوٰنَا اَنِ الْحَمْدُ لِلّٰهِ رَبِّ الْعٰلَمِيْنَ

وَلَا يَحْسَبَنَّ الَّذِيْنَ كَفَرُوْا سَبَقُوْا ؕ اِنَّهُمْ لَا يُعْجِزُوْنَ ﴿۵۹﴾ وَاَعِدُّوْا لَهُمْ مَّا اسْتَطَعْتُمْ

| وَلَا يَحْسَبَنَّ | الَّذِيْنَ كَفَرُوْا | سَبَقُوْا | اِنَّهُمْ | لَا يُعْجِزُوْنَ | وَاَعِدُّوْا | لَهُمْ | مَا | اسْتَطَعْتُمْ |
|---|---|---|---|---|---|---|---|---|
| اور ہرگز خیال نہ کریں | جن لوگوں نے کفر کیا (کافر) | وہ بھاگ نکلے | بیشک وہ | وہ عاجز نہ کرسکیں گے | اور تیار رکھو | ان کیلئے | جو | تم سے ہوسکے |

اور کافر لوگ اپنے کو یہ خیال نہ کریں کہ وہ بچ گئے یقیناً وہ لوگ عاجز نہیں کرسکتے خدا تعالیٰ کو اور ان کافروں کیلئے جس قدر تم سے ہوسکے

مِّنْ قُوَّةٍ وَّمِنْ رِّبَاطِ الْخَيْلِ تُرْهِبُوْنَ بِهٖ عَدُوَّ اللّٰهِ وَعَدُوَّكُمْ وَاٰخَرِيْنَ مِنْ دُوْنِهِمْ ۚ

| مِنْ | قُوَّةٍ | وَ | مِنْ | رِبَاطِ الْخَيْلِ | تُرْهِبُوْنَ | بِهٖ | عَدُوَّ اللّٰهِ | وَعَدُوَّكُمْ | وَاٰخَرِيْنَ | مِنْ | دُوْنِهِمْ |
|---|---|---|---|---|---|---|---|---|---|---|---|
| سے | قوت | اور | سے | پلے ہوئے گھوڑے | دھاک بٹھاؤ تم | اس سے | اللہ کے دشمن | اور تمہارے (اپنے) دشمن | اور دوسرے | سے | انکے سوا |

ہتھیار سے اور پلے ہوئے گھوڑوں سے سامان درست رکھو کہ اسکے ذریعہ سے تم رعب جمائے رکھو ان پر جو کہ اللہ کے دشمن ہیں اور تمہارے دشمن ہیں اور انکے علاوہ دوسروں پر بھی

لَا تَعْلَمُوْنَهُمْ ۚ اَللّٰهُ يَعْلَمُهُمْ ؕ وَمَا تُنْفِقُوْا مِنْ شَيْءٍ فِيْ سَبِيْلِ اللّٰهِ يُوَفَّ اِلَيْكُمْ

| لَا تَعْلَمُوْنَهُمْ | اَللّٰهُ | يَعْلَمُهُمْ | وَمَا | تُنْفِقُوْا | مِنْ شَيْءٍ | فِيْ | سَبِيْلِ اللّٰهِ | يُوَفَّ | اِلَيْكُمْ |
|---|---|---|---|---|---|---|---|---|---|
| تم انہیں نہیں جانتے | اللہ | جانتا ہے انہیں | اور جو | تم خرچ کروگے | کچھ | میں | اللہ کا راستہ | پورا پورا دیا جائیگا | تمہیں |

جن کو تم نہیں جانتے انکو اللہ ہی جانتا ہے اور اللہ کی راہ میں جو کچھ بھی خرچ کروگے وہ تم کو پورا پورا دے دیا جائے گا

وَاَنْتُمْ لَا تُظْلَمُوْنَ ﴿۶۰﴾

| وَاَنْتُمْ | لَا تُظْلَمُوْنَ |
|---|---|
| اور تم | تمہارا نقصان نہ کیا جائیگا |

اور تمہارے لئے کچھ کمی نہ ہوگی

## گزشتہ حکم پر ایک اشکال کا ازالہ

گزشتہ آیات میں بیان کیا گیا تھا کہ معاہد کفار کی طرف سے اگر معاہدہ کی خلاف ورزی کے آثار نمودار ہوجائیں اور عہد شکنی کا اندیشہ ہو تو اہل اسلام بھی معاہدہ توڑ دیں اور اس فسخ معاہدہ کی اطلاع دشمن کو دے دیں۔ اس سے شبہ ہوسکتا تھا کہ جب فسخ معاہدہ کی اطلاع دشمنوں کو دے دی جائے گی تو وہ ہوشیار اور بیدار ہوجائیں گے اور بیدار ہوکر پوری تیاری اور قدرت حاصل کرلیں گے جس کا نتیجہ یہ ہوگا کہ پھر وہ مسلمانوں کے قبضہ کے نہ رہیں گے۔ اس شبہ کو ان آیات میں دفع فرمایا جاتا ہے کہ اہل ایمان انکو خبردار اور بیدار کرنے سے قطعاً اندیشہ نہ کریں۔ وہ کسی طرح اللہ کے قبضہ سے نکل نہیں سکتے۔ گویا مسلمانوں کی تسلی کردی کہ وہ خدا پر بھروسہ کرکے اس کے احکام کی تکمیل کریں تو وہ سب پر غالب آئیں گے۔

## مسلمانوں کیلئے بھرپور تیاری ضروری ہے

اب آگے یہ بتلایا گیا کہ خدا پر بھروسہ کرنے کا یہ مطلب نہیں کہ اسباب ضروریہ مشروعہ کو ترک کردیا جائے۔ نہیں۔ بلکہ مسلمانوں پر لازم ہے کہ اپنی استطاعت کے موافق جہاں تک ہوسکے سامان جہاد اور جنگ کا ساز وسامان جمع کریں۔ اس میں سواری کے گھوڑے اور تمام اسلحہ وآلات حرب وضرب اور فنون حربیہ کا سیکھنا اور جمع کرنا سب شامل ہے تاکہ دشمن کے مقابلہ میں کام آئیں اور اس جنگی ساز و سامان سے کافروں پر رعب اور دھاک بیٹھ جائے اس لئے کافروں کو مرعوب کرنے کیلئے جنگی ساز وسامان اور جہاد کی تیاری میں جہاں تک ممکن ہو اپنا مال خرچ کرو پھر آگے یہ بھی بتلادیا کہ اس طرح جہاد

کی تیاری میں جو مال صرف کرو گے اس کا اجر و بدلہ پورا پورا تم کو ملے گا ذرہ برابر حق تلفی نہ کی جائے گی۔
یہاں اس آیت میں کفار کے مقابلہ میں جہاد کی تیاری کا جو حکم مسلمانوں کو دیا گیا ہے وہ کسی خاص زمانہ کیلئے مخصوص نہیں بلکہ ہمیشہ کیلئے حکم عام ہے اور اس آیت میں ایک بڑی گہری حقیقت کی تعلیم ہے وہ یہ کہ اہل کفر برابر اسلام اور مسلمانوں کے دشمن رہا ہی کریں گے چنانچہ ان سے مقابلہ کیلئے مسلمانوں کو ہمیشہ تیار رہنے اور ان کی طرف سے کبھی غافل نہ ہونے اور اپنے پاس وہ تمام سامان جہاد برابر تیار کرنے کا حکم دیا جا رہا ہے کہ جس سے کفار پر ہیبت طاری ہو اور ان کے دل دہلتے رہیں۔

## دعا کیجئے

ہمیں بھی دین کیلئے جانی و مالی جہاد کی ہمہ وقت تیاری کی توفیق عطا فرمائیں اور اپنے راستہ میں ہم کو اپنی جان و مال خرچ کرنے کی توفیق نصیب فرمائیں۔

یا اللہ کفر کی وجہ سے جو اسلام' دین اور مسلمانوں کے دشمن ہیں ان کو مسلمانوں کے ہاتھوں مغلوب اور رسوا فرما اور دنیا و آخرت میں انہیں سزایاب فرما اسلام اور مسلمانوں کو غلبہ اور شوکت عطا فرما کہ دین کا بول بالا ہو اور کلمہ اسلام سر بلند ہو آمین۔

یا اللہ: آپ کی ہدایت آجانے کے بعد اور دین کی بات کا علم ہو جانے کے بعد بھی میں نے اپنے آپ کو غافل بنائے رکھا۔ آپ نے حکم دیا' یا منع کیا' کسی عمل کی رغبت دلائی' اپنی رضا و محبت کی طرف بلایا اور اپنے قریب کرنے کے لئے اعمال خیر کی دعوت دی۔ آپ نے سب کچھ انعام کیا لیکن میں نے کوئی پروانہ کی۔ الٰہی! میری ہر ایسی خطاؤں کو معاف فرما دے۔ جس گناہ کو کر کے بھول گیا ہوں لیکن آپ کے یہاں وہ لکھا ہوا ہے میں نے اس کو ہلکا سمجھا لیکن نافرمانی پھر نافرمانی ہے وہ آپ کے یہاں موجود پاؤں گا۔ میں نے بارہا علانیہ گناہ کیا آپ نے چھپالیا' لوگوں نے دھیان نہ کیا اور ہر ایسا گناہ جس کو آپ نے اس لئے رکھ چھوڑا ہے کہ توبہ کرے گا تو معاف کریں گے الٰہی! میں سچے دل سے توبہ کرتا ہوں مجھے معاف فرما دیجئے اور میری توبہ قبول فرما لیجئے۔

وَاٰخِرُ دَعْوٰنَا اَنِ الْحَمْدُ لِلّٰهِ رَبِّ الْعٰلَمِيْنَ

وَاِنْ جَنَحُوْا لِلسَّلْمِ فَاجْنَحْ لَهَا وَتَوَكَّلْ عَلَى اللّٰهِ ۭ اِنَّهٗ هُوَ السَّمِيْعُ الْعَلِيْمُ ۝۶۱ وَاِنْ

| | | | | | | | | | | | | | |
|---|---|---|---|---|---|---|---|---|---|---|---|---|---|
| وَاِنْ | جَنَحُوْا | لِلسَّلْمِ | فَاجْنَحْ | لَهَا | وَ | تَوَكَّلْ | عَلَى | اللّٰهِ | اِنَّهٗ | هُوَ | السَّمِيْعُ | الْعَلِيْمُ | وَاِنْ |
| اور اگر | وہ جھکیں | صلح کی طرف | تو صلح کرلو | اسکی طرف | اور | بھروسہ رکھو | پر | اللہ | بیشک | وہ | سننے والا | جاننے والا | اور اگر |

اور اگر وہ صلح کی طرف جھکیں تو آپ بھی جھک جایئے اور اللہ پر بھروسہ رکھئے بلاشبہ وہ خوب سننے والا خوب جاننے والا ہے۔ اور اگر

يُرِيْدُوْٓا اَنْ يَّخْدَعُوْكَ فَاِنَّ حَسْبَكَ اللّٰهُ ۭ هُوَ الَّذِيْٓ اَيَّدَكَ بِنَصْرِهٖ وَبِالْمُؤْمِنِيْنَ ۝۶۲

| | | | | | | | | | | |
|---|---|---|---|---|---|---|---|---|---|---|
| يُرِيْدُوْٓا | اَنْ | يَّخْدَعُوْكَ | فَاِنَّ | حَسْبَكَ | اللّٰهُ | هُوَ | الَّذِيْٓ | اَيَّدَكَ | بِنَصْرِهٖ | وَبِالْمُؤْمِنِيْنَ |
| وہ چاہیں | کہ | تمہیں دھوکہ دیں | تو بیشک | تمہارے لئے کافی | اللہ | وہ | جس نے | تمہیں زور دیا | اپنی مدد سے | اور مسلمانوں سے |

وہ لوگ آپ کو دھوکا دینا چاہیں تو اللہ تعالیٰ آپ کیلئے کافی ہیں وہ وہی ہے جس نے آپ کو اپنی امداد سے اور مسلمانوں سے قوت دی

وَاَلَّفَ بَيْنَ قُلُوْبِهِمْ ۭ لَوْ اَنْفَقْتَ مَا فِي الْاَرْضِ جَمِيْعًا مَّآ اَلَّفْتَ بَيْنَ قُلُوْبِهِمْ وَلٰكِنَّ

| | | | | | | | | | | | | |
|---|---|---|---|---|---|---|---|---|---|---|---|---|
| وَ اَلَّفَ | بَيْنَ | قُلُوْبِهِمْ | لَوْ | اَنْفَقْتَ | مَا | فِي الْاَرْضِ | جَمِيْعًا | مَا | اَلَّفْتَ | بَيْنَ | قُلُوْبِهِمْ | وَلٰكِنَّ |
| اور الفت ڈال دی | درمیان-میں | انکے دل | اگر | تم خرچ کرتے | جو | زمین میں | سب کچھ | نہ | اُلفت ڈال سکتے | میں | انکے دل | اور لیکن |

اور انکے قلوب میں اتفاق پیدا کر دیا آپ دنیا بھر کا مال خرچ کرتے تب بھی انکے قلوب میں اتفاق پیدا نہ کر سکتے لیکن اللہ ہی نے ان میں

اللّٰهَ اَلَّفَ بَيْنَهُمْ ۭ اِنَّهٗ عَزِيْزٌ حَكِيْمٌ ۝۶۳ يٰٓاَيُّهَا النَّبِيُّ حَسْبُكَ اللّٰهُ وَمَنِ اتَّبَعَكَ مِنَ الْمُؤْمِنِيْنَ ۝۶۴

| | | | | | | | | | | | | | |
|---|---|---|---|---|---|---|---|---|---|---|---|---|---|
| اللّٰهَ | اَلَّفَ | بَيْنَهُمْ | اِنَّهٗ | عَزِيْزٌ | حَكِيْمٌ | يٰٓاَيُّهَا | النَّبِيُّ | حَسْبُكَ | اللّٰهُ | وَمَنِ | اتَّبَعَكَ | مِنَ | الْمُؤْمِنِيْنَ |
| اللہ | الفت ڈال دی | انکے درمیان | بیشک وہ | غالب | حکمت والا | اے | نبی | کافی ہے تمہیں | اللہ | اور جو | تمہارے پیرو ہیں | سے | مومن (جمع) |

باہم اتفاق پیدا کر دیا بیشک وہ زبردست ہیں حکمت والے ہیں۔ اے نبی آپ کیلئے اللہ کافی ہے اور جن مومنین نے آپ کا اتباع کیا ہے وہ کافی ہیں

## کفار سے صلح کے احکام

ان آیات میں صلح کے احکام بیان فرمائے جا رہے ہیں اور آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو مخاطب کر کے ارشاد باری تعالیٰ ہوتا ہے کہ اگر کفار صلح کی طرف جھکیں اور مائل ہوں تو آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم بھی صلح کا ہاتھ بڑھا دیں کیونکہ جہاد سے مقصود خونریزی نہیں بلکہ دفع فتنہ اور اعلائے کلمۃ اللہ مقصود ہے تو اگر بدوں خونریزی کے یہ مقصد حاصل ہو سکے تو خون بہانے کی کیا حاجت ہے اور اگر یہ احتمال ہو کہ شاید کفار صلح کے پردہ میں ہم کو دھوکہ دینا چاہتے ہیں کہ اپنا ساز و سامان درست کرلیں۔ جنگی قوت بڑھالیں۔ تو آپ کچھ پروانہ کیجئے۔ اللہ پر بھروسہ رکھئے اللہ تعالیٰ ان کی نیتوں کو جانتا اور ان کے اندرونی مشوروں کو سنتا ہے۔ اس کی حمایت اور نصرت کے سامنے ان کی بدنیتی نہ چل سکے گی۔ آپ اپنی نیت صاف رکھئے اور اگر صلح کر کے وہ لوگ یعنی کفار دغا بازی اور عہد شکنی کا ارادہ کرلیں تو فکر نہ کیجئے۔ خدا آپ کی مدد کیلئے کافی ہے۔ ان کے سب فریبوں کو بیکار کر دے گا۔ اسی نے بدر میں آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی غیبی امداد فرمائی اور ظاہری طور پر جان نثار اور سرفروش مسلمانوں سے آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی تائید کی اور مومنوں کے دل ایک دوسرے کے ساتھ جوڑ دیئے۔

## اسلام کا احسان کہ اس نے مثالی اخوت ومساوات قائم کردی

اس میں اشارہ ہے اس بھائی چارے اور الفت ومحبت کی طرف جو اللہ

تعالیٰ نے ایمان لانے والے اہل عرب کے درمیان پیدا کر کے ان کو ایک مضبوط جتھا بنا دیا تھا۔ اسلام سے پہلے عرب میں جدال وقتال کا بازار گرم تھا۔ ادنیٰ ادنیٰ باتوں پر قبیلے آپس میں ٹکراتے رہتے تھے اور جب دو جماعتوں میں لڑائی شروع ہو جاتی تو صدیوں تک اس کی آگ ٹھنڈی نہ ہوتی تھی۔ مدینہ کے دو زبردست قبیلوں اوس اور خزرج کی دیرینہ عداوت اور بغض کا سلسلہ کسی طرح ختم نہ ہوتا تھا۔ ہر ایک دوسرے کے خون کا پیاسا اور عزت و آبرو کا بھوکا تھا۔ ان حالات میں آقائے نامدار فخر موجودات سید الرسل محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم توحید و معرفت اور اتحاد اور اخوت کا عالمگیر پیغام لے کر مبعوث ہوئے۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم پر ایمان لانے والے سارے پرانے کینے اور عداوتیں چھوڑ کر ایک دوسرے سے حقیقی بھائیوں سے زیادہ الفت اور محبت کرنے لگے اور پھر سب کی الفتوں کا اجتماعی مرکز حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی ذات مبارک ہو گئی۔ بلاشبہ روئے زمین کے خزانہ خرچ کر کے بھی یہ مقصد حاصل نہ کیا جا سکتا تھا۔ جو اللہ کی رحمت اور اعانت سے ایسی سہولت کے ساتھ حاصل ہو گیا۔ قلوب کو دفعتاً ایسا پلٹ دینا اللہ تعالیٰ ہی کی قدرت کا کرشمہ ہے۔ دلوں کا اس طرح آپس میں جوڑ دینا۔ یقیناً انسانی طاقت سے بالاتر تھا اور دنیوی اسباب کی مدد سے یہ عظیم الشان کارنامہ کبھی انجام نہیں پا سکتا تھا۔

اس انعام کو جتلانے سے مقصد یہ ہے کہ جب اللہ کی تائید اور نصرت نے یہ کچھ کر دکھایا ہے تو آئندہ بھی اہل ایمان کی نظر محض دنیوی اسباب پر نہیں بلکہ خدا کی تائید پر ہونی چاہئے کہ جو کچھ کام بنتا ہے اللہ کی نصرت و حمایت سے بنتا ہے نہ کہ محض ظاہری تدبیروں سے۔

## حسب ضرورت کفار سے صلح ہو سکتی ہے

ان آیات کے تحت آئمہ دین وفقہائے کرام نے تصریح کی ہے کہ اگر کسی وقت دشمن صلح کی طرف مائل ہو اور اہل اسلام سے صلح کی درخواست کرے تو حسب ضرورت و مصلحت ایک مدت معینہ کیلئے صلح کرنا جائز ہے مگر واجب نہیں اس لئے کہ اصل فریضہ کفار سے جہاد وقتال کرنا ہے البتہ حسب ضرورت و مصلحت کفار سے صلح کی اجازت ہے۔ حکم نہیں۔ چنانچہ امام اعظم ابوحنیفہ رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ اگر مسلمانوں میں کافروں کے مقابلہ کی طاقت اور قوت ہو تو پھر ان سے صلح کرنا کسی طرح مناسب اور زیبا نہیں کیونکہ حق تعالیٰ نے کافروں سے جہاد وقتال کا حکم دیا ہے پس اگر کفار سے صلح کی جائے تو فریضہ جہاد کا ترک یا اس میں تاخیر لازم آئے گی اور مسلمانوں کے امیر کیلئے یہ کسی طرح زیبا اور لائق نہیں کہ وہ اسلام اور مسلمانوں کے دشمنوں سے بغیر ضرورت اور بغیر مجبوری کے صلح کرے اس لئے کہ حق جل شانہ کا ارشاد ہے۔ "وَلَا تَهِنُوْا وَلَا تَحْزَنُوْا وَاَنْتُمُ الْاَعْلَوْنَ اِنْ كُنْتُمْ مُّؤْمِنِيْنَ" (سورہ آل عمران)

"یعنی اے مسلمانو تم دشمنان اسلام سے جہاد وقتال میں کمزور اور سست نہ پڑو اور اس راہ میں جو تکلیف پہنچے اس سے رنجیدہ اور غمگین نہ ہو اور تم ہی غالب رہو گے اگر تم سچے اور پکے مومن ہو"۔ آگے حضرت امام اعظم رحمہ اللہ فرماتے ہیں اور اگر مسلمانوں میں کافروں کے مقابلہ کی قوت نہ ہو تو پھر صلح کر لینے میں کوئی حرج نہیں اس لئے کہ ایسی حالت میں صلح کرنا ہی مسلمانوں کیلئے خیر و مصلحت ہے جیسا کہ حق تعالیٰ کا ارشاد ہے "وَاِنْ جَنَحُوْا لِلسَّلْمِ فَاجْنَحْ لَهَا" یعنی اگر کافر صلح کی طرف مائل ہیں تو تم بھی صلح کی طرف مائل ہو جاؤ۔ نیز ایسی حالت میں صلح کر لینا یہ در پردہ جہاد وقتال کی ایک تدبیر ہے اس لئے کہ مجاہد پر یہ فرض ہے کہ اولاً وہ اپنی قوت کو محفوظ کرے اور قوت حاصل ہو جانے کے بعد پھر دشمن اسلام پر غلبہ کی کوشش کرے جب کبھی اسکو یہ موقع ملے۔ (از معارف القرآن از کاندھلوی)

**دعا کیجئے:** یا اللہ تمام مومنوں کے قلوب کو آپس میں جوڑ دے۔ ان میں باہم اخلاص اور محبت پیدا فرما دے۔ ان کے آپس کے اختلاف اور تفرقہ کو اپنی رحمت سے دور فرما دے۔ ان کو آپس میں صلح اور صفائی کی توفیق عطا فرما دے۔ یا اللہ آپ نے نعمت پر نعمت عطا کی اس سے قوت آئی لیکن آپ کی دی ہوئی قوت کو میں نے آپ ہی کی نافرمانی میں خرچ کیا۔ کتنا برا کیا آپ نے تو کھلایا پلایا اور میں نے آپ ہی کی مخالفت کی آپ کو ناراض کر کے مخلوق کو راضی کیا' نادم ہوں برا کیا' اے اللہ! مجھے معاف فرما دے آمین۔ وَاٰخِرُ دَعْوٰنَا اَنِ الْحَمْدُ لِلّٰهِ رَبِّ الْعٰلَمِيْنَ

يٰٓاَيُّهَا النَّبِيُّ حَرِّضِ الْمُؤْمِنِيْنَ عَلَى الْقِتَالِ ۭ اِنْ يَّكُنْ مِّنْكُمْ عِشْرُوْنَ صٰبِرُوْنَ

| يٰٓاَيُّهَا | النَّبِيُّ | حَرِّضِ | الْمُؤْمِنِيْنَ | عَلَى | الْقِتَالِ | اِنْ | يَّكُنْ | مِّنْكُمْ | عِشْرُوْنَ | صٰبِرُوْنَ |
|---|---|---|---|---|---|---|---|---|---|---|
| اے | نبی | ترغیب دو | مومن (جمع) | پر | جہاد | اگر | ہوں | تم میں سے | بیس | صبر والے |

اے پیغمبر! آپ مومنین کو جہاد کی ترغیب دیجئے اگر تم میں کے بیس آدمی ثابت قدم رہنے والے ہوں تو دوسو پر غالب آجاویں گے اور اگر تم میں کے سو آدمی

يَغْلِبُوْا مِائَتَيْنِ ۚ وَاِنْ يَّكُنْ مِّنْكُمْ مِّائَةٌ يَّغْلِبُوْٓا اَلْفًا مِّنَ الَّذِيْنَ كَفَرُوْا بِاَنَّهُمْ قَوْمٌ

| يَغْلِبُوْا | مِائَتَيْنِ | وَاِنْ | يَّكُنْ | مِّنْكُمْ | مِائَةٌ | يَّغْلِبُوْٓا | اَلْفًا | مِّنَ | الَّذِيْنَ + كَفَرُوْا | بِاَنَّهُمْ | قَوْمٌ |
|---|---|---|---|---|---|---|---|---|---|---|---|
| غالب آئینگے | دوسو | اوراگر | ہوں | تم میں سے | ایک سو | وہ غالب آئینگے | ایک ہزار | سے | وہ لوگ جنہوں نے کفر کیا (کافر) | اس لئے کہ وہ | لوگ |

ہوں گے تو ایک ہزار کفار پر غالب آجاویں گے اس وجہ سے کہ وہ ایسے لوگ ہیں جو کچھ نہیں سمجھتے

لَّا يَفْقَهُوْنَ ۝٦٥ اَلْئٰنَ خَفَّفَ اللّٰهُ عَنْكُمْ وَعَلِمَ اَنَّ فِيْكُمْ ضَعْفًا ۭ فَاِنْ يَّكُنْ مِّنْكُمْ مِّائَةٌ

| لَا يَفْقَهُوْنَ | اَلْئٰنَ | خَفَّفَ | اللّٰهُ | عَنْكُمْ | وَعَلِمَ | اَنَّ | فِيْكُمْ | ضَعْفًا | فَاِنْ | يَّكُنْ | مِّنْكُمْ | مِّائَةٌ |
|---|---|---|---|---|---|---|---|---|---|---|---|---|
| سمجھ نہیں رکھتے | اب | تخفیف کردی | اللہ | تم سے | اور معلوم کرلیا | کہ | تم میں | کمزوری | پس اگر | ہوں | تم میں سے | ایک سو |

اب اللہ تعالیٰ نے تم پر تخفیف کر دی اور معلوم کر لیا کہ تم میں جوش کی کمی ہے سو اگر تم میں کے سو آدمی ثابت قدم رہنے والے ہوں گے

صَابِرَةٌ يَّغْلِبُوْا مِائَتَيْنِ ۚ وَاِنْ يَّكُنْ مِّنْكُمْ اَلْفٌ يَّغْلِبُوْٓا اَلْفَيْنِ بِاِذْنِ اللّٰهِ ۭ

| صَابِرَةٌ | يَّغْلِبُوْا | مِائَتَيْنِ | وَاِنْ | يَّكُنْ | مِّنْكُمْ | اَلْفٌ | يَّغْلِبُوْٓا | اَلْفَيْنِ | بِاِذْنِ | اللّٰهِ |
|---|---|---|---|---|---|---|---|---|---|---|
| صبر والے | وہ غالب آئینگے | دوسو | اوراگر | ہوں | تم میں سے | ایک ہزار | وہ غالب رہیں گے | دوہزار | حکم سے | اللہ |

تو دو سو پر غالب آجاویں گے اور اگر تم میں کے ہزار ہوں گے تو دو ہزار پر اللہ کے حکم سے غالب آجاویں گے

| وَاللّٰهُ مَعَ الصّٰبِرِيْنَ ۝٦٦ | وَاللّٰهُ | مَعَ | الصّٰبِرِيْنَ |
|---|---|---|---|
| اور اللہ تعالیٰ صابرین کے ساتھ ہیں | اوراللہ | ساتھ | صبر والے |

## کفار سے جنگ کا اصول

گزشتہ آیات میں بوقت ضرورت وحسب مصلحت کفار سے صلح کی اجازت کا مضمون بیان ہوا تھا اب آگے ان آیات میں یہ تلقین فرمائی جاتی ہے کہ کافروں سے صلح محض جائز اور مباح کے درجہ میں ہے اصلی حکم تو کافروں سے جہاد وقتال ہی کا ہے اس لئے اہل اسلام کو کفار سے جہاد کا شوق دلایا جارہا ہے اور اس سلسلہ میں پہلے قانون جنگ کی ایک دفعہ بیان کی جارہی ہے پھر اس کو نرم کر کے دوسری دفعہ کی شکل میں ترمیم بیان کی گئی ہے۔

آثار صحابہؓ سے ثابت ہے کہ ابتدائے اسلام میں مسلمان بہت جری تھے۔ ایک سو مسلمان ہزار کافروں کا مقابلہ کر لیتے تھے بلکہ کبھی دس نفر ہزار کے لشکر پر بھی حملہ کر دیتے تھے اس وقت ان کے دلوں میں جوش ایمان موجزن تھا۔ اللہ تعالیٰ نے اس کی ممانعت نہیں فرمائی بلکہ سہولت کیلئے ایک خاص حکم نازل فرمادیا اور تعداد کی خاص تعین کر دی کہ اپنے سے دس گنا کافروں کے سامنے سے فرار کرنا روا نہیں ہاں اگر کفار

اس سے زائد ہوں تو جائز ہے کہ جان بچانے کیلئے مسلمان معرکہ سے پہلوتہی کرلیں لیکن کہیں اگر دس گنا کافروں سے زائد کا مقابلہ بھی کریں گے تو ناجائز نہیں لیکن کچھ زمانہ کے بعد اللہ تعالیٰ نے اس حکم میں تخفیف فرمادی اور صرف دوگنا کافر سے مقابلہ کا وجوبی حکم باقی رہ گیا یعنی اگر مسلمان ۱۰ اور کافر ۲۰ ہوں یا مسلمان ۱۰۰ اور کافر ۲۰۰ ہوں یا مسلمان ۱۰۰۰ اور کافر ۲۰۰۰ ہوں تو ایسی صورت میں استقامت اور مقابلہ واجب ہے اور میدان جنگ سے منہ موڑنا کسی طرح جائز نہیں اور گر کفار دوچند سے زائد ہوں تو مقابلہ سے ہٹ جانا جائز ہے۔

## مومن اور کافر کے مقاصد ونفسیات کا فرق

یہاں ان آیات میں مسلمانوں کو جہاد کی ترغیب دی کہ تھوڑے بھی ہوں تو کفار کی کثرت کے مقابلہ میں جی نہ چھوڑیں۔ خدا کی رحمت سے دشمنوں پر غالب آئیں گے اور اس کا سبب یہ ہے کہ مسلمان کی لڑائی محض خدا کیلئے ہے وہ خدا کو اور اس کی مرضی اور حکم کو پہچان کر اور یہ سمجھ کر میدان جنگ میں قدم رکھتا ہے کہ خدا کے راستہ میں مرنا اصلی زندگی ہے اس کو یقین ہے کہ میری تمام قربانیوں کا ثمرہ آخرت میں ضرور ملنے والا ہے خواہ میں غالب ہوں یا مغلوب اور اعلائے کلمۃ اللہ کیلئے جو تکلیف میں اٹھاتا ہوں وہ فی الحقیقت مجھ کو دائمی خوشی اور ابدی مسرت سے ہمکنار کرنے والی ہے۔ مسلمان جب یہ سمجھ کر جہاد کیلئے قدم اٹھاتا ہے تو تائید الٰہی مددگار ہوتی ہے اور موت سے وحشت اور خوف نہیں رہتا۔ اس لئے پوری دلیری اور بے جگری سے لڑتا ہے۔ کافر چونکہ اس حقیقت کو نہیں سمجھ سکتا اس لئے محض حقیر اور فانی اغراض کیلئے جانور کی طرح لڑتا ہے اور قوت قلبی اور امداد غیبی سے محروم رہتا ہے اس بناء پر خبر اور بشارت کے رنگ میں حکم دیا گیا کہ مومنین کو اپنے سے دس گنا دشمنوں کے مقابلہ میں ثابت قدمی سے لڑنا چاہئے اگر مسلمان ۲۰ ہوں تو ۲۰۰ کے مقابلہ سے نہ ہٹیں اور سو ہوں تو ہزار کو پیٹھ نہ دکھلائیں۔

## تعداد کے قانون میں ترمیم کے اسباب

یہاں آیت میں ۲۰ اور ۱۰۰ کے دو عدد مثال کے طور پر بیان فرمادیئے گئے اور یا شاید اس لئے بیان فرمائے کہ اس وقت مسلمانوں کی تعداد کے لحاظ سے سریہ کم از کم ۲۰ اور جیش میں ۱۰۰ سپاہی ہوتے ہوں گے اس کے کچھ مدت کے بعد اگلی آیت اتری اس وقت مسلمانوں کی تعداد بڑھ گئی تھی اس لئے سریہ کم از کم ایک سو کا اور جیش ایک ہزار کا ہوگا۔ بخاری میں حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہ سے منقول ہے کہ شروع میں مسلمانوں کو دس گنا کافروں سے مقابلہ پر ثابت قدم رہنے کا حکم تھا جب لوگوں کو یہ حکم بھاری ہوا تو اسکے بعد ''الئن خفف اللہ'' پوری آیت نازل ہوئی یعنی خدا نے تمہارے جوش کی کمی کو دیکھ کر پہلا حکم اٹھالیا اب صرف اپنے سے دوگنی تعداد کے مقابلہ میں ثابت قدم رہنا ضروری اور بھاگنا حرام ہے۔ جس وجہ سے یہ حکم میں تخفیف ہوئی اس کی وجہ علماء مفسرین نے یہ بیان کی ہے کہ ابتدائے ہجرت میں گنے چنے مسلمان تھے اور عادتاً جب کام کرنے والے کم اور کام اہم سمجھا جائے تو ہر شخص کو ایک خاص فکر اور لگن ہوا کرتی ہے کہ یہ کام میرے ہی کرنے سے ہوگا ایسی صورت میں کوئی بھی دوسرے کا سہارا نہیں دیکھتا بلکہ ہر شخص اپنی ذمہ داری خود محسوس کرکے فرض سے زیادہ اس کی ادائیگی کی کوشش کیا کرتا ہے اس لئے ہمت زیادہ ہوجاتی ہے مگر جب کام کرنے والے بڑھ جایا کرتے ہیں تو کام کرنے والوں میں ایک گونہ بے فکری سی پیدا ہوجاتی ہے ہر شخص کو خیال ہوا کرتا ہے کہ مجھ ہی پر کیا منحصر ہے کام کرنے والے اور بھی تو ہیں۔ اس طرح پہلے سے جوش وخروش اور ہمت اور سرگرمی میں کمی سی آجایا کرتی ہے یہ ایک طبعی بات ہے جو ہر کام اور تحریک کے آغاز وانجام پر اثر انداز ہوتی ہے۔

آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے زمانہ میں ۸ ھ میں سریہ موتہ میں تین ہزار صحابہ رضی اللہ عنہم کے لشکر سے رومیوں کے ڈیڑھ لاکھ لشکر کا مقابلہ ہوا اور رومیوں کو شکست ہوئی۔ (سیرۃ خاتم الانبیاء علیہ السلام) اور ایک جنگ میں ایک ہزار مسلمان ۸۰ ہزار سے لڑے ہیں (فوائد حضرات عثمانی) اخیر میں خدا تعالیٰ نے فرمایا کہ اللہ صابروں کے ساتھ ہے یعنی جنگ میں صبر واستقامت لازم ہے کثرت اور

قلت کو اس میں زیادہ دخل نہیں جو لوگ جم کر یکدل ہو کر لڑیں گے نصرت الٰہی ان کے ساتھ ہوگی۔

## دوگنی طاقت کے مقابلہ میں ثابت قدم رہنا واجب ہے

یہاں ان آیات میں اگر چہ اس حکم کو خبر کے عنوان سے بیان کیا جا رہا ہے لیکن مقصود خبر دینا یا پیشین گوئی کرنا نہیں ہے بلکہ حکم دینا ہے کہ میدان جنگ میں دوگنی طاقت کے آگے بھی ثابت قدم رہنا واجب ہے بھاگنا جرم ہے اور سنگین جرم۔ یہ عربی زبان اور بلاغت قرآنی کا ایک عام اسلوب بیان ہے کہ زور اور تاکید کے موقع پر حکم وجوبی کو خبر کی صورت میں بیان کر دیا جاتا ہے۔

الغرض یہاں جہاد وقتال کے مسائل اور احکام کا بیان تھا اور چونکہ جہاد اور قتال میں بسا اوقات کفار قید ہو کر آتے ہیں اس لئے آئندہ آیات میں اسیران جنگ خاص کر اسیران بدر کے متعلق احکام ظاہر فرمائے گئے ہیں جس کا بیان ان شاءاللہ اگلی آیات میں آئندہ درس میں ہوگا۔

## دعا کیجئے

یا اللہ: روئے زمین پر جہاں جہاں اس وقت اہل اسلام اور کفار میں مقابلہ ہے۔ اہل اسلام کو صحیح جذبے کے ساتھ کفار سے جہاد کی توفیق عطا فرمایئے اور اپنی تائید سے اہل اسلام کو غلبہ اور کفار کو مغلوب فرمایئے۔ یا اللہ صابرین کے ساتھ آپ کی معیت اور امداد و نصرت کا وعدہ ہے جو ہمیشہ پورا ہوا اور پورا ہوتا رہے گا۔ یا اللہ ہم کو بھی دین پر صبر و استقامت عطا فرما اور اپنے حکم سے ہم کو اپنے دشمنوں پر غلبہ عطا فرما۔

یا اللہ: میں نے ایسے گناہ بھی کئے کہ میں کرتا رہا اور ڈرتا رہا ہوں کہ اب پکڑا جاؤں گا مگر آپ نے بچائے رکھا میں نے گناہ کرنے میں پوری کوشش صرف کر دی' رسوائی کا بھی خیال نہ کیا لیکن آپ نے پردہ پوشی ہی فرمائی الٰہی وہ گناہ بھی میرے معاف کر دے۔

مجھے اس گناہ کی وعید اور سزا معلوم تھی آپ نے اس کے عذاب سے ڈرایا اس کی برائی بیان کی مجھے علم تھا لیکن نفس و شیطان نے اسے ایسا سجایا کہ میں نے آپکی وعید و دھمکی سے بے اعتنائی برتی اے اللہ! مجھے معاف فرما دے۔ آمین۔

میں ہر ان گناہوں سے معافی چاہتا ہوں جو آپ کی رحمت سے دور کر دیں اور عذاب میں مبتلا کرنے کا ذریعہ ہوں عزت سے محروم کر دیں اور برائی کے لائق کر دیں آپ کی نعمتوں کے زوال کا سبب ہوں۔

میں ہر اس گناہ سے معافی چاہتا ہوں جس سے میں نے آپ کی کسی مخلوق کو عار دلائی ہو یا آپ کی مخلوق کو فعل قبیح میں مبتلا کر دیا ہو اور خود میں بھی اس میں لگ گیا ہوں اور جرأت کے ساتھ کر رہا ہوں۔

وَاٰخِرُ دَعْوٰنَا اَنِ الْحَمْدُ لِلّٰهِ رَبِّ الْعٰلَمِيْنَ

مَا كَانَ لِنَبِيٍّ اَنْ يَّكُوْنَ لَهٗٓ اَسْرٰى حَتّٰى يُثْخِنَ فِي الْاَرْضِ ۭ تُرِيْدُوْنَ عَرَضَ الدُّنْيَا ڰ

| مَا كَانَ | لِنَبِيٍّ | اَنْ | يَّكُوْنَ | لَهٗ | اَسْرٰى | حَتّٰى | يُثْخِنَ | فِي | الْاَرْضِ | تُرِيْدُوْنَ | عَرَضَ | الدُّنْيَا |
|---|---|---|---|---|---|---|---|---|---|---|---|---|
| نہیں ہے | کسی نبی کیلئے | کہ | ہوں | اس کے | قیدی | جب تک | خونریزی کرلے | میں | زمین | تم چاہتے ہو | مال | دنیا |

نبی کی شان کے لائق نہیں کہ ان کے قیدی باقی رہیں جب تک کہ وہ زمین میں اچھی طرح خونریزی نہ کرلیں تم تو دنیا کا مال اسباب چاہتے ہو

وَاللّٰهُ يُرِيْدُ الْاٰخِرَةَ ۭ وَاللّٰهُ عَزِيْزٌ حَكِيْمٌ ۝۶۷ لَوْلَا كِتٰبٌ مِّنَ اللّٰهِ سَبَقَ لَمَسَّكُمْ

| وَاللّٰهُ | يُرِيْدُ | الْاٰخِرَةَ | وَاللّٰهُ | عَزِيْزٌ | حَكِيْمٌ | لَوْ | لَا | كِتٰبٌ | مِّنَ اللّٰهِ | سَبَقَ | لَمَسَّكُمْ |
|---|---|---|---|---|---|---|---|---|---|---|---|
| اور اللہ | چاہتا ہے | آخرت | اور اللہ | غالب | حکمت والا | اگر | نہ | لکھا ہوا | اللہ سے | پہلے ہی | تمہیں پہنچتا |

اور اللہ تعالیٰ آخرت کو چاہتے ہیں اور اللہ تعالیٰ بڑے زبردست بڑی حکمت والے ہیں۔ اگر خدا تعالیٰ کا ایک نوشتہ مقدر نہ ہوچکتا تو جو امر تم نے اختیار کیا ہے

فِيْمَآ اَخَذْتُمْ عَذَابٌ عَظِيْمٌ ۝۶۸ فَكُلُوْا مِمَّا غَنِمْتُمْ حَلٰلًا طَيِّبًا ڮ وَّاتَّقُوا اللّٰهَ ۭ

| فِيْمَآ | اَخَذْتُمْ | عَذَابٌ | عَظِيْمٌ | فَكُلُوْا | مِمَّا | غَنِمْتُمْ | حَلٰلًا | طَيِّبًا | وَّاتَّقُوا | اللّٰهَ |
|---|---|---|---|---|---|---|---|---|---|---|
| اس میں جو | تم نے لیا | عذاب | بڑا | پس کھاؤ | اس سے جو | تمہیں غنیمت میں ملا | حلال | پاک | اور ڈرو | اللہ |

اسکے بارہ میں تم پر کوئی بڑی سزا واقع ہوتی۔ سو جو کچھ تم نے لیا ہے اس کو حلال پاک سمجھ کر کھاؤ اور اللہ تعالیٰ سے ڈرتے رہو

اِنَّ اللّٰهَ غَفُوْرٌ رَّحِيْمٌ ۝۶۹ ع

| اِنَّ | اللّٰهَ | غَفُوْرٌ | رَّحِيْمٌ |
|---|---|---|---|
| بیشک | اللہ | بخشنے والا | نہایت مہربان |

بیشک اللہ تعالیٰ بڑے بخشنے والے بڑی رحمت والے ہیں

## شانِ نزول

ان آیات کا سببِ نزول حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ اور دیگر جماعت صحابہ رضی اللہ عنہم نے اس طرح بیان کیا ہے کہ جب بدر کی جنگ میں ستر کافر قیدی مسلمانوں کے ہاتھوں قید ہوکر آئے تو آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے صحابہ کرام رضی اللہ عنہم سے اس معاملہ میں رائے طلب کی حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ نے فرمایا یا رسول اللہ (صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم) یہ سب قیدی اپنے خویش واقارب اور بھائی بند ہیں۔ بہتر ہے کہ فدیہ لے کر چھوڑ دیا جائے اس نرم سلوک اور احسان کے بعد ممکن ہے کہ کچھ لوگ مسلمان ہوکر وہ خود اور ان کی اولاد ہمارے دست وبازو بنیں اور جو مال فی الوقت ہاتھ آئے اس سے جہاد وغیرہ دینی کاموں میں سہارا لگے۔ نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا میلان بھی فطری رحمدلی اور شفقت وصلہ رحمی کی بناء پر اسی رائے کی طرف تھا بلکہ صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کی عام رائے اسی جانب تھی۔ حضرت عمر رضی اللہ عنہ اور حضرت سعد بن معاذ رضی اللہ عنہ نے اس سے اختلاف کیا۔ حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے فرمایا یا رسول اللہ (صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم) یہ قیدی کفر کے امام اور مشرکین کے سردار ہیں۔ ان کو ختم کردیا جائے تو کفر وشرک کا سر ٹوٹ جائے گا تمام مشرکین پر ہیبت طاری ہوجائے گی۔ آئندہ مسلمانوں کے ستانے اور خدا کے راستے سے روکنے کا حوصلہ نہ رہے گا اور خدا کے آگے مشرکین سے ہماری انتہائی نفرت وبغض اور کامل بیزاری کا اظہار ہوجائے گا کہ ہم نے خدا کے معاملہ میں اپنی قرابتوں اور مالی فوائد کی کچھ پروانہیں کی اس لئے مناسب ہے کہ ان قیدیوں میں سے جو کوئی ہم میں سے کسی کا عزیز وقریب ہو وہ اسے اپنے ہاتھ سے قتل کرے۔ الغرض بحث وتمحیص کے بعد حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ کے مشورہ پر عمل ہوا کیونکہ کثرت رائے ادھر تھی۔ غرض ان قیدیوں کو فدیہ لے کر چھوڑ دیا

اور یہ شرط کرلی کہ آئندہ مسلمانوں سے نہ لڑیں لیکن اسلام اس وقت جن حالات میں سے گزر رہا تھا ان پر نظر کرتے ہوئے وقتی مصالح کا تقاضا یہ تھا کہ کفار کے مقابلہ میں سخت کمر شکن کارروائی کی جائے اس لئے اس رائے کو اختیار فرمانا وقتی مصالح اور ہنگامی حیثیت سے حق تعالیٰ کے یہاں پسندیدہ نہ ہوا اور یہ آیات نازل ہوئیں جن میں اسی ناپسندیدگی کی طرف اشارہ ہے اور صحابہ رضی اللہ عنہ کی یہ ایک اجتہادی غلطی قرار دی گئی اور جنہوں نے زیادہ تر مالی فوائد پر نظر کرکے اس رائے سے اتفاق کیا تھا کہ فدیہ لے کر کفار قیدیوں کو چھوڑ دیا جائے ان کو "تریدلون عرض الدنیا" سے خطاب فرمایا گیا۔ یعنی تم دنیا کے فانی اسباب پر نظر کررہے ہو حالانکہ مومن کی نظر انجام پر ہونی چاہئے۔

## بدر کے مشرک قیدیوں کا قضیہ

روایات سے آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی نسبت صرف اس قدر ثابت ہوتا ہے کہ محض صلہ رحمی اور رحمدلی کی بناء پر آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا رجحان اس رائے کی طرف تھا البتہ صحابہ رضی اللہ عنہم میں بعض صرف مالی فوائد کے پیش نظر اور اکثر حضرات دوسری مصالح دینیہ اور اخلاقی داعیہ کے ساتھ مالی ضروریات کو بھی ملحوظ رکھتے ہوئے یہ رائے پیش کررہے تھے گویا صحابہ رضی اللہ عنہم کے مشورہ میں کلاً یا جزءً کسی درجہ میں مالی حیثیت ضرور زیر نظر تھی جو صحابہ رضی اللہ عنہم جیسے مقربین کی شان عالی اور منصب جلیل کے منافی سمجھا گیا اسی لئے ان آیات میں عتاب آمیز لہجہ اختیار کیا گیا اور بتلایا گیا کہ یہ غلطی اپنی ذات کے اعتبار سے ایسی تھی کہ سخت سزا ان لوگوں کو دی جاتی ہے جنہوں نے دنیوی سامان کا خیال کرکے ایسا مشورہ دیا مگر سزا دہی سے وہ چیز مانع ہے جو اللہ تعالیٰ پہلے سے لکھ چکے اور طے کرچکے ہیں۔

## وہ کیا امر تھا جس نے سزا کو روک لیا

اب وہ کیا بات تھی جو اللہ تعالیٰ پہلے سے لکھ چکے اور طے فرما چکے تھے جس کی وجہ سے سزا واقع نہ ہوئی اس میں مفسرین نے حسب ذیل متعدد اقوال لکھے ہیں:۔

(۱) ایک یہ کہ قانون الٰہی یہی ہے کہ خطائے اجتہادی پر سزا نہیں۔

(۲) جب تک اللہ تعالیٰ کسی چیز کا صاف حکم کرنے یا نہ کرنے کا بیان نہ فرمائیں اس وقت تک اس کے مرتکب کو عذاب نہیں دیتے۔

(۳) اہل بدر کی گزشتہ اور آئندہ تمام خطاؤں کو اللہ تعالیٰ معاف فرما چکا ہے۔

(۴) یہ طے شدہ ہے کہ جب تک پیغمبر علیہ الصلوٰۃ والسلام ان میں موجود ہیں یا لوگ صدق دل سے استغفار کرتے ہیں عذاب نہ آئے گا۔

(۵) ان قیدیوں میں سے اکثریت کی قسمت میں اسلام لانا لکھا گیا تھا الغرض ارشاد فرمایا گیا کہ اگر اس قسم کے موانع نہ ہوتے تو یہ غلطی اتنی عظیم وثقیل تھی کہ سخت سزا واقع ہوجانی چاہئے تھی۔ ایک روایت میں ہے کہ اس قولی تنبیہ کے بعد وہ سزا جو اس قسم کی غلطی پر ہوسکتی تھی حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے سامنے نہایت قرب کرکے پیش کی گئی گویا یہ قولی تنبیہ کو زیادہ موثر بنانے کی ایک شکل تھی آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم اس منظر کو دیکھ کر گریہ وزاری میں مشغول ہوگئے۔ حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے اس کا سبب پوچھا تو آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا کہ میرے سامنے وہ عذاب پیش کیا گیا جس کا آنا ان پر ممکن تھا اگر موانع مذکورہ بالا نہ ہوتے۔ اس عتاب اور تہدید سے مسلمان ڈر گئے کہ مال غنیمت کو جس میں قیدیوں سے وصول کیا ہوا فدیہ بھی شامل ہے۔ اب ہاتھ بھی نہیں لگانا چاہئے۔ اس پر اگلی آیت نازل ہوئی اور تسلی فرمائی گئی کہ وہ اللہ تعالیٰ کی عطا ہے اور مال غنیمت اور زرفدیہ حاصل کرنے اور ہر قسم کا تصرف کرنے کو مباح قرار دیا اور ارشاد ہوا کہ خیر اب جو کچھ تم نے ان سے لے لیا ہے یا مال غنیمت حاصل کیا ہے وہ تمہارے لئے حلال طیب ہے۔ کھاؤ پیو اللہ معاف کرنے والے ہیں مگر آئندہ پرہیز رکھو اور اللہ سے ڈرتے رہو۔

## ایک اہم بات

یہاں ایک بات یہ سمجھ لینے کی ہے کہ اس اجتہاد میں اگرچہ فاروق اعظم حضرت عمر رضی اللہ عنہ کی رائے کا اللہ کے ہاں درست ہونا معلوم ہوا جو ان کی عظمت میں چار چاند لگاتا ہے اور ایسے کئی موقعوں پر ان کا جوہر کمال کھلا ہے تاہم دوسرے صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کی خطاء اجتہادی پر بھی اجر وثواب کا وعدہ ہے۔ نیز یہ بھی معلوم ہوا کہ نبی علیہ السلام اور پیغمبر علیہ السلام سے باوجود معصوم ہونے کے کسی درجہ میں

اجتہادی لغزش ہوسکتی ہے مگر وہ اس پر برقرار نہیں رکھا جاتا بلکہ بذریعہ وحی فوراً متنبہ کردیا جاتا ہے۔اسی سے معلوم ہوا کہ جب نبی علیہ السلام معصوم سے خطاء اجتہادی ہوسکتی ہے تو مشائخ' بزرگ اور اولیاء جو غیر معصوم ہیں ان سے تو بدرجہ اولیٰ خطائے اجتہادی ممکن ہے۔
الغرض بعض صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کی اس اجتہادی غلطی کو حق تعالیٰ نے معاف فرمادیا اور فدیہ کی رقم جو قیدیوں سے وصول کی گئی وہ بھی حلال فرمادی۔ بعدازاں بعض قیدی مسلمان ہوگئے اور زرفدیہ بھی ادا کردیا تو یہ فدیہ کی ادائیگی ان پر گراں گزری جس سے وہ دل شکستہ ہوئے اس پر ان کی تسلی کیلئے اگلی آیات نازل ہوئیں جس کا بیان ان شاءاللہ آئندہ درس میں ہوگا۔

## دعا کیجئے

یااللہ: ہم آپ ہی کی ہدایت اور توفیق سے راہ ہدایت پر قائم رہ سکتے ہیں ہماری ہر حال میں امداد ونصرت فرمایئے اور اپنی تائید اور توفیق کو ہمارے شامل حال رکھئے۔ یااللہ ہماری غلطیوں پر ہماری گرفت اور مواخذہ نہ فرمایئے اور اپنے فضل وکرم سے ہماری مغفرت فرما کر رحم واحسان کا معاملہ فرمایئے آمین۔

یااللہ: گناہ کر کے توبہ اور توبہ کرنے کے بعد پھروہی کیا اپنی توبہ کو جانتا رہا اور گناہ کرتا رہا۔ رات کو معافی مانگی دن کو پھر وہیں چلا گیا اور بار بار یہی حال رہا۔الٰہی! میں اپنے گناہوں کا اقراری ہوں اور آپ کی نعمتوں کا بھی اقرار کرتا ہوں مجھے معاف فرمادے۔

میں نے آپ سے کوئی وعدہ کیا ہو یا نذر مان کر کوئی عبادت واجب کی ہو یا آپ کی کسی مخلوق سے وعدہ کرکے پھر گیا ہوں یا غرور میں آ کر اس کو ذلیل وحقیر سمجھا ہو'اے اللہ! اس کی ادائیگی کی توفیق عطا فرما اور مجھے معاف فرمادے۔

آپ نے نعمت پر نعمت عطا کی اس سے قوت آئی لیکن آپ کی دی ہوئی قوت کو میں نے آپ ہی کی نافرمانی میں خرچ کیا کتنا برا کیا' آپ نے تو کھلایا پلایا اور میں نے آپ ہی کی مخالفت کی آپ کو ناراض کرکے مخلوق کو راضی کیا' نادم ہوں برا کیا' اے اللہ! مجھے معاف فرمادے۔

کتنی بار ایسا ہوا کہ میں نیکی کے ارادے سے چلا مگر راستے ہی میں گناہ کی طرف چلا گیا اور جہاں تیرا غضب نازل ہوتا وہاں نفس کو راضی کیا اور آپ کی ناراضگی کی پرواہ نہ کی۔ میں آپ کے غضب وعذاب کو بھی جانتا تھا مگر شہوت نے ایسا حجاب ڈال دیا یا کسی دوست نے ایسا ورغلایا کہ گناہ ہی اچھا معلوم ہوا۔الٰہی! یہ سب کرتوت کرکے آیا ہوں اور اس امید میں آیا ہوں کہ آپ ضرور سب گناہ معاف فرمادیں گے اب اس امیدوار کو ناامید نہ فرمانا' میرے سب گناہ معاف فرمادیجئے۔

میرے گناہوں کو آپ مجھ سے زیادہ جاننے والے ہیں میں تو کر کے بھول بھی گیا ہوں مگر آپ کے علم میں سب ہیں۔کل بروز قیامت آپ مجھ سے سوال کریں گے' سوائے اقرار کرنے کے اور کیا جواب دوں گا اے اللہ! مواخذہ نہ فرمانا آج ہی وہ سب گناہ معاف فرمادیجئے۔

وَاٰخِرُ دَعْوٰنَا اَنِ الْحَمْدُ لِلّٰهِ رَبِّ الْعٰلَمِیْنَ

يَاَيُّهَا النَّبِيُّ قُلْ لِّمَنْ فِيْ اَيْدِيْكُمْ مِّنَ الْاَسْرٰى اِنْ يَّعْلَمِ اللّٰهُ فِيْ قُلُوْبِكُمْ خَيْرًا

| | | | | | | | | | | | | | |
|---|---|---|---|---|---|---|---|---|---|---|---|---|---|
| يَاَيُّهَا | النَّبِيُّ | قُلْ | لِّمَنْ | فِيْ | اَيْدِيْكُمْ | مِّنَ | الْاَسْرٰى | اِنْ | يَّعْلَمِ | اللّٰهُ | فِيْ | قُلُوْبِكُمْ | خَيْرًا |
| اے | نبی | کہدیں | ان سے جو | میں | تمہارے ہاتھ | سے | قیدی | اگر | معلوم کریگا | اللہ | میں | تمہارے دل | کوئی بھلائی |

اے پیغمبر آپ کے قبضہ میں جو قیدی ہیں آپ اُن سے فرما دیجئے کہ اگر اللہ تعالیٰ کو تمہارے قلب میں ایمان معلوم ہوگا تو جو کچھ تم سے لیا گیا ہے

يُؤْتِكُمْ خَيْرًا مِّمَّآ اُخِذَ مِنْكُمْ وَيَغْفِرْ لَكُمْ ۗ وَاللّٰهُ غَفُوْرٌ رَّحِيْمٌ ﴿٧٠﴾ وَاِنْ يُّرِيْدُوْا

| | | | | | | | | | | | |
|---|---|---|---|---|---|---|---|---|---|---|---|
| يُؤْتِكُمْ | خَيْرًا | مِّمَّا | اُخِذَ | مِنْكُمْ | وَيَغْفِرْ | لَكُمْ | وَاللّٰهُ | غَفُوْرٌ | رَّحِيْمٌ | وَاِنْ | يُّرِيْدُوْا |
| تمہیں دیگا | بہتر | اس سے جو | لیا گیا | تم سے | اور بخش دیگا | تمہیں | اور اللہ | بخشنے والا | نہایت مہربان | اور اگر | وہ ارادہ کریں گے |

اس سے بہتر تم کو دیدے گا اور تم کو بخش دے گا اور اللہ تعالیٰ بڑی مغفرت والے ہیں بڑی رحمت والے ہیں۔ اور اگر یہ لوگ آپ کے ساتھ خیانت کرنے

خِيَانَتَكَ فَقَدْ خَانُوا اللّٰهَ مِنْ قَبْلُ فَاَمْكَنَ مِنْهُمْ ۗ وَاللّٰهُ عَلِيْمٌ حَكِيْمٌ ﴿٧١﴾

| | | | | | | | | |
|---|---|---|---|---|---|---|---|---|
| خِيَانَتَكَ | فَقَدْ خَانُوا | اللّٰهَ | مِنْ قَبْلُ | فَاَمْكَنَ | مِنْهُمْ | وَاللّٰهُ | عَلِيْمٌ | حَكِيْمٌ |
| آپ سے خیانت کا | توانہوں نے خیانت کی | اللہ | اس سے قبل | تو قبضہ میں دیدیا | ان سے (انہیں) | اور اللہ | جاننے والا | حکمت والا |

کا ارادہ رکھتے ہوں تو اس سے پہلے انہوں نے اللہ کے ساتھ خیانت کی تھی پھر اللہ تعالیٰ نے ان کو گرفتار کرا دیا اور اللہ تعالیٰ خوب جاننے والے ہیں بڑی حکمت والے ہیں

## شان نزول

ان آیات کا سبب نزول اس طرح بیان کیا گیا ہے کہ منجملہ اسیران بدر کے حضرت عباس رضی اللہ عنہ جو حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے چچا تھے وہ بھی گرفتار ہو کر آئے اور جو اس وقت تک مسلمان نہیں ہوئے تھے حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہ کہتے ہیں کہ جس دن بدری قیدی گرفتار ہو کر آئے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو اس رات نیند نہیں آئی۔ صحابہ رضی اللہ عنہم نے پوچھا تو آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا ان قیدیوں میں سے میرے چچا عباس رضی اللہ عنہ کی آہ وبکا کی آواز میرے کانوں میں آرہی ہے صحابہ رضی اللہ عنہم نے اس وقت ان کی قید کھول دی تب آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو نیند آئی۔ انہیں ایک انصاری صحابی رضی اللہ عنہ نے گرفتار کیا تھا۔ آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے بدر کے قیدیوں کا جو معاوضہ فی کس مقرر فرمایا تھا۔ تو قریش نے اپنے قیدیوں کا فدیہ بھیجا اور چھڑا لیا۔ حضرت عباس رضی اللہ عنہ نے عرض کیا کہ میں تو بالکل غریب ہو گیا میرے پاس تو کچھ بھی نہیں۔ آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا کہ جو تم نے اور تمہاری بیوی ام فضل نے سونا دفن کر رکھا ہے وہ کہاں ہے؟ جس کے بارے میں تم اپنی بیوی کو وصیت کر کے آئے ہو کہ اگر میں سفر میں کسی مصیبت کا شکار ہو گیا تو یہ میرے بیٹوں کے کام آئے گا۔ یہ سن کر حضرت عباس رضی اللہ عنہ حیران اور ششدر رہ گئے اور پوچھنے لگے کہ اے بھتیجے تم کو یہ کیونکر معلوم ہوا آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا کہ مجھ کو میرے پروردگار نے بتلایا یہ سن کر حضرت عباس رضی اللہ عنہ کو یقین ہو گیا کہ آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم اللہ کے سچے نبی ہیں اور بے ساختہ بول اٹھے کہ خدا کی قسم مجھے یقین ہے کہ آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم اللہ کے سچے رسول ہیں۔ اس دفینے کے واقعہ کو میرے اور میری بیوی کے علاوہ اور کوئی نہیں جانتا تھا۔ اچھا یوں کیجئے کہ میرے پاس سے ۲۰ اوقیہ سونا آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے لشکریوں کو ملا ہے اسی کو میرا زر فدیہ سمجھ لیا جائے۔ حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا جو مال آپ کفر کی امداد واعانت کیلئے ہمراہ لائے تھے وہ تو مسلمانوں کا مال

غنیمت بن گیا وہ مال تو ہمیں خدا نے اپنے فضل سے دلوا دیا۔ اب فدیہ اس کے علاوہ ہونا چاہئے روایات میں ہے کہ انصار نے عرض بھی کیا کہ یارسول اللہ ضعیف العمر عباس سے فدیہ معاف کر دیا جائے مگر اسلامی مساوات میں عزیز و قریب اور دوست و دشمن سب برابر تھے۔ انصار رضی اللہ عنہم کے کہنے پر بھی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے یہ قبول نہیں فرمایا۔ (سیرۃ خاتم الانبیاء) اور جس طرح سب سے فدیہ لیا گیا ان سے بھی اسی طرح وصول کیا گیا کیونکہ عام اسیروں سے چار ہزار درہم اور امراء سے کچھ زائد لیا گیا تھا اور چونکہ حضرت عباس رضی اللہ عنہ بھی امرائے مکہ میں شمار تھے اس لئے ان کو بھی عام اسیروں کی بہ نسبت چار ہزار درہم سے کچھ زیادہ دینا پڑا اور ساتھ ہی حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے یہ بھی فرمایا کہ آپ اپنے دو بھتیجوں عقیل بن ابی طالب اور نوفل بن حارث کا فدیہ بھی ادا کریں۔

## اسلامی مساوات و عدل کا ایک عجیب واقعہ

آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے چچا حضرت عباس رضی اللہ عنہ کی طرح آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے داماد ابو العاص (یعنی حضرت زینب رضی اللہ عنہا کے شوہر جو اس وقت تک مکہ میں مقیم تھیں) وہ بھی اسیران جنگ میں شامل تھے چونکہ یہ اس وقت تک اسلام نہیں لائے تھے تو ان کے پاس بھی فدیہ کیلئے مال نہ تھا۔ اس لئے ان کی زوجہ یعنی آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی صاحبزادی حضرت زینب رضی اللہ عنہا کو جو مکہ میں مقیم تھیں کہلا بھیجا کہ فدیہ کی رقم بھیج دیں۔ جب ان کے پاس یہ مطالبہ پہنچا تو ان کے گلے میں ایک ہار تھا جو ان کی والدہ حضرت خدیجہ رضی اللہ عنہا نے ان کو جہیز میں دیا تھا وہی گلے سے اتار کر بھیج دیا چنانچہ جب یہ ہار مدینہ پہنچا تو اس کو دیکھ کر بے اختیار حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی آنکھوں میں آنسو بھر آئے اور صحابہ رضی اللہ عنہم سے آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا کہ اگر تم سب راضی ہو تو زینب رضی اللہ عنہا کے پاس یہ اس کی والدہ کی یادگار ہے اس کو واپس کر دیا جائے۔ صحابہ کرام رضی اللہ عنہم تو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے اشاروں پر مر مٹنے والے تھے وہ پھر اس کو کس طرح گوارا کر سکتے تھے۔ چنانچہ صحابہ رضی اللہ عنہم نے بخوشی قبول کر کے اس کو واپس کر دیا اور ابو العاص رضی اللہ عنہ سے کہہ دیا کہ حضرت زینب رضی اللہ عنہا کو مدینہ بھیج دیں۔ پھر کچھ عرصہ بعد یہ بھی مشرف بہ اسلام ہو گئے تھے۔

## حضرت عباس رضی اللہ عنہ پر اسلام کی برکتیں

حضرت عباس رضی اللہ عنہ فرمایا کرتے تھے کہ یہ آیت میرے ہی حق میں نازل ہوئی ہے اللہ نے اپنا وعدہ پورا کر دیا۔ ۲۰ اوقیہ سونے کی بجائے حالت اسلام میں اللہ نے مجھے ۲۰ غلام عطا کئے جو خود بھی بہت قیمتی ہیں۔ گھٹیا غلام کی قیمت تقریباً ۲۰ ہزار درہم ہے اور پھر ہر غلام میرے لئے کثیر مال تجارت لگا کر بیوپار کرتا ہے۔ یہ تو بدلہ دنیا میں عطا فرمایا گیا اور دوسرا وعدہ مغفرت کی آخرت میں امید رکھتا ہوں۔ متعدد روایات سے ثابت ہے کہ مسلمان ہونے کے بعد حضرت عباس رضی اللہ عنہ بہت مالدار ہو گئے تھے۔ بخاری میں حضرت انس بن مالک رضی اللہ عنہ کی ایک روایت ہے کہ حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے پاس صوبہ بحرین سے کثیر مال آیا اتنا کہ اس سے پہلے یا اس کے بعد اتنا مال کبھی نہیں آیا۔ حکم دیا کہ مسجد میں پھیلا دو۔ نماز کے بعد حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے اس کو تقسیم کرنا شروع کیا جو سامنے آتا اس کو دیتے اتنے میں حضرت عباس رضی اللہ عنہ بھی آئے اور عرض کیا یارسول اللہ مجھے بھی۔ میں نے اپنا اور عقیل کا فدیہ دیا تھا۔ آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا اپنے ہاتھ سے لے لو۔ انہوں نے چادر میں گٹھڑی باندھی لیکن وزنی ہونے کے باعث اٹھا نہ سکے تو کہا یارسول اللہ کسی کو حکم دیجئے کہ میرے کاندھے پر چڑھا دے۔ حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے مسکرا کر فرمایا میں تو کسی سے نہیں کہتا کہا اچھا پھر آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم ہی ذرا اٹھوا دیجئے۔ آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے اس کا بھی انکار کیا۔ آخر حضرت عباس رضی اللہ عنہ نے اس میں سے کچھ کم کر دیا اور بمشکل اٹھا کر لے چلے اور حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم ان کو تعجب کی نظر سے دیکھتے رہے جب تک کہ یہ آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی نگاہ سے اوجھل نہ ہو گئے اس کے بعد سب مال بانٹ چکے ایک کوڑی بھی باقی نہ بچی تب آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم وہاں سے اٹھے

اور اپنے گھر ایک درہم بھی نہ بھجوایا تھا۔

## اسیران بدر کو نصیحت و تسلی

الغرض ان آیات کا حاصل ارشاد یہ ہے کہ اے نبی (صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم) آپ بدر کے ان قیدیوں سے جو آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے قبضہ میں ہیں کہہ دیجئے کہ جو کچھ تم سے فدیہ کی شکل میں لیا گیا ہے اس پر تم افسوس نہ کرو اگر تمہارے دل میں نیکی ہوگی اور ایمان لے آؤ گے اور سچے دل سے اسلام کے مقابلہ میں تلوار نہ اٹھانے کا عہد کرو گے تو جو کچھ تم سے لیا گیا ہے اللہ اس سے بہتر تم کو عنایت کر دے گا اور تمہارے قصور معاف کر دے گا اور اگر وہ آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو دھوکہ دینا چاہیں گے اور پھر شرارت کرنے کا ان کا ارادہ ہوگا وہ عہد و پیمان کے خلاف ان کے دلوں میں مکاری چھپی ہوگی تو وہ آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا کچھ نہ بگاڑ سکیں گے۔ خود ذلیل ہوں گے پہلے بھی شرارت کر چکے ہیں اس کا نتیجہ یہ ہوا کہ آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے ہاتھوں گرفتار ہوئے دوبارہ ایسی حرکت کریں گے تو پھر ایسی سزا پائیں گے خدا کے علم سے کوئی چیز خارج نہیں۔ اس کو ان کی نیتوں اور آئندہ ارادوں کا اب بھی علم ہے لیکن اس کی حکمت و مصلحت ہے کہ ظاہر نہیں فرماتا اور کسی کا پردہ فاش نہیں کرتا۔

خلاصہ یہ کہ اسیران بدر کو نصیحت اور تسلی آمیز ہدایت کی جارہی ہے کہ سچے دل سے مسلمان ہو جاؤ آئندہ زندگی درست رکھو تو تم کو اس سے بہتر مال ملے گا جو تم اپنی قید چھڑانے میں خرچ کر چکے ہو اور آخرت میں بھی مغفرت ہو جائے گی۔ ورنہ مکاری کرو گے تو خود تباہ ہو جاؤ گے۔

## دعا کیجئے

یا اللہ: آپ علام الغیوب ہیں دلوں کے بھید اور راز سے بھی واقف ہیں۔

یا اللہ: ہم کو دیانت و امانت کے اوصاف عطا فرمائیے اور ہمارے اعضاء و جوارح اور قلب کو ہر طرح کی خیانت سے پاک رکھئے۔

یا اللہ آپ علیم و خبیر ہیں ہم سے گزشتہ زندگی میں آپ کے حقوق یا بندوں کے حقوق میں جو کوتاہی و خیانت سرزد ہوئی ہو اس کی تلافی کی توفیق مرحمت فرمائیے اور اس پر ہم سے مواخذہ نہ فرمائیے آمین۔

یا اللہ: بہت سے گناہ اس طرح کئے ہیں کہ میں جانتا تھا کہ آپ کے سامنے ہوں مگر خیال کیا توبہ کرلوں گا' معافی چاہ لوں گا اللہ العالمین! گناہ کرلیا اور نفس و شیطان نے توبہ و استغفار سے باز رکھا' گناہ پر گناہ کرتا چلا جاتا رہا۔ الٰہی میری اس جرأت پر نظر نہ فرمانا' اپنی شان کریمی کے صدقے مجھے معاف فرمادے میں توبہ کرتا ہوں معافی چاہتا ہوں۔ اے اللہ! مجھے معاف کردے۔ آپ کے سوا اور کون معاف کرنے والا ہے۔

ایسا بھی ہوا کہ گناہ کر کے میں نے آپ سے حسن ظن رکھا کہ آپ عذاب نہ دیں گے' آپ معاف کر دیں گے اس وقت میرے نفس نے یہی پٹی پڑھائی کہ اللہ کا کرم و رحمت تو بہت وسیع ہے اور آپ پردہ ڈالتے رہے بس میں سمجھا کہ جب وہ پردہ پوشی فرمارہے ہیں تو عذاب بھی نہ دیں گے۔ بس اسی خیال میں آ کر بہت سے گناہ کر لئے' اے اللہ! مجھے معاف فرمادے۔

ان گناہوں کی بھی معافی چاہتا ہوں جن کی وجہ سے دعا کے قبول ہونے سے محروم ہوگیا' روزی کی برکت اور خیر نہ رہی ان گناہوں کو بھی معاف فرمادے۔

جن گناہوں کے سبب لاغری آتی ہے اور نقاہت چھا جاتی ہے بروز قیامت حسرت و ندامت ہوگی ان گناہوں کو بھی معاف فرمادے۔ جو گناہ باعث تنگی رزق ہوں' باعث مانع خیر و برکت ہوں' باعث محرومی حلاوت عبادت ہوں سب معاف فرمادے۔

وَاٰخِرُ دَعْوٰنَا اَنِ الْحَمْدُ لِلّٰهِ رَبِّ الْعٰلَمِیْنَ

إِنَّ الَّذِينَ آمَنُوا وَهَاجَرُوا وَجَاهَدُوا بِأَمْوَالِهِمْ وَأَنفُسِهِمْ فِي سَبِيلِ اللَّهِ وَالَّذِينَ

| | | | | | | | | | | |
|---|---|---|---|---|---|---|---|---|---|---|
| إِنَّ | الَّذِينَ | آمَنُوا | وَهَاجَرُوا | وَجَاهَدُوا | بِأَمْوَالِهِمْ | وَأَنفُسِهِمْ | فِي | سَبِيلِ | اللَّهِ | وَالَّذِينَ |
| بیشک | جولوگ | ایمان لائے | اورانہوں نے ہجرت کی | اور جہاد کیا | اپنے مالوں سے | اوراپنی جانیں | میں | راستہ | اللہ | اور وہ لوگ |

بیشک جو لوگ ایمان لائے اور انہوں نے ہجرت بھی کی اور اپنے مال اور جان سے اللہ کے رستے میں جہاد بھی کیا اور جن لوگوں نے

آوَوا وَّنَصَرُوا أُولَٰئِكَ بَعْضُهُمْ أَوْلِيَاءُ بَعْضٍ ۚ وَالَّذِينَ آمَنُوا وَلَمْ يُهَاجِرُوا مَا لَكُم

| | | | | | | | | | |
|---|---|---|---|---|---|---|---|---|---|
| آوَوا | وَّنَصَرُوا | أُولَٰئِكَ | بَعْضُهُمْ | أَوْلِيَاءُ | بَعْضٍ | وَالَّذِينَ | آمَنُوا | وَلَمْ يُهَاجِرُوا | مَا لَكُم |
| ٹھکانہ دیا | اور مدد کی | وہی لوگ | ان کے بعض | رفیق | بعض | اور وہ لوگ جو | ایمان لائے | اورانہوں نے ہجرت نہ کی | تمہیں نہیں |

رہنے کو جگہ دی اور مدد کی یہ لوگ باہم ایک دوسرے کے وارث ہوں گے اور جو لوگ ایمان تو لائے اور ہجرت نہیں کی تمہارا ان سے

مِّن وَلَايَتِهِم مِّن شَيْءٍ حَتَّىٰ يُهَاجِرُوا ۚ وَإِنِ اسْتَنصَرُوكُمْ فِي الدِّينِ فَعَلَيْكُمُ

| | | | | | | | | |
|---|---|---|---|---|---|---|---|---|
| مِّن | وَلَايَتِهِم | مِّن شَيْءٍ | حَتَّىٰ | يُهَاجِرُوا | وَإِنِ | اسْتَنصَرُوكُمْ | فِي الدِّينِ | فَعَلَيْكُمُ |
| سے | اُن کی رفاقت | کچھ شے (سروکار) | یہاں تک کہ | وہ ہجرت کریں | اور اگر | وہ تم سے مدد مانگیں | دین میں | تو تم پر (لازم ہے) |

میراث کا کوئی تعلق نہیں جب تک کہ وہ ہجرت نہ کریں اور اگر وہ تم سے دین کے کام میں مدد چاہیں تو تمہارے ذمے مدد کرنا واجب ہے

النَّصْرُ إِلَّا عَلَىٰ قَوْمٍ بَيْنَكُمْ وَبَيْنَهُم مِّيثَاقٌ ۗ وَاللَّهُ بِمَا تَعْمَلُونَ بَصِيرٌ ﴿٧٢﴾ وَالَّذِينَ

| | | | | | | | | | | |
|---|---|---|---|---|---|---|---|---|---|---|
| النَّصْرُ | إِلَّا | عَلَىٰ | قَوْمٍ | بَيْنَكُمْ | وَبَيْنَهُم | مِّيثَاقٌ | وَاللَّهُ | بِمَا تَعْمَلُونَ | بَصِيرٌ | وَالَّذِينَ |
| مدد | مگر | پر (خلاف) | وہ قوم | تمہارے درمیان | اوراُنکے درمیان | معاہدہ | اوراللہ | جوتم کرتے ہو | دیکھنے والا | اور وہ لوگ جو |

مگر اس قوم کے مقابلہ میں نہیں کہ تم میں اور ان میں باہم عہد ہو اور اللہ تعالیٰ تمہارے سب کاموں کو دیکھتے ہیں۔ اور جو لوگ کافر ہیں

كَفَرُوا بَعْضُهُمْ أَوْلِيَاءُ بَعْضٍ ۚ إِلَّا تَفْعَلُوهُ تَكُن فِتْنَةٌ فِي الْأَرْضِ وَفَسَادٌ كَبِيرٌ ﴿٧٣﴾

| | | | | | | | | | | |
|---|---|---|---|---|---|---|---|---|---|---|
| كَفَرُوا | بَعْضُهُمْ | أَوْلِيَاءُ | بَعْضٍ | إِلَّا تَفْعَلُوهُ | تَكُن | فِتْنَةٌ | فِي | الْأَرْضِ | وَفَسَادٌ | كَبِيرٌ |
| انہوں نے کفر کیا | ان کے بعض | رفیق | بعض (دوسرے) | اگرتم ایسا نہ کروگے | ہوگا | فتنہ | میں | زمین | اور فساد | بڑا |

وہ باہم ایک دوسرے کے وارث ہیں اگر اس پر عمل نہ کرو گے تو دنیا میں بڑا فتنہ اور فساد پھیلے گا

**تفسیر وتشریح:** گزشتہ آیات میں کفار کے قتال اوران سے صلح اوران کو قید کرنے کا ذکر تھا اور یہ تینوں باتیں مسلمانوں کے غلبہ اور شوکت کے وقت واقع ہوتی ہیں۔ قتل اور قید تو ظاہر ہے اور صلح کی بھی کفار جب ہی درخواست کرتے ہیں جب کسی قدر مسلمانوں سے دبتے ہیں پس اب تک تو احکام غلبہ کے متعلق ہوئے۔ گاہے مسلمان مغلوب ہوتے ہیں کہ نہ قتل اور قید پر قادر اور نہ ان سے کفار صلح کرنا چاہتے ہیں ایسے وقت ہجرت کی ضرورت واقع ہوتی ہے اس لئے اب ہجرت کے بعض احکام جو میراث کے متعلق ہیں بیان فرمائے جاتے ہیں۔

**صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کے چار گروہ:** ان آیات میں اللہ تعالیٰ نے چار طرح کے مسلمانوں کا ذکر فرمایا ہے اور ہر ایک کی صفات بھی

الگ الگ بیان کردی ہیں۔ پھر پانچویں درجہ میں تمام دنیا کے مختلف مذاہب کے کفار کا ایک ہی فرقہ قرار دیا ہے۔

## پہلا گروہ' مہاجرین

ایک قسم تو مسلمانوں کی وہ لوگ ہیں جو شروع میں حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم پر ایمان لائے اور ہجرت کر کے آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے ساتھ یا آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے پہلے مدینہ میں آکر رہنے لگے۔ ان کے چار اوصاف بیان فرمائے اول۔ یہ کہ وہ اللہ اور رسول صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم اور ملائکہ وقیامت پر سچے دل سے ایمان لائے۔ دوسرے یہ کہ انہوں نے اللہ کی خوشنودی اور اس کے رسول صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی رضامندی حاصل کرنے کیلئے ترک وطن کیا۔ تمام اعزاء واقارب' بال بچوں کو چھوڑا۔ اللہ اور اس کے رسول صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے رشتہ جوڑا۔ جلاوطنی کتنی سخت چیز ہے اس کو وہی لوگ جانتے ہیں جن پر گزری ہے تیسرا اور چوتھا وصف یہ ہے کہ راہ خدا میں انہوں نے جان ومال قربان کردیا۔ سخت ترین معرکوں میں جانیں لڑا دیں مگر حضور اقدس صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی رفاقت نہ چھوڑی۔ مکہ کے اندر گھاٹی میں قید ہوئے۔ شعب ابی طالب میں تین سال تک ترک تعلقات کی تکلیف اٹھائی۔ قوم نے لین دین سلام کلام بند کردیا۔ مگر ان مہاجرین کی ہمتیں کمزور نہ پڑیں۔ غار ثور میں حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے ساتھ رہے جس مکان سے حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ہجرت فرمائی اس مکان کے اندر حضور کی بجائے خود اپنی جان کو کافروں کے نرغہ میں پھنسایا۔ جنگ بدر' احد' احزاب وغیرہ میں ساتھ رہے۔ مالی قربانیاں اس حد تک کیں کہ گھر میں کوئی چیز تک نہ چھوڑی۔ ہر چیز حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے قدموں میں لاکر ڈال دی۔ غرض تن من دھن کسی چیز سے دریغ نہ کیا۔

## دوسرا گروہ۔ انصار مدینہ

دوسرے وہ لوگ ہیں جنہوں نے مہاجرین اولین کو اپنے مکانوں میں جگہ دی باوجود یکہ خود تنگ حال تھے مگر اپنے معزز مہمانوں کی ہر طرح خاطر مدارات کی۔ خود بھوکے رہے' اہل وعیال کو بھوکا رکھا مگر مہمانوں کو تکلیف نہ ہونے دی۔ تمام دنیائے کفر کے خلاف مہاجرین کی مدد کی۔ دنیا ان کے گھروں پر چڑھ گئی مگر انہوں نے کسی کی پروانہ کی۔ اپنے اہل وعیال کی طرح مہاجرین کی حفاظت کی گویا انہوں نے بھی راہ خدا میں جانیں لڑا دیں اور اسلام کی اعانت میں کسی مال قربانی سے دریغ نہ کیا۔

## تیسرا گروہ جو ہجرت نہ کر سکے

تیسرا وہ گروہ جو فتح مکہ سے قبل مسلمان تو ہوگیا اور اللہ کے رسول صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی تصدیق تو کی۔ احکام شریعت کی تعمیل بھی کی مگر خاص وجوہ کے تحت ترک وطن نہ کرسکے۔ کچھ کافروں کے پنجہ میں گرفتار ہونے کے باعث مجبور رہے۔ کوئی بیماری کے سبب حرکت نہ کرسکے کسی کو اور قسم کے موانع روکے رہے۔

## چوتھا گروہ جو بعد میں مسلمان ہوئے

چوتھے وہ مسلمان ہیں جو بعد میں مسلمان ہوئے اپنا وطن چھوڑ کر رسول اقدس صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی رفاقت اختیار کی۔ آخری جہادوں میں بھی شریک ہوئے۔ یہ چار قسم کے مسلمان ہوئے۔ ہر گروہ کے جدا جدا احکام بیان فرمائے گئے ہیں۔

## مہاجرین وانصار میں مواخات کا حکم

اول الذکر دونوں قسموں کے متعلق یعنی مہاجرین اولین اور انصار مدینہ کے متعلق فرمایا کہ یہ لوگ آپس میں ایک دوسرے کے رفیق' دوست جان ومال' بلکہ دین وایمان کے ساتھی ہیں اور میراث میں ایک دوسرے کے حقدار ہیں۔ اس آیت کی بناء پر حضور اقدس صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے مہاجرین اور انصار کے درمیان بھائی چارہ اور برادری کرادی تھی۔ ایک مہاجر اور ایک انصاری کو بھائی بھائی بنا دیا تھا۔ اس اسلامی رشتہ کے بھائی چارہ سے ساری باتوں میں ایک دوسرے کی شرکیت وملکیت کے ویسے ہی حقدار ہوجاتے جیسے حقیقی بھائی ہوتے ہیں حتیٰ کہ اگر ایک مرجاتا تو دوسرا اس کا وارث ہوجاتا تھا۔ یہ مواخات دو مرتبہ ہوئی ایک مرتبہ مکہ میں جو صرف مہاجرین کے درمیان ہوئی تھی

اور دوسری دفعہ مدینہ میں جو مہاجرین اور انصار کے درمیان ہوئی تھی ایک قول کے مطابق یہ ۹۰ اشخاص تھے اور دوسرا قول یہ ہے کہ ۱۰۰ نفوس تھے۔ مسلمانوں میں اسلامی بھائی چارگی کا ایسا ولولہ پیدا ہو گیا تھا کہ خون کے عزیزوں سے کہیں زیادہ جس انصاری کی مواخاۃ کسی مہاجر سے ہوگئی تو اس نے اپنا نصف مال نصف جائیداد دے دی۔ یہاں تک کہ اگر کسی کی دو بیویاں تھیں تو ایک بیوی کو طلاق دے کر مہاجر کے نکاح میں دینے کی آمادگی ظاہر کر دی لیکن آیت میراث نازل ہونے کے بعد انصار و مہاجرین کے میراث کا حکم منسوخ ہو گیا۔

## تیسرے گروہ کا حکم

تیسرے گروہ کا حکم بیان فرمایا کہ ان لوگوں کو حق موالات حاصل نہیں۔ دین میں اشتراک ضرور ہے۔ مذہبی تعاون بھی لازم ہے مگر مواخات و موالات کا درجہ ان کو حاصل نہیں تاوقتیکہ وطن یعنی مکہ کو نہ چھوڑیں۔ مہاجرین اولین کو ایمان اور ہجرت دو فضیلتیں حاصل تھیں اور ان کو صرف فضیلت ایمان حاصل ہے۔ آغاز اسلام میں ہجرت لوازم ایمان میں سے تھی۔ لہٰذا دونوں گروہ مساوی درجہ کے نہیں ہو سکتے۔ ہاں اس تیسرے گروہ کی دینی اعانت ضرور ہے۔ اگر وہ کفار کے مقابلہ میں مہاجرین و انصار سے مدد کے خواستگار ہوں تو ان کی مدد کرنی لازم ہے۔ بشرطیکہ ان کی چڑھائی ایسے کافروں پر نہ ہو جن سے مہاجرین و انصار کا معاہدہ ہو۔ کیونکہ اس صورت میں اگر ان کی امداد کی جائے گی تو نقض عہد اور معاہدہ کی خلاف ورزی لازم آئے گی۔ چوتھی قسم کے مسلمانوں کا حکم آئندہ آیات میں آتا ہے۔

## کفار سب ایک دوسرے کے دوست و معاون ہیں

اب رہ گئے کفار تو ان کے متعلق فرمایا کہ یہ سب ایک برادری ہیں ان میں باہم تعاون ہے۔ یعنی اگرچہ مختلف مذاہب کے پیرو ہیں اور مختلف عقائد رکھتے ہیں مگر مخالفت اسلام میں سب ایک دوسرے کے حلیف اور معاون ہیں اور اسلام کے مقابلہ میں سب متحد ہیں چنانچہ بنی قریظہ کے یہودیوں نے مسلمانوں کے خلاف مشرکوں سے اتحاد کر لیا اور ان کی مدد کی باوجود یکہ یہودیت اور بت پرستی میں عقائد کے اعتبار سے اتنی ہی دوری تھی جتنی اسلام اور شرک میں لہٰذا مسلمانوں کو بھی باہم اتحاد و تعاون و تناصر کرنا چاہئے تاکہ مجموعی طاقت اور یگانگت سے کفر کا مقابلہ ہو سکے ورنہ زمین میں فتنہ و فساد برپا ہو جائے گا جس سے اسلام کو ضعف اور کفر کو قوت حاصل ہوگی۔

## دعا کیجئے

یا اللہ: ہم کو بھی اپنے راستہ میں دین اسلام کیلئے جانی و مالی قربانی کرنے کی توفیق و ہمت و عزم عطا فرما دے اس وقت جہاں جہاں کفار اور اہل اسلام میں مقابلہ ہے۔ اللہ تبارک و تعالیٰ اپنے اور اپنے رسول پاک صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے نام لیواؤں کی غیب سے مدد اور نصرت عطا فرمائیں اور مسلمانوں کو غلبہ و شوکت عطا فرمائیں اور کفار کا آپس میں ٹکراؤ اور افتراق پیدا فرمائیں اور ان کی قوتوں کو پاش پاش فرمائیں مسلمانوں کی عزت و آبرو کو بلند فرمائیں۔ اسلام کا غلبہ قائم فرمائیں آمین۔ یا اللہ: جس گناہ کی میں نے تعریف کی ہو یا کینہ کی طرح دل میں چھپایا ہو دل میں عزم مصمم کر لیا ہو کہ یہ گناہ کروں گا یا زبان سے اظہار بھی کر دیا ہو یا وہ گناہ جو میں نے اپنے قلم سے لکھا ہو یا اعضاء سے اس کا ارتکاب کر لیا ہو یا اپنے ساتھ دوسروں کو بھی اس گناہ کے کرنے پر آمادہ کر لیا ہو ایسے سب گناہوں کو معاف فرما دیجئے۔

میں نے گناہ رات کو بھی کیے دن کو بھی کیے۔ لیکن آپ نے اپنے حلم سے پردہ پوشی فرمائی کہ کسی مخلوق کو اس کا علم نہ ہونے دیا' میں نے آپ کی اس ستاری فرمانے کا کچھ خیال نہ کیا میرے نفس نے اس گناہ کو پھر مزین کر کے پیش کیا اور گناہ کو گناہ سمجھتے ہوئے پھر کر گزرا۔ میں بار بار ایسا ہی کرتا رہا۔ الٰہ العالمین! میرے اس حال کو خوب جانتے ہیں آئندہ ایسا نہ کروں گا آپ سے توفیق مانگتا ہوں میں توبہ کرتا ہوں معافی چاہتا ہوں۔ الٰہی! معاف فرما دیجئے آمین۔ وَاٰخِرُ دَعْوٰنَا اَنِ الْحَمْدُ لِلّٰهِ رَبِّ الْعٰلَمِيْنَ

وَالَّذِيْنَ اٰمَنُوْا وَهَاجَرُوْا وَجٰهَدُوْا فِيْ سَبِيْلِ اللّٰهِ وَالَّذِيْنَ اٰوَوْا وَّنَصَرُوْٓا اُولٰٓئِكَ

| وَالَّذِيْنَ | اٰمَنُوْا | وَهَاجَرُوْا | وَجٰهَدُوْا | فِيْ | سَبِيْلِ اللّٰهِ | وَالَّذِيْنَ | اٰوَوْا | وَّنَصَرُوْٓا | اُولٰٓئِكَ |
|---|---|---|---|---|---|---|---|---|---|
| اور وہ لوگ جو | ایمان لائے | اور انہوں نے ہجرت کی | اور جہاد کیا انہوں نے | میں | اللہ کا راستہ | اور وہ لوگ جو | ٹھکانہ دیا | اور مدد کی | وہی لوگ |

اور جو لوگ مسلمان ہوئے اور انہوں نے ہجرت کی اور اللہ کی راہ میں جہاد کرتے رہے اور جن لوگوں نے اپنے یہاں ٹھہرایا اور انکی مدد کی یہ لوگ ایمان کا

هُمُ الْمُؤْمِنُوْنَ حَقًّا ۭ لَهُمْ مَّغْفِرَةٌ وَّرِزْقٌ كَرِيْمٌ ﴿۷۴﴾ وَالَّذِيْنَ اٰمَنُوْا مِنْۢ بَعْدُ وَهَاجَرُوْا

| هُمْ | الْمُؤْمِنُوْنَ | حَقًّا | لَهُمْ | مَّغْفِرَةٌ | وَّرِزْقٌ | كَرِيْمٌ | وَالَّذِيْنَ | اٰمَنُوْا | مِنْۢ بَعْدُ | وَهَاجَرُوْا |
|---|---|---|---|---|---|---|---|---|---|---|
| وہ | مومن (جمع) | سچے | ان کیلئے | بخشش | اور روزی | عزت | اور وہ لوگ جو | ایمان لائے | اس کے بعد | اور انہوں نے ہجرت کی |

پورا حق ادا کرنے والے ہیں ان کیلئے بڑی مغفرت اور بڑی معزز روزی ہے۔ اور جو لوگ بعد کے زمانہ میں ایمان لائے اور ہجرت کی اور تمہارے

وَجٰهَدُوْا مَعَكُمْ فَاُولٰٓئِكَ مِنْكُمْ ۭ وَاُولُوا الْاَرْحَامِ بَعْضُهُمْ اَوْلٰى بِبَعْضٍ فِيْ كِتٰبِ اللّٰهِ ۭ

| وَجٰهَدُوْا | مَعَكُمْ | فَاُولٰٓئِكَ | مِنْكُمْ | وَاُولُوا الْاَرْحَامِ | بَعْضُهُمْ | اَوْلٰى | بِبَعْضٍ | فِيْ | كِتٰبِ اللّٰهِ |
|---|---|---|---|---|---|---|---|---|---|
| اور انہوں نے جہاد کیا | تمہارے ساتھ | پس وہی لوگ | تم میں سے | اور قرابت دار | انکے بعض | قریب (زیادہ حقدار) | بعض (دوسرے) کے | میں (رو سے) | اللہ کا حکم |

ساتھ جہاد کیا سو یہ لوگ تمہارے ہی شمار میں ہیں اور جو لوگ رشتہ دار ہیں کتاب اللہ میں ایک دوسر کے زیادہ حقدار ہیں

اِنَّ اللّٰهَ بِكُلِّ شَيْءٍ عَلِيْمٌ ﴿۷۵﴾

| اِنَّ | اللّٰهَ | بِكُلِّ شَيْءٍ | عَلِيْمٌ |
|---|---|---|---|
| بیشک | اللہ | ہر چیز | جاننے والے |

بیشک اللہ تعالیٰ ہر چیز کو خوب جانتے ہیں

## مہاجرین وانصار کے دو انعام

گزشتہ آیات میں مہاجرین وانصار کے متعلق بیان تھا۔ ان آیات میں بھی اللہ تعالیٰ بیان فرمارہے ہیں کہ اللہ تعالیٰ کی طرف سے ان کیلئے دو انعام مقرر ہیں۔

اول تو یہ کہ آخرت میں اللہ تعالیٰ ان کی تمام تقصیرات معاف فرما دینگے۔ دوسرے یہ کہ ان کے واسطے اجر جزیل اور باعزت وباکرامت ثواب اور جنت کی روزی موجود ہے۔

## ایک غلط نظریے کی تردید

یہاں اس بات کی صاف صراحت ہے کہ مہاجرین سابقین اور انصار مدینہ قطعی مومن ہیں۔ ان کے کمال ایمان میں کوئی شک نہیں۔ اس آیت سے ان لوگوں کے عقیدہ کی صاف تردید ہوتی ہے۔ جنہوں نے خلفائے راشدین رضی اللہ عنہم اور بعض صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کو نعوذ باللہ خارج از ایمان قرار دے رکھا ہے اور برائے نام لفظ مسلم کا ان پر اطلاق کرتے ہیں۔ اس سے زیادہ ان حضرات مہاجرین اور انصار کے کامل الایمان ہونے کی اور کیا گواہی ہوگی کہ حق تعالیٰ اس جگہ خود ارشاد فرمارہے ہیں۔ (یہ سب سچے مسلمان اور پورے پورے مومن ہیں) (ان کیلئے بڑی مغفرت اور بڑی معزز روزی ہے جنت میں)

## بعد والے مہاجرین وانصار

تین قسم کے مسلمانوں کا بیان تو گزشتہ آیات میں ہو چکا تھا ہے چوتھی قسم کے مسلمان یعنی وہ لوگ جو بعد کو ایمان لائے اور ہجرت کر کے مہاجرین اور انصار کے ساتھ مل کر جہاد کیا ان کا شمار بھی مہاجرین اور انصار میں ہے۔ یعنی بہ اعتبار احکام شرعی کے مہاجرین

سابقین اور مہاجرین مابعد میں بہ اعتبار فضل و مرتبہ جو کچھ بھی فرق ہو۔ بہ اعتبار احکام شرعی سب برابر ہیں۔ یہاں آیت میں بعد کو ایمان لانے سے کیا مراد ہے؟ اس کے متعلق مفسرین کے مختلف اقوال ہیں۔ بعض نے کہا ہے کہ غزوہ بدر کے بعد بعض نے کہا ہے کہ اس آیت کے نزول کے بعد۔ بعض نے کہا ہے کہ صلح حدیبیہ کے بعد۔ بعض نے کہا اس سے دوسری ہجرت والے مراد ہیں جنہوں نے فتح مکہ سے پہلے ہجرت کی تھی۔ بہرحال بعد سے کچھ بھی مراد لی جائے مگر فتح مکہ سے پہلے ہجرت کی شرط ضرور لگانا پڑے گی۔ کیونکہ روایات صحیحہ سے ثابت ہے کہ فتح مکہ کے بعد ہجرت کا حکم باقی نہیں رہا۔

## ہجرت کے اقسام واحکام

ہجرت تین قسم کی ہوتی ہے اول وہ ہجرت جو ابتدائے اسلام میں ہوئی جب کہ اسلام کی حالت بالکل کمزور اور ابتدائی تھی۔ دوسری وہ ہجرت جو صلح حدیبیہ کے بعد فتح مکہ سے پہلے ہوئی۔ اول قسم کے مہاجرین۔ مہاجرین سابقین کہلاتے ہیں اسلام میں سب سے زیادہ اعزاز انہی کا ہے۔ دوسری ہجرت بھی ہجرت ہے تیسری قسم وہ ہے جو قیامت تک باقی ہے یعنی اپنے وطن کو جو کفرستان میں واقع ہو چھوڑ کر کسی اسلامی ملک کی طرف ہمیشہ کیلئے چل جانا۔ اس تیسری قسم کی ہجرت کے دو حکم ہیں۔ (۱) واجب۔ (۲) مستحب۔ جس ملک میں غلبہ کفر کی وجہ سے اسلامی فرائض وواجبات ادا کرنے کی روک ٹوک ہو وہاں سے ہجرت اب بھی واجب ہے اور جہاں حدود اسلامی جاری نہ ہوں۔ فرائض وواجبات ادا کرنے کی روک ٹوک نہ ہوں وہاں سے ہجرت کر جانا مستحب ہے۔ تو حاصل ارشاد یہ ہے کہ اسلام میں داخل ہو کر جتنے مہاجرین مابعد مہاجرین اولین سے ملتے جائیں اور دین کے کاموں میں ان کا ہاتھ بٹائیں اور دینی سعی اور کوشش میں ان کے ساتھ رہیں تو وہ بھی ان کے بھائی برادر ہیں۔ ان کے اندرونی وبیرونی تعلقات وہی ہیں۔ جو مہاجرین اول کے بیان کئے گئے۔ ہاں اگر پہلے مہاجروں کے قریبی رشتہ دار مسلمان ہو کر ہجرت کر کے چلے آئیں تو وہ پھر اپنے رشتہ داروں کے وارث ہوں گے اور اللہ کی کتاب میں جو قرابتداروں کا حصہ میراث میں مقرر کیا گیا ہے اس کے مطابق میت کا مال تقسیم ہوگا۔ نئے اور اسلامی بھائی چارہ کی وجہ سے وہ محروم نہ کئے جائیں گے۔ بھائی چارہ کی وجہ سے ورثہ اسی وقت ملے گا جب تک اصلی رشتہ دار ہجرت کر کے اپنے رشتہ دار سے نہیں آملتے جب وہ آملے تو ان کا حق مقدم ہے اور میت کا ورثہ انہی میں تقسیم ہوگا۔

اخیر میں آیت کو ''ان اللہ بکل شیء علیم'' کہہ کر ختم فرمایا گیا یعنی بے شک اللہ ہر شے کا علم رکھنے والا ہے اسی نے ہر وقت کے مناسب احکام دیئے ہیں اور احکام میراث وغیرہ میں ہر ایک کی مصلحت کا پورا لحاظ رکھا ہے۔

## دعا کیجئے

یا اللہ: مہاجرین سابقین اور انصار اولین کے طفیل ہم کو بھی صراط مستقیم اور ایمان کامل نصیب فرمائیں۔ ہمیں بھی دین اسلام کیلئے اپنی جان ومال کے خرچ کرنے کی توفیق حسن عطا فرمائیں۔

یا اللہ: گناہ کر کے توبہ اور توبہ کرنے کے بعد پھر وہی کیا۔ اپنی توبہ کو جانتا رہا اور گناہ کرتا رہا۔ رات کو معافی مانگی دن کو پھر وہیں چلا گیا اور بار بار یہی حال رہا۔ الٰہی! میں اپنے گناہوں کا اقراری ہوں اور آپ کی نعمتوں کا بھی اقرار کرتا ہوں مجھے معاف فرما دے۔ میں نے آپ سے کوئی وعدہ کیا ہو یا نذر مان کر کوئی عبادت واجب کی ہو یا آپ کی کسی مخلوق سے وعدہ کر کے پھر گیا ہوں یا غرور میں آکر اس کو ذلیل وحقیر سمجھا ہو اے اللہ! اس کی ادائیگی کی توفیق عطا فرما اور مجھے معاف فرما دے۔

وَاٰخِرُ دَعْوٰنَا اَنِ الْحَمْدُ لِلّٰهِ رَبِّ الْعٰلَمِیْنَ

سُوْرَۃُ التَّوْبَۃِ مَدَنِیَّۃٌ وَّھِیَ مِائَۃٌ وَّتِسْعٌ وَّعِشْرُوْنَ اٰیَۃً وَّسِتَّۃَ عَشَرَ رُکُوْعًا

بَرَآءَۃٌ مِّنَ اللّٰہِ وَرَسُوْلِہٖٓ اِلَی الَّذِیْنَ عٰھَدْتُّمْ مِّنَ الْمُشْرِکِیْنَ ①

| بَرَآءَۃٌ | مِّنَ | اللّٰہِ | وَرَسُوْلِہٖٓ | اِلَی | الَّذِیْنَ | عٰھَدْتُّمْ | مِّنَ | الْمُشْرِکِیْنَ |
|---|---|---|---|---|---|---|---|---|
| بیزاری (قطع تعلق) | سے | اللہ | اور اسکا رسول | طرف | وہ لوگ جنہوں نے | تم سے عہد کیا | سے | مشرکین |

اللہ کی طرف سے اور اس کے رسول کی طرف سے ان مشرکین سے دست برداری ہے جن سے تم نے عہد کر رکھا تھا

## ترتیب ومقام نزول اور نام

بحساب ترتیب یہ قرآن پاک کی نویں سورۃ ہے اور بحساب نزول اس کا شمار ۱۱۳ ہے یعنی قرآن پاک کی ۱۱۴ سورتوں میں سے ۱۱۲ سورتیں اس سورہ توبہ سے پہلے نازل ہو چکی تھیں اور صرف ایک سورہ مائدہ اس کے بعد سب سے اخیر میں نازل ہوئی۔ یہ سورۃ بالاتفاق مدنی ہے اور فتح مکہ کے بعد نازل ہوئی ہے۔ اس سورۃ میں ۱۲۹ آیات ۱۶ رکوعات ۲۵۲۷ کلمات اور ۱۱۳۶۰ حروف ہونا بیان کئے گئے ہیں۔ یہ سورت دو ناموں سے مشہور ہے ایک التوبۃ دوسرے البرأت توبہ اس لحاظ سے کہ اس میں ایک جگہ تین نیک مسلمانوں کے قصوروں کی معافی اور ان کی توبہ قبول فرمانے کا ذکر ہے۔ یا یہ وجہ ہے کہ اس سورۃ میں توبہ کا ذکر بار بار آیا ہے اور براۃ اس لحاظ سے کہ اس کی ابتداء ہی میں مشرکین سے بری الذمہ ہونے کا اعلان ہے۔

## اس سورۃ کے شروع میں بسم اللہ نہ ہونے کی وجہ

اس سورۃ کے شروع میں بسم اللہ الرحمٰن الرحیم۔ دوسری سورتوں کی طرح نہیں لکھی جاتی۔ اسکے متعلق مفسرین کے پانچ اقوال ہیں مگر سب سے زیادہ صحیح رائے وہی ہے جو امام رازی رحمہ اللہ نے لکھی ہے کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے خود اس کے آغاز میں بسم اللہ نہیں لکھوائی یعنی اس سورۃ کے شروع میں بسم اللہ نازل ہی نہیں ہوئی۔ اس لئے صحابہ کرام رضی اللہ عنہم نے بھی نہیں لکھی اور بعد کے لوگ بھی اسی کی پیروی کرتے رہے اور یہ اس بات کا مزید ایک ثبوت ہے کہ قرآن کریم کو نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے جوں کا توں لینے اور جیسا دیا گیا تھا ویسے ہی اس کو محفوظ رکھنے میں کس درجہ احتیاط اور اہتمام سے کام لیا گیا ہے۔

## اس سورۃ کے شروع میں بسم اللہ پڑھنا

مگر دوران تلاوت اس سورۃ سے پہلے بسم اللہ پڑھنے یا نہ پڑھنے کا حکم یہ ہے کہ جو شخص خود اس سورۃ سے قرأت شروع کرے یا اس کے درمیان سے کہیں شروع کرے ان دونوں حالتوں میں وہ بسم اللہ الرحمٰن الرحیم پڑھے گا اور جو اوپر سے پڑھتا آتا ہو وہ بغیر بسم اللہ پڑھے اس سورۃ کو شروع کر دے۔ یہ سورۃ ۹ھ میں مدینہ منورہ میں نازل ہوئی۔

## سورۃ برأت کے مضامین کا خلاصہ

اس سورۃ کا اجمالی خلاصہ یہ ہے کہ:

(۱) جن مشرکین عرب نے نقض عہد کیا ان سے برأت اور بے زاری کا اعلان کر دیا جائے اور چار مہینہ کی ان کو مہلت دیدی جائے کہ اس مدت میں جہاں چاہیں پھریں کوئی روک ٹوک نہیں۔ اگر اس مدت کے اندر اندر اسلامی برادری میں داخل ہو جائیں تو بہتر ہے ورنہ اس مدت کے گزر جانے کے بعد جہاں پائے جائیں گے قتل کر دیئے جائیں گے۔ اب راستے دو ہی ہیں یا تو اسلام لے آئیں یا قتل کیلئے تیار ہو جائیں۔

(۲) اور جن لوگوں سے اہل اسلام کا کوئی عہد ہی نہ تھا یا ایسا عہد تھا جس کی کوئی مدت مقرر نہ تھی ان کو بھی یہ اطلاع دے دی گئی کہ اب ہم آئندہ تم سے کوئی معاہدہ کرنا اور رکھنا نہیں چاہتے۔ کفر سے صلح اور عہد کا وقت ختم ہوا۔ اس لئے ازراہ رحم و کرم تم کو بھی چار ماہ کی مہلت دی جاتی ہے۔ اگر اسلام قبول کر لو تو تمہارے لئے سعادت ہے ورنہ سرزمین عرب کو اپنے ناپاک وجوہ سے خالی کر دو ورنہ پھر جہاں پائے جاؤ گے پکڑے جاؤ گے اور قتل کر دیئے جاؤ گے۔

(۳) تیسرے جن لوگوں کا اہل اسلام سے کوئی ایسا عہد جس کی مدت مقرر تھی اور وہ اپنے عہد پر قائم بھی ہوں تو ان کے عہد کی مدت اہل اسلام کو پوری کر دینے کا حکم ہوا۔ خواہ وہ کتنی ہی مدت ہو۔

گویا ان اعلانات سے عرب میں ہمیشہ کیلئے بت پرستی کا خاتمہ ہو گیا اور کعبہ کی تولیت اب مشرکین کے قبضہ میں نہ رہے گی۔ روم کی عیسائی سلطنت مسلمانوں کی بڑھتی ہوئی طاقت کو دیکھ کر اس کے دبانے کی تیاری کر رہی تھی اس کی بابت خبریں اور ان سے جو لڑائی آئندہ ہوگی اس کے بارے میں ہدایات دی گئی ہیں۔ منافقین کے ساتھ اب کسی طرح کی نرمی نہ برتنے اور مسلمانوں کو ان سے الگ اور ان سے ہوشیار رہنے کی ہدایت کی گئی ہے۔ سورۃ کے اخیر میں مجاہدین اسلام یعنی مہاجرین و انصار صحابہ کرام رضی اللہ عنہم پر توجہات وعنایات خداوندی کا ذکر فرمایا گیا اور صحابہ رضی اللہ عنہم میں سے تین حضرات جو غزوہ تبوک میں شامل ہونے سے رہ گئے تھے ان کی قبولیت توبہ کا ذکر فرمایا گیا اور اخیر میں نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی امت پر کمال شفقت کا ذکر فرمایا گیا۔

## شان نزول

۶ ھجری میں جب آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے عمرہ کا ارادہ فرمایا اور کفار نے رکاوٹ کی اور مکہ میں جانے نہ دیا تو اس کے نتیجہ میں صلح حدیبیہ کے نام سے ایک عہد نامہ فریقین کی رضامندی سے مرتب ہو گیا جس کی دفعات کی پابندی دس سال کیلئے ضروری قرار دی گئی تھی اور عرب کے مختلف قبائل کے متعلق یہ طے پایا کہ وہ کسی بھی فریق کے ساتھ ہو سکتے ہیں چنانچہ ایک قبیلہ بنی خزاعہ تو آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے ساتھ ہو گیا اور قبیلہ بنو بکر قریش مکہ کا ساتھی ہو گیا۔ غرض کہ سال بھر کوئی نئی بات پیش نہیں آئی۔ ۷ ھ میں قرارداد کے مطابق عمرہ قضا کرنے کیلئے آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم مکہ معظمہ تشریف لائے اور فراغت کے بعد مدینہ واپس ہو گئے۔ ۶، ۷ ماہ کے بعد یعنی صلح حدیبیہ کے ۱۷ یا ۱۸ مہینے گزرنے پر قریش کے ساتھی قبیلہ بنو بکر نے رات کو اچانک مسلمانوں کے ساتھی قبیلہ بنی خزاعہ پر حملہ کر دیا اور قریش نے یہ سمجھ کر کہ اول تو رات کا وقت ہے کون دیکھتا ہے۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم یا مسلمانوں کو کیا خبر ہوگی کہ قریش نے اپنے حلیفوں کا ساتھ دیا اور ہتھیاروں اور جوانوں سے ان کی مدد کی۔ اس طرح گویا اپنا کیا ہوا عہد توڑنے میں خود انہوں نے پہل کی چنانچہ جب اس کی اطلاع بنی خزاعہ نے آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو دی تو آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے بھی پوشیدہ طریقہ پر تیاری کر کے ۸ ھجری میں قریش پر لشکر کشی کر دی اور مکہ معظمہ فتح ہو گیا۔ فتح مکہ کے وقت عرب کے قبیلوں کے ساتھ مسلمانوں کے مختلف قسم کے تعلقات تھے۔ مکہ پر قبضہ ہونے کے یہ معنی تھے کہ تمام جزیرۃ العرب پر قبضہ ہو گیا جہاں سوائے مسلمانوں کے کسی کا عمل دخل نہ ہوگا۔ ۹ ہجری میں سورہ توبہ نازل ہوئی جس میں تمام جزیرۃ العرب کو براہ راست مسلمانوں کے بلا شرکت غیرے زیر اقتدار لانے کا فیصلہ کر دیا گیا۔ چنانچہ ۹ ہجری میں حج کے موقع پر عرفات یا منیٰ میں حضرت علیؓ نے اس سورۃ کی تیس یا چالیس آیتیں مجمع عام میں سنانے کے بعد اس امر کا بھی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی ہدایت کے موافق اعلان کر دیا کہ اس سال کے بعد کوئی مشرک حج نہ کرنے پائے گا اور نہ کوئی بیت اللہ کے گرد برہنہ طواف کرنے پائے گا۔ چنانچہ ۱۰ ہجری میں خالص اسلامی طریقہ پر حج ہوا اور یہی وہ مشہور حج ہے جسے اسلامی تاریخ میں حجۃ الوداع کہتے ہیں۔ نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے کثیر جماعت صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کے ساتھ ۱۰ ہجری میں جب بالکل شرک کا استیصال ہو گیا۔ آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے حج ادا فرمایا۔

## آیت مذکورہ کی تشریح

ان ضروری فوائد کو جان لینے کے بعد اب اس آیت کا ترجمہ سنئے جس میں ارشاد ہوتا ہے: "اللہ کی طرف سے اور اس کے رسول کی طرف سے ان مشرکین کے عہد سے دست برداری ہے جن سے تم نے بلا تعین مدت عہد کر رکھا تھا"۔

یعنی مشرکین عرب کی مسلسل عہد شکنیوں کے بعد اب انہیں نوٹس دیا جا رہا ہے کہ اتنی مدت کے بعد جس کا تعین اگلی آیت میں

فرمایا گیا ہے تم سے سارے معاہدے ختم۔ بس اب تمہارے سامنے اسلام پیش کیا جائے گا یا تلوار۔ ان دونوں باتوں میں سے جس کو چاہو پسند کرلو۔ مشرکین عرب کیلئے جزیہ کی بھی گنجائش نہیں۔ اس اعلان برأت سے عرب میں شرک اور مشرکین کا وجود گویا عملاً خلاف قانون ہوگیا اور ان کیلئے سارے ملک جزیرۃ العرب میں کوئی جائے پناہ نہ رہی کیونکہ ملک کا غالب حصہ اسلام کے زیر حکم آچکا تھا۔ اس اعلان کی مزید تشریح ان شاء اللہ اگلی آیات میں آئندہ درس میں بیان ہوگی۔

## دعا کیجئے

یا اللہ: کفار و مشرکین جو اسلام اور مسلمانوں کیلئے ہمیشہ سے دشمن رہے ہیں اور اب بھی دشمنی کرر ہے ہیں۔ یا اللہ ان دشمنان دین و اسلام سے آپ اسی طرح نمٹ لیں جیسا کہ کفار مکہ سے آپ نے انتقام لے کر سرزمین عرب کو مشرکین کے وجود سے پاک فرمادیا تھا آمین۔

یا اللہ: بہت سے گناہ بڑے تھے لیکن میں نے ان کو چھوٹا سمجھا اور محض اس خیال سے کہ کرلو دیکھا جائے گا میں کرگزرا۔ اب آئندہ ایسا نہ کروں گا آپ بچنے کی توفیق دیدینا اب میں معافی چاہتا ہوں ایسے سب گناہ بخش دیجئے۔

میں نے آپ کی کسی مخلوق کو گمراہ کیا ہو اس کو گناہ کی بات بتائی ہو اکسایا ہو اپنے آپ کو بچانے کی خاطر اس کو گناہ میں پھنسا دیا ہو یا میرے نفس نے گناہ کو ایسا سجا دیا ہو کہ مجھے دیکھ کر دوسرا اس گناہ میں مبتلا ہوگیا ہو اور جان بوجھ کر گناہ کرتا رہا۔ الہ العالمین! سب گناہوں کو معاف کردیجئے۔

میں نے امانت میں خیانت کی ہو خیانت مال کی ہو یا زبان کی ہو اور نفس نے اس کو مزین کردیا اور میں اس میں مبتلا ہوگیا یا شہوانی خیانت کرلی ہو یا کسی کو گناہ کرنے میں امداد دی ہو یا کسی بھی طریقہ سے اس کو گناہ کرنے پر قوت پہنچائی ہو یا اس کا ساتھ دیا ہو کبھی کوئی نصیحت کرنے والا آیا میں نے اس کو برا بھلا کہا ہو کسی قسم کی اس کو ایذا دی ہو یا تکلیف پہنچائی ہو یا کسی حیلہ کے ذریعہ اس کو ناحق ستایا ہو اے اللہ! میں معافی چاہتا ہوں مجھے معاف فرمادے۔

وَاٰخِرُ دَعْوٰنَآ اَنِ الْحَمْدُ لِلّٰہِ رَبِّ الْعٰلَمِیْنَ

فَسِيحُوا فِي الْأَرْضِ أَرْبَعَةَ أَشْهُرٍ وَاعْلَمُوا أَنَّكُمْ غَيْرُ مُعْجِزِي اللَّهِ ۙ وَأَنَّ اللَّهَ

| | | | | | | | | | |
|---|---|---|---|---|---|---|---|---|---|
| فَسِيحُوا | فِي الْأَرْضِ | أَرْبَعَةَ | أَشْهُرٍ | وَاعْلَمُوا | أَنَّكُمْ | غَيْرُ | مُعْجِزِي اللَّهِ | وَأَنَّ | اللَّهَ |
| پس چل پھر لو | زمین میں | چار | مہینے | اور جان لو | کہ تم | نہیں | الله کو عاجز کرنیوالا | اور یہ کہ | الله |

پس اے مشرکو تم لوگ اس سرزمین میں چار مہینے چل پھر لو اور یہ جان رکھو کہ تم خدا تعالیٰ کو عاجز نہیں کرسکتے اور یہ کہ بیشک الله تعالیٰ

مُخْزِي الْكَافِرِينَ ② وَأَذَانٌ مِنَ اللَّهِ وَرَسُولِهِ إِلَى النَّاسِ يَوْمَ الْحَجِّ الْأَكْبَرِ أَنَّ اللَّهَ

| | | | | | | | | | | |
|---|---|---|---|---|---|---|---|---|---|---|
| مُخْزِي | الْكَافِرِينَ | وَأَذَانٌ | مِنَ اللَّهِ | وَرَسُولِهِ | إِلَى | النَّاسِ | يَوْمَ | الْحَجِّ الْأَكْبَرِ | أَنَّ | اللَّهَ |
| رسوا کرنیوالے | کافر (جمع) | اور اعلان | الله سے | اور اس کا رسول | طرف (لئے) | لوگ | دن | حج اکبر | کہ | الله |

کافروں کو رسوا کریں گے اور الله اور رسول کی طرف سے بڑے حج کی تاریخوں میں عام لوگوں کے سامنے اعلان کیا جاتا ہے کہ الله

بَرِيءٌ مِنَ الْمُشْرِكِينَ ۙ وَرَسُولُهُ ۚ فَإِنْ تُبْتُمْ فَهُوَ خَيْرٌ لَكُمْ ۖ وَإِنْ تَوَلَّيْتُمْ فَاعْلَمُوا

| | | | | | | | | | | |
|---|---|---|---|---|---|---|---|---|---|---|
| بَرِيءٌ | مِنَ | الْمُشْرِكِينَ | وَرَسُولُهُ | فَإِنْ | تُبْتُمْ | فَهُوَ | خَيْرٌ لَكُمْ | وَإِنْ | تَوَلَّيْتُمْ | فَاعْلَمُوا |
| قطع تعلق | سے | مشرک (جمع) | اور اسکا رسول | پس اگر | تم توبہ کرو | تو یہ | تمہارے لئے بہتر | اور اگر | تم نے منہ پھیرلیا | تو جان لو |

اور اس کا رسول دونوں دست بردار ہوتے ہیں ان مشرکین سے پھر اگر تم توبہ کرلو تو تمہارے لئے بہتر ہے اور اگر تم نے اعراض کیا

أَنَّكُمْ غَيْرُ مُعْجِزِي اللَّهِ ۗ وَبَشِّرِ الَّذِينَ كَفَرُوا بِعَذَابٍ أَلِيمٍ ③ إِلَّا الَّذِينَ عَاهَدْتُمْ

| | | | | | | | | | | |
|---|---|---|---|---|---|---|---|---|---|---|
| أَنَّكُمْ | غَيْرُ | مُعْجِزِي اللَّهِ | وَبَشِّرِ | الَّذِينَ | كَفَرُوا | بِعَذَابٍ | أَلِيمٍ | إِلَّا | الَّذِينَ | عَاهَدْتُمْ |
| کہ تم | نہ | عاجز کرنیوالے الله | خوشخبری دو (آگاہ کردو) | وہ لوگ جو | انہوں نے کفر کیا | عذاب سے | دردناک | سوائے | وہ لوگ جو | تم نے عہد کیا تھا |

تو یہ سمجھ رکھو کہ تم خدا کو عاجز نہیں کرسکو گے اور ان کافروں کو ایک درد ناک سزا کی خبر سنا دیجئے۔ہاں مگر وہ مشرکین مستثنےٰ ہیں

مِنَ الْمُشْرِكِينَ ثُمَّ لَمْ يَنْقُصُوكُمْ شَيْئًا وَلَمْ يُظَاهِرُوا عَلَيْكُمْ أَحَدًا فَأَتِمُّوا إِلَيْهِمْ

| | | | | | | | | | | |
|---|---|---|---|---|---|---|---|---|---|---|
| مِنَ | الْمُشْرِكِينَ | ثُمَّ | لَمْ يَنْقُصُوكُمْ | شَيْئًا | وَ | لَمْ يُظَاهِرُوا | عَلَيْكُمْ | أَحَدًا | فَأَتِمُّوا | إِلَيْهِمْ |
| سے | مشرک (جمع) | پھر | انہوں نے تم سے کمی نہ کی | کچھ بھی | اور | نہ انہوں نے مدد کی | تمہارے خلاف | کسی کی | تو پورا کرو | ان سے |

جن سے تم نے عہد لیا پھر انہوں نے تمہارے ساتھ ذرا کمی نہیں کی اور نہ تمہارے مقابلہ میں کسی کی مدد کی سو اُن کے

عَهْدَهُمْ إِلَىٰ مُدَّتِهِمْ ۚ إِنَّ اللَّهَ يُحِبُّ الْمُتَّقِينَ ④

| | | | | | | | |
|---|---|---|---|---|---|---|---|
| عَهْدَهُمْ | إِلَىٰ | مُدَّتِهِمْ | إِنَّ | اللَّهَ | يُحِبُّ | الْمُتَّقِينَ | |
| ان کا عہد | تک | ان کی مدت | بیشک | الله | دوست رکھتا ہے | پرہیزگار (جمع) | |

معاہدہ کو اُن کی مدت تک پورا کردو واقعی الله تعالیٰ احتیاط رکھنے والوں کو پسند کرتے ہیں۔

## مشرکین سے معاہدات کی منسوخی کا اعلان

سورۂ انفال کے ساتویں رکوع میں آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کو یہ حکم ہوا تھا کہ اگر آپ کو کسی قوم سے خیانت یعنی نقض عہد اور غداری کا اندیشہ ہو تو علی الاعلان اس کا معاہدہ اس کی طرف پھینک دیں اور اسے خبردار کردیں کہ اب ہمارا تم سے کوئی معاہدہ باقی نہیں ہے۔اس اعلان کے بغیر کسی معاہد قوم کے خلاف جن کی کارروائی شروع کردینے کو اللہ نے پسند نہیں فرمایا کہ وہ ایک طرح کی خیانت ہے۔اسی ضابطۂ اخلاق کے مطابق ۹ ہجری میں جب سورۃ توبہ کا نزول ہوا تو مشرکین سے معاہدات کی منسوخی کے اعلان عام کا حکم ان تمام قبائل کے خلاف کیا گیا جو عہد و پیمان کے باوجود ہمیشہ اسلام کے خلاف سازشیں کرتے رہے تھے۔اور موقع پاتے ہی پاس عہد کو بالائے طاق رکھ کر دشمنی پر اتر آتے تھے۔

## غیر میعادی معاہدوں کیلئے مہلت کا اعلان

اس سورۃ کی مختلف آیات مختلف قبائل کے متعلق نازل ہوئی ہیں۔ شروع کی آیت میں ان مشرکین کا ذکر ہے جن سے معاہدہ تھا مگر میعادی نہ تھا یا جن مشرکین نے معاہدہ سے نقض عہد کیا تھا ان کو ان ابتدائی آیات کے حکم کے موافق اطلاع کردی گئی کہ ہم آئندہ معاہدہ نہیں رکھنا چاہتے۔ چار ماہ کی مہلت تم کو دی جاتی ہے اس مدت کے اندر سوچ سمجھ کر یا تو اسلامی برادری میں شامل ہو جاؤ یا وطن چھوڑ کر مرکز ایمان و توحید کو اپنے مشرکانہ وجود سے خالی کردو یا پھر جنگی مقابلہ کے لئے تیار ہو جاؤ۔

یہاں آیت میں حج اکبر کے دن اعلان عام ہونے کا ذکر فرمایا گیا تو حج اکبر سے مراد اکثر مفسرین نے ۱۰ ذی الحجہ یعنی یوم الاضحیٰ کا دن مراد لیا ہے کہ اس دن حج تمام ہوتا ہے۔اور رمی اور قربانی اور حلق اور طواف زیارۃ کر کے محرم حلال ہو جاتا ہے۔حج اکبر شریعت میں ہر حج کو کہتے ہیں کیونکہ وہ عمرہ کے مقابل ہے جو حج اصغر کہلاتا ہے۔اکثر عوام میں جو یہ مشہور ہے کہ حج اکبر وہ حج ہے جو خاص جمعہ کے دن ہو تو اس کی شریعت میں کوئی اصلیت نہیں سوائے اس کے کہ اتفاقی طور پر جس سال یعنی ۱۰ ہجری میں نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے حجۃ الوداع کیا ہے اس میں عرفہ یعنی ۹ ذی الحجہ جمعہ کا دن تھا یہ اپنی جگہ ایک فضیلت ضرور ہے مگر قرآنی اصطلاح میں ہر سال کا حج حج اکبر ہی ہے۔(معارف القرآن حضرت مفتی صاحبؒ)

لکھا ہے کہ حضرت علیؓ نے ۹ ہجری حج کے موقع پر مکہ عرفات اور منیٰ میں کہ تمام قبائل عرب کا وہاں اجتماع تھا جن کی معرفت تمام عرب میں اس کی شہرت ہو جانا لازمی امر تھا اس اعلان کو مشتہر کردیا تو بعض کافروں نے اس اعلان کا جواب دیا کہ اے علی اپنے بھائی سے کہہ دیجئے کہ ہم نے خود معاہدہ کو پس پشت ڈالا۔اب تلوار ہے یا تیر۔

## اللہ تعالیٰ کی مشیت کو کوئی نہیں روک سکتا

آگے ان آیات میں مشرکین کو بتلایا جاتا ہے کہ یہ خوب سمجھ لینا کہ تم خدا کی مشیت کو روک نہیں سکتے اگر اسلام نہ لائے تو وہ تم کو دنیا اور آخرت میں رسوا کرنے والا ہے۔تم اپنی تدبیروں اور حیلہ بازیوں سے اللہ کو عاجز نہ کرسکو گے۔جن قبائل سے کوئی معاہدہ ہی نہ تھا انہیں بھی چار ماہ کی مہلت دی گئی۔ یہ چار ماہ کی مہلت ذی الحجہ ۹ ہجری کی دس تاریخ سے شروع ہو کر ۱۰ ربیع الثانی ۱۰ ہجری پر ختم ہوئی تھی۔

آگے سمجھایا جاتا ہے کہ اگر یہ سب لوگ شرک و کفر سے توبہ کرلیں تو ان کی دنیا و آخرت دونوں سنور جائیں گی ورنہ تو خدا کا جو ارادہ ہے وہ پورا ہو کر رہے گا۔کوئی طاقت اور تدبیر اسے مغلوب نہیں کرسکتی اور کافروں کو کفر اور بدعہدی کی سزا مل کر رہے گی۔

## سابقہ معاہدوں کی میعاد ختم ہونے پر نیا معاہدہ کوئی نہیں ہوگا

ان قبائل کی عہد شکنی اگرچہ فتح مکہ ۸ ہجری سے پہلے ہو چکی تھی بلکہ اسی کے جواب میں مکہ فتح کیا گیا تاہم ۹ ہجری کے حج کے موقع پر اس کا بھی اعلان عام کرایا گیا تاکہ واضح ہو جائے کہ اس قسم کے جتنے لوگ ہیں ان سے کسی قسم کا معاہدہ باقی نہیں رہا۔اب بعض قبائل ایسے بھی تھے جن کا معاہدہ میعادی تھا پھر وہ اس پر برابر قائم بھی رہے اور کوئی کوتاہی ایفائے عہد میں نہیں کی۔ نہ بذات خود کوئی کارروائی خلاف عہد کی نہ دوسرے بدعہدوں کو مدد پہنچائی ان کے متعلق اعلان کردیا گیا کہ میعاد معاہدہ پورا ہونے تک مسلمان بھی برابر معاہدہ کا احترام کریں گے میعاد

ختم ہونے کے بعد کوئی معاہدہ نہیں۔ اس وقت ان کے لئے بھی وہی راستہ ہے جو اوروں کے لئے تھا۔ اخیر میں فرمایا گیا۔ ان اللہ یحب المتقین (بیشک اللہ تعالیٰ پرہیز گاروں کو دوست رکھتا ہے اور اسی تقویٰ اور پرہیز گاری کا ایک فرد ایفائے عہد بھی ہے)

## اسلام میں ایفائے عہد کی اہمیت

اب یہاں قابل غور بات یہ ہے کہ قرآن اور اسلام مسلمانوں کو عہد و پیمان کا پورا کرنا اور بدعہدی سے بچنا کتنا اہم اور ضروری بتلاتا ہے۔ اور وجہ اس کی ظاہر ہے کہ اگر مسلمان ایسا نہ کرے گا تو اسلام کا نام بدنام ہوگا اور مسلمانوں کو لوگ کہنے لگیں گے کہ یہ بات کہہ کر مکر جاتے ہیں اور اپنی زبان سے کئے ہوئے عہد کا پاس نہیں کرتے۔ یہ اس قابل نہیں کہ ان پر اعتبار کیا جائے تو سوچنا یہ ہے کہ قرآن مجید تو یہ ہدایت کر رہا ہے کہ ایسا کوئی کام نہ کرو جس سے تم بدنام ہو جاؤ اور دنیا تم پر اعتبار کرنا چھوڑ دے جو اسلام کی بدنامی کا باعث ہوگا اور اب ہماری کیا حالت ہے کہ مسلمانوں نے اپنے آپ کو دنیا بھر کی برائیوں کا اڈہ بنالیا ہے۔ الا ماشاء اللہ۔ جو باتیں کہ غیر مسلم بھی معیوب جانتے ہیں وہ اسلام کا لیبل لگانے کے بعد فخریہ اور علی الاعلان کی جاتی ہیں اور پھر ہم اپنی بدحالی کا اور مصائب ذلت اور پریشانی کا رونا روتے ہیں۔ اللہ پاک ہماری حالتوں پر رحم فرمائیں اور نیک و بد کی تمیز و فہم ہم کو عطا فرمائیں۔

## دعا کیجئے

**یَا اللّٰہُ** شرک اور کفر کو جیسا عرب کی سرزمین سے آپ نے مٹا دیا اور کافروں کے وجود سے اس سرزمین کو پاک فرمادیا۔ اب بھی جہاں کافروں نے سر اٹھا رکھا ہے اور اہل اسلام کو اذیت پہنچا رہے ہیں یا اللہ کفر کی طاقت کو ملیامیٹ فرمادے اور ان کی قوت کو پاش پاش فرمادے۔ ان کی جمعیت میں افتراق ڈال دے اور ان پر اپنے عذاب کا کوڑا برسادے اور ان کو ذلیل دنیا میں بھی فرمادے اور آخرت میں بھی عذاب میں گرفتار فرمادے۔ آمین۔

**یَا اللّٰہُ** میں آپ سے گناہ کی معافی چاہتا ہوں جس کی وجہ سے آپ کے غضب کے قریب ہو گیا ہوں یا کسی مخلوق کو گناہ کی طرف لے گیا یا ایسی خواہش دلائی ہو کہ وہ اطاعت و عبادت سے دور ہو گیا ہو۔

اے اللہ! میں نے عجب کیا ہو' ریا کاری کی ہو' کوئی آخرت کا عمل شہوت کی نیت سے کیا ہو' کینہ' حسد' تکبر' اسراف' کذب' غیبت' خیانت' چوری' اپنے او پر اترانا' دوسرے کو ذلیل کرنا یا اس کو حقیر سمجھ کر یا حمیت و عصبیت میں آ کر بے جا سخاوت' ظلم' لہو ولعب' چغلی یا اور کوئی گناہ کبیرہ کا ارتکاب کیا ہو جس کے سبب میں ہلاکت میں آ گیا ہوں' الٰہی! مجھے معاف فرمادے۔

وَاٰخِرُ دَعْوٰنَا اَنِ الْحَمْدُ لِلّٰہِ رَبِّ الْعٰلَمِیْنَ

فَاِذَا انْسَلَخَ الْاَشْهُرُ الْحُرُمُ فَاقْتُلُوا الْمُشْرِكِيْنَ حَيْثُ وَجَدْتُّمُوْهُمْ وَخُذُوْهُمْ وَاحْصُرُوْهُمْ

| فَاِذَا | انْسَلَخَ | الْاَشْهُرُ | الْحُرُمُ | فَاقْتُلُوا | الْمُشْرِكِيْنَ | حَيْثُ | وَجَدْتُّمُوْهُمْ | وَخُذُوْهُمْ | وَاحْصُرُوْهُمْ |
|---|---|---|---|---|---|---|---|---|---|
| پھر جب | گزر جائیں | مہینے | حرمت والے | تو قتل کرو | مشرک (جمع) | جہاں | تم انہیں پاؤ | اور انہیں پکڑو | اور انہیں گھیرلو |

سو جب حرمت والے مہینے گذر جاویں تو ان مشرکین کو جہاں پاؤ مارو پکڑو باندھو اور داؤ گھات کے موقعوں میں ان کی تاک میں بیٹھو پھر اگر توبہ کرلیں اور نماز پڑھنے

وَاقْعُدُوْا لَهُمْ كُلَّ مَرْصَدٍ ۚ فَاِنْ تَابُوْا وَاَقَامُوا الصَّلٰوةَ وَاٰتَوُا الزَّكٰوةَ فَخَلُّوْا سَبِيْلَهُمْ ۭ

| وَاقْعُدُوْا | لَهُمْ | كُلَّ مَرْصَدٍ | فَاِنْ | تَابُوْا | وَاَقَامُوا | الصَّلٰوةَ | وَاٰتَوُا الزَّكٰوةَ | فَخَلُّوْا | سَبِيْلَهُمْ |
|---|---|---|---|---|---|---|---|---|---|
| اور بیٹھو | ان کیلئے | ہر گھات | پھر اگر | وہ توبہ کرلیں | اور قائم کریں | نماز | اور زکوٰۃ ادا کریں | تو چھوڑ دو | انکا راستہ |

لگیں اور زکوٰۃ دینے لگیں تو ان کا راستہ چھوڑ دو واقعی اللہ تعالیٰ بڑی مغفرت کرنیوالے بڑی رحمت کرنے والے ہیں۔اور اگر کوئی شخص مشرکین میں سے آپ سے پناہ

اِنَّ اللّٰهَ غَفُوْرٌ رَّحِيْمٌ ۝۵ وَاِنْ اَحَدٌ مِّنَ الْمُشْرِكِيْنَ اسْتَجَارَكَ فَاَجِرْهُ حَتّٰى يَسْمَعَ

| اِنَّ | اللّٰهَ | غَفُوْرٌ | رَّحِيْمٌ | وَاِنْ | اَحَدٌ | مِّنَ | الْمُشْرِكِيْنَ | اسْتَجَارَكَ | فَاَجِرْهُ | حَتّٰى | يَسْمَعَ |
|---|---|---|---|---|---|---|---|---|---|---|---|
| بیشک | اللہ | بخشنے والا | نہایت مہربان | اور اگر | کوئی | سے | مشرکین | آپ سے پناہ مانگے | تو اُسے پناہ دیدو | یہاں تک کہ | وہ سُن لے |

کا طالب ہو تو آپ اس کو پناہ دیجئے تاکہ وہ کلام الٰہی سُن لے پھر اس کو اسکے امن کی جگہ میں پہنچا دیجئے

كَلٰمَ اللّٰهِ ثُمَّ اَبْلِغْهُ مَاْمَنَهٗ ۭ ذٰلِكَ بِاَنَّهُمْ قَوْمٌ لَّا يَعْلَمُوْنَ ۝۶

| | كَلٰمَ اللّٰهِ | ثُمَّ | اَبْلِغْهُ | مَاْمَنَهٗ | ذٰلِكَ | بِاَنَّهُمْ | قَوْمٌ | لَا يَعْلَمُوْنَ | |
|---|---|---|---|---|---|---|---|---|---|
| | اللہ کا کلام | پھر | اسے پہنچادیں | اسکی امن کی جگہ | یہ | اس لئے کہ وہ | لوگ | علم نہیں رکھتے | |

یہ حکم اس سبب سے ہے کہ وہ ایسے لوگ ہیں کہ پوری خبر نہیں رکھتے۔

## مہلت کے بعد جزیرہ عرب کو شرک سے پاک کرنیکا حکم

ان آیات میں مسلمانوں کو بتلایا جاتا ہے کہ جن مشرکین کو مہلت دی گئی تھی جب انکی پناہ کے چار ماہ گزر جائیں تو پھر مسلمانوں پر لازم ہے کہ مشرکوں کو جہاں پائیں قتل کریں۔گرفتار کریں۔محاصرہ کریں۔ ان کی تاک میں مورچوں میں بیٹھیں اور مشرکین اس مہلت کے ختم تک جو چاہیں اپنا بندوبست کرلیں اس کے بعد جزیرۃ العرب کو ان کے وجود سے پاک کرنے کی خاطر جنگ سے چارہ نہیں۔جو کچھ برتاؤ جنگ میں ہوتا ہے مارنا' پکڑنا' داؤ لگانا' گھات میں رہنا وہ سب ہوگا۔البتہ اگر بظاہر مشرکین کفر سے توبہ کر کے اسلامی برادری میں داخل ہو جائیں اور توحید و رسالت کا اقرار کر کے نماز پڑھنے لگیں اور زکوٰۃ دینے لگیں تو پھر مسلمانوں کو ان سے تعرض کرنے' ان کا راستہ روکنے' ان کو مارنے یا گرفتار کرنے کی اجازت نہیں۔رہا باطن کا معاملہ وہ خدا کے سپرد ہے۔ مسلمانوں کا معاملہ ظاہر کو دیکھ کر ہوگا۔

## نماز و زکوٰۃ کی اہمیت

ان آیات میں جو یہ فرمایا گیا فَاِنْ تَابُوْا وَاَقَامُوا الصَّلٰوةَ وَاٰتَوُا الزَّكٰوةَ فَخَلُّوْا سَبِيْلَهُمْ پھر اگر توبہ کرلیں اور نماز پڑھنے لگیں اور زکوٰۃ دینے لگیں تو ان کا راستہ چھوڑ دو یعنی قید یا قتل مت کرو تو اس سے معلوم ہوا کہ اگر کوئی شخص کلمہ اسلام پڑھ کر نماز ادا نہ کرے یا زکوٰۃ نہ دے تو مسلمان راستہ روک سکتے ہیں۔اسی آیت کی بناء پر امام احمدؒ امام مالک اور امام شافعی رحمہم اللہ تعالیٰ عنہم کے نزدیک اسلامی حکومت کا

فرض ہے کہ بے نمازی اگر توبہ نہ کرے تو اسے قتل کردے۔ ہمارے امام اعظم ابوحنیفہؒ فرماتے ہیں کہ اسلامی حکومت اسے خوب زدوکوب کرے اور قید میں رکھے حتیٰ کہ مرجائے یا توبہ کرے۔ رہے زکوٰۃ نہ ادا کرنے والے تو ان کے اموال میں سے اسلامی حکومت جبراً زکوٰۃ وصول کرے اگر وہ لوگ مل کر حکومت سے آمادۂ پیکار ہوں تو راہ راست پر لانے کے لئے ان سے جنگ کی جائے۔

اسی آیت کی رو سے حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ تعالیٰ عنہٗ نے زکوٰۃ نہ دینے والوں کے خلاف جہاد کیا تھا۔

اسی طرح آگے ایک آیت میں فرمایا جارہا ہے۔ فَاِنْ تَابُوْا وَاَقَامُوا الصَّلٰوۃَ وَ اٰتَوُا الزَّکٰوۃَ فَاِخْوَانُکُمْ فِی الدِّیْنِ یعنی صاف صاف ارشاد ہورہا ہے کہ اگر کفروشرک سے توبہ کے بعد نماز پڑھیں اور زکوٰۃ دیں تو تمہارے دینی بھائی ہیں۔ اس سے معلوم ہوا کہ اگر کوئی شخص زبان سے اسلام کا اقرار کرے مگر احکام اسلام کا التزام نہ کرے مثلاً نماز اور زکوٰۃ کو فریضۂ خداوندی نہ سمجھے تو وہ مسلمانوں کا بھائی نہیں۔

جس طرح اللہ تعالیٰ نے اَطِیْعُوا اللّٰہَ وَاَطِیْعُوا الرَّسُوْلَ میں اطاعت خداوندی اور اطاعت رسول دونوں ہی کا حکم دیا ہے اسی طرح وَاَقَامُوا الصَّلٰوۃَ وَ اٰتَوُا الزَّکٰوۃَ میں نماز اور زکوٰۃ کی بجاآوری کو فرض قرار دیا ہے پس جس طرح اطاعت خداوندی اور اطاعت رسول میں تفریق کفر ہے اسی طرح نماز اور زکوٰۃ کی فرضیت میں بھی تفریق کفر اور ارتداد ہے البتہ جو شخص نماز اور زکوٰۃ کو فرض سمجھے اور اس کی ادائیگی میں کوتاہی کرے اور اس کوتاہی پر اپنے کو گنہ گار اور قصوروار سمجھے تو ایسا شخص کافر اور مرتد نہیں بلکہ ایک گنہگار مسلمان ہے۔ (معارف القرآن از حضرت کاندھلویؒ)

## مشرک و کافر کو پناہ دینا

اب ممکن تھا کہ کسی شخص کو اصول اسلام سے آگاہی نہ ہو اور وہ تحقیق یا رفع شکوک کی غرض سے مسلمانوں کے پاس رہنا چاہے تو اس کی نسبت حکم دیا گیا کہ اسے اپنی پناہ اور حفاظت میں لے کر خدا کا کلام اور اسلام کے حقائق و دلائل سناؤ اگر سب کچھ سن سنا کر اور سمجھ کر وہ یہی فیصلہ کرے کہ میں اسلام میں داخل نہیں ہوتا تو اس کو قتل مت کرو بلکہ وہ جہاں جانا چاہے اور سمجھتا ہو کہ وہاں وہ امن سے رہ سکے گا تو اسے وہاں پہنچادو جہاں پہنچ کر وہ مامون اور مطمئن ہوجائے اس کے بعد وہ سب کافروں کے برابر ہے اور یہ امن دینے کا حکم اس لئے ہے کہ اسلامی اصول و حقائق سے ان لوگوں کو آگاہی نہیں ہے لہٰذا ان کے سامنے حق اچھی طرح واضح کردینا چاہئے اگر اس کے بعد بھی نہ ماننے کا فیصلہ کریں تو وہ جانیں۔ محض نہ جاننا ایسا قصور نہیں کہ جس کی بناء پر اس کا قتل جائز ہو یہ ہے وہ اسلامی رواداری اور قرآنی احکام کہ جو غیر مسلموں کو خود بخود اسلام کی طرف مائل کرتے تھے اور اس آیت سے صاف سمجھ میں آرہا ہے کہ مشرکوں کے قتل کرنے کا حکم جو اوپر دیا گیا وہ اس لئے نہیں دیا گیا تھا کہ وہ اسلام قبول نہ کرتے تھے بلکہ اس لئے کہ اسلام کو مٹانے پر تلے ہوئے تھے اور مسلمانوں کو محض دشمنی اور عناد کی بناپر دنیا سے مٹانا چاہتے تھے۔

ان آیات سے فقہائے مفسرین نے ایک مسئلہ یہ نکالا ہے کہ حربی امن گزین کو چھیڑا یا ستایا نہ جائے بلکہ اس کی حفاظت اپنے ذمہ لے لی جائے۔ ذمیوں کی حفاظت کی ذمہ داری بھی اسی آیت سے نکالی گئی ہے۔ اسی سے فقہا نے یہ مسئلہ بھی نکالا ہے کہ کافر حربی کا دارالاسلام میں زیادہ عرصہ تک ٹھہرنا ٹھیک نہیں اسے چاہیے کہ بس ضرورت بھر قیام کرے اور چلا جائے۔ یہ حکم بھی فقہا نے یہاں سے نکالا ہے کہ جو کوئی دین کے مسائل و احکام ہم سے دریافت کرنا چاہے تو ہم پر اس کا بتانا واجب ہے۔

**دعا کیجئے:** یَااللّٰہُ اسلام کے فوائد و برکات ہمارے ذریعہ سے غیر مسلموں کو پہنچنا نصیب فرمایئے اور جن کفار و مشرکین کے لئے ہدایت پانا آپ کی مشیت میں آچکا ہے یا اللہ ان کی ہدایت کا سامان فرمادیجئے۔

یَااللّٰہُ بہت سے گناہ اس طرح کئے ہیں کہ میں جانتا تھا کہ آپ کے سامنے ہوں مگر خیال کیا توبہ کرلوں گا' معافی چاہ لوں گا۔ الٰہ العالمین! گناہ کرلیا اور نفس و شیطان نے توبہ و استغفار سے باز رکھا' گناہ پر گناہ کرتا چلا جاتا رہا۔ الٰہی! میری اس جرا!ت پر نظر نہ فرمانا' اپنی شان کریمی کے صدقے مجھے معاف فرمادے میں توبہ کرتا ہوں' معافی چاہتا ہوں۔ اے اللہ! مجھے معاف کردے۔ آپ کے سوا اور کون معاف کرنے والا ہے۔

وَاٰخِرُ دَعْوٰنَا اَنِ الْحَمْدُ لِلّٰہِ رَبِّ الْعٰلَمِیْنَ

كَيْفَ يَكُوْنُ لِلْمُشْرِكِيْنَ عَهْدٌ عِنْدَ اللّٰهِ وَعِنْدَ رَسُوْلِهٖٓ اِلَّا الَّذِيْنَ عٰهَدْتُّمْ

| كَيْفَ | يَكُوْنُ | لِلْمُشْرِكِيْنَ | عَهْدٌ | عِنْدَ اللّٰهِ | وَ | عِنْدَ رَسُوْلِهٖ | اِلَّا | الَّذِيْنَ | عٰهَدْتُّمْ |
|---|---|---|---|---|---|---|---|---|---|
| کیونکر | ہو | مشرکوں کیلئے | عہد | اللہ کے پاس | اور | اسکے رسول کے پاس | سوائے | وہ لوگ جو | تم نے عہد کیا |

ان مشرکین کا عہد اللہ کے نزدیک اور اس کے رسول کے نزدیک کیسے رہے گا مگر جن لوگوں سے تم نے مسجد حرام کے نزدیک عہد لیا ہے

عِنْدَ الْمَسْجِدِ الْحَرَامِ ۚ فَمَا اسْتَقَامُوْا لَكُمْ فَاسْتَقِيْمُوْا لَهُمْ ۭ اِنَّ اللّٰهَ يُحِبُّ الْمُتَّقِيْنَ ⑦

| عِنْدَ | الْمَسْجِدِ الْحَرَامِ | فَمَا | اسْتَقَامُوْا | لَكُمْ | فَاسْتَقِيْمُوْا | لَهُمْ | اِنَّ | اللّٰهَ | يُحِبُّ | الْمُتَّقِيْنَ |
|---|---|---|---|---|---|---|---|---|---|---|
| پاس | مسجد حرام | سو جب تک | وہ قائم رہیں | تمہارے لئے | تو تم قائم رہو | ان کیلئے | بیشک | اللہ | دوست ہے | پرہیزگار (جمع) |

سو جب تک یہ لوگ تم سے سیدھی طرح رہیں تم بھی اُن سے سیدھی طرح رہو بلاشبہ اللہ تعالیٰ احتیاط رکھنے والوں کو پسند کرتے ہیں۔

كَيْفَ وَاِنْ يَّظْهَرُوْا عَلَيْكُمْ لَا يَرْقُبُوْا فِيْكُمْ اِلًّا وَّلَا ذِمَّةً ۭ يُرْضُوْنَكُمْ بِاَفْوَاهِهِمْ

| كَيْفَ | وَاِنْ | يَّظْهَرُوْا | عَلَيْكُمْ | لَا يَرْقُبُوْا | فِيْكُمْ | اِلًّا | وَ | لَا ذِمَّةً | يُرْضُوْنَكُمْ | بِاَفْوَاهِهِمْ |
|---|---|---|---|---|---|---|---|---|---|---|
| کیسے | اور اگر | وہ غالب آجائیں | تم پر | نہ لحاظ کریں | تمہاری | قرابت | اور | نہ عہد | وہ تمہیں راضی کردیتے ہیں | اپنے منہ (جمع) سے |

صلح کیونکر رہ سکتی ہے حالانکہ ان کی حالت یہ ہے کہ اگر وہ تم پر کہیں غلبہ پاجائیں تو تمہارے بارے میں نہ قرابت کا پاس کریں

وَتَاْبٰى قُلُوْبُهُمْ ۚ وَاَكْثَرُهُمْ فٰسِقُوْنَ ⑧ اِشْتَرَوْا بِاٰيٰتِ اللّٰهِ ثَمَنًا قَلِيْلًا فَصَدُّوْا

| وَتَاْبٰى | قُلُوْبُهُمْ | وَاَكْثَرُهُمْ | فٰسِقُوْنَ | اِشْتَرَوْا | بِاٰيٰتِ | اللّٰهِ | ثَمَنًا | قَلِيْلًا | فَصَدُّوْا |
|---|---|---|---|---|---|---|---|---|---|
| لیکن نہیں مانتے | انکے دل | اور انکے اکثر | نافرمان | بیچ ڈالے انہوں نے | احکام | اللہ | قیمت | تھوڑی | پھر انہوں نے روکا |

اور نہ قول قرار کا یہ لوگ تم کو اپنی زبانی باتوں سے راضی کررہے ہیں اور انکے دل نہیں مانتے اور ان میں زیادہ آدمی شریر ہیں۔

عَنْ سَبِيْلِهٖ ۭ اِنَّهُمْ سَاۗءَ مَا كَانُوْا يَعْمَلُوْنَ ⑨ لَا يَرْقُبُوْنَ فِيْ مُؤْمِنٍ اِلًّا وَّلَا ذِمَّةً ۭ

| عَنْ | سَبِيْلِهٖ | اِنَّهُمْ | سَاۗءَ | مَا | كَانُوْا يَعْمَلُوْنَ | لَا يَرْقُبُوْنَ | فِيْ | مُؤْمِنٍ | اِلًّا | وَ | لَا ذِمَّةً |
|---|---|---|---|---|---|---|---|---|---|---|---|
| سے | اس کا راستہ | بیشک وہ | برا | جو | وہ کرتے ہیں | لحاظ نہیں کرتے ہیں | بارہ (میں) | کسی مومن | قرابت | اور | نہ عہد |

انہوں نے احکام الٰہیہ کے عوض متاع ناپائدار کو اختیار کر رکھا ہے سو یہ لوگ اللہ کے راستے سے ہٹے ہوئے ہیں یقیناً یہ ان کا عمل بہت ہی بُرا ہے۔

وَاُولٰۗىِٕكَ هُمُ الْمُعْتَدُوْنَ ⑩ فَاِنْ تَابُوْا وَاَقَامُوا الصَّلٰوةَ وَاٰتَوُا الزَّكٰوةَ فَاِخْوَانُكُمْ

| وَ | اُولٰۗىِٕكَ | هُمُ | الْمُعْتَدُوْنَ | فَاِنْ | تَابُوْا | وَاَقَامُوا | الصَّلٰوةَ | وَ | اٰتَوُا الزَّكٰوةَ | فَاِخْوَانُكُمْ |
|---|---|---|---|---|---|---|---|---|---|---|
| اور | وہی لوگ | وہ | حد سے بڑھنے والے | پھر اگر وہ | توبہ کرلیں | اور قائم کریں | نماز | اور | ادا کریں زکوٰۃ | تو تمہارے بھائی |

یہ لوگ کسی مسلمان کے بارے میں نہ قرابت کا پاس کریں اور نہ قول وقرار کا اور یہ لوگ بہت ہی زیادتی کررہے ہیں۔ سو اگر یہ لوگ توبہ کرلیں اور نماز پڑھنے لگیں اور زکوٰۃ دینے لگیں

فِی الدِّیْنِ ؕ وَنُفَصِّلُ الْاٰیٰتِ لِقَوْمٍ یَّعْلَمُوْنَ ﴿۱۱﴾ وَاِنْ نَّکَثُوْٓا اَیْمَانَہُمْ مِّنْۢ بَعْدِ عَہْدِہِمْ

| فِی | الدِّیْنِ | وَنُفَصِّلُ | الْاٰیٰتِ | لِقَوْمٍ | یَّعْلَمُوْنَ | وَاِنْ | نَّکَثُوْٓا | اَیْمَانَہُمْ | مِّنْۢ بَعْدِ | عَہْدِہِمْ |
|---|---|---|---|---|---|---|---|---|---|---|
| میں | دین | اور کھول کر بیان کرتے ہیں | آیات | لوگوں کیلئے | علم رکھتے ہیں | اور اگر | وہ توڑ دیں | اپنی قسمیں | کے بعد سے | اپنا عہد |

تو وہ تمہارے دینی بھائی ہوجاویں گے اور ہم سمجھ دار لوگوں کیلئے احکام کو خوب تفصیل سے بیان کرتے ہیں ۔ اور اگر وہ لوگ عہد کے بعد

وَطَعَنُوْا فِیْ دِیْنِکُمْ فَقَاتِلُوْٓا اَئِمَّةَ الْکُفْرِ ۙ اِنَّہُمْ لَآ اَیْمَانَ لَہُمْ لَعَلَّہُمْ یَنْتَہُوْنَ ﴿۱۲﴾

| وَطَعَنُوْا | فِیْ | دِیْنِکُمْ | فَقَاتِلُوْٓا | اَئِمَّةَ الْکُفْرِ | اِنَّہُمْ | لَآ | اَیْمَانَ | لَہُمْ | لَعَلَّہُمْ | یَنْتَہُوْنَ |
|---|---|---|---|---|---|---|---|---|---|---|
| اور عیب نکالیں | میں | تمہارا دین | تو جنگ کرو | کفر کے سردار | بیشک وہ | نہیں | قسم | ان کی | شاید وہ | باز آجائیں |

اپنی قسموں کو توڑ ڈالیں اور تمہارے دین پر طعن کریں تو تم لوگ اس قصد سے کہ یہ باز آجاویں ان پیشوایان کفر سے لڑو ان کی قسمیں نہیں رہیں۔

## مشرکین سے معاہدات ختم کرنے کی علت

گذشتہ آیات میں مشرکوں کے معاہدہ کو ختم کر دینے کا حکم تھا مگر اسکی وجہ فسخ کوئی نہیں بیان کی گئی تھی۔ ان آیات میں اس کی حکمت بیان فرمائی جاتی ہے اور بتلایا جاتا ہے کہ ان مشرکین عرب سے کیا عہد قائم رہ سکتا ہے اور آئندہ کیا صلح ہو سکتی ہے جن کا حال تم مسلمانوں کے ساتھ یہ ہے کہ اگر کسی وقت ذرا تم پر قابو حاصل کرلیں تو ستانے اور نقصان پہنچانے میں نہ قرابت کا بالکل لحاظ کریں اور نہ قول وقرار کا۔ چونکہ اتفاق سے تم پر غلبہ اور قابو حاصل نہیں ہے اس لئے محض زبانی عہد و پیمان کر کے تم کو خوش رکھنا چاہتے ہیں ورنہ ان کے دل ایک منٹ کے لئے بھی اس عہد پر راضی نہیں۔ ہر وقت عہد شکنی کا موقع تلاش کرتے رہتے ہیں چونکہ ان میں اکثر لوگ غدار اور بدعہد ہیں اگر کوئی اکا دکا وفائے عہد کا خیال بھی کرتا ہے تو کثرت کے مقابلہ میں اس کی کچھ پیش نہیں جاتی۔ بہر حال ایسے دغا باز بدعہد لوگوں سے خدا اور رسول کا کیا عہد ہوسکتا ہے البتہ جن قبائل سے تم بالخصوص مسجد حرام کے پاس معاہدہ کر چکے ہو سو تم ابتدا کر کے معاہدان سے نہ توڑو۔ جب تک وہ وفاداری کے راستہ پر سیدھے چلیں تم بھی ان سے سیدھے رہو اور بڑی احتیاط رکھو کہ کوئی چھوٹی سے چھوٹی بات ایسی نہ ہونے پائے جس سے تمہارا دامن عہد شکنی کی گندگی سے داغدار ہو۔ خدا کو وہی لوگ محبوب ہیں جو پوری احتیاط کرتے ہیں چنانچہ جن قبائل نے مسلمانوں سے بدعہدی نہ کی تھی۔ مسلمانوں نے نہایت دیانت داری اور احتیاط کے ساتھ اپنا عہد پورا کیا۔

## مشرکین کی اغراض پرستی

آگے مشرکین کی ایک دوسری حالت بیان کی جاتی ہے کہ یہ مشرکین وہ لوگ ہیں جنہوں نے دنیا کی تھوڑی سی طمع اور اپنی نفسانی اغراض کی خاطر خدا کے احکام وآیات کو رد کردیا۔ اس طرح خود بھی خدا کے راستہ پر نہ چلے اور دوسروں کو بھی چلنے سے روکا۔ جو ایسے بدترین اور نالائق کاموں میں پھنسے ہوں اور خدا سے نہ ڈریں وہ عہد شکنی کے وبال سے کیا ڈریں گے۔ اور اپنے قول وقرار پر کیا قائم رہیں گے۔

## مشرکین مسلمانوں کو نقصان پہنچانے کے درپے ہیں

آگے مزید مشرکین کی حالت بیان کی جاتی ہے کہ کچھ تمہارے ہی ساتھ نہیں بلکہ مسلمان نام سے ان کو دشمنی ہے کوئی مسلمان ہو موقع پانے پر اس کو نقصان پہنچانے کے لئے سب تعلقات قرابت اور قول و قرار اٹھا کر رکھ دیتے ہیں۔ اس بارہ میں ان کی ظلم وزیادتی حد سے بڑھی

33 ہوئی ہے ان سب باتوں کے باوجود بھی اگر اب کفر وشرک سے توبہ کر کے احکام دینیہ نماز زکوٰۃ وغیرہ پر عمل پیرا ہوں تو نہ صرف یہ کہ آئندہ کے لئے محفوظ اور مامون ہو جائیں گے بلکہ اسلامی برادری میں شامل ہو کر ان حقوق کے مستحق ہوں گے جن کے دوسرے مسلمان مستحق ہیں جو کچھ بدعہدیاں اور شرارتیں پہلے کر چکے ہیں سب معاف کر دی جائیں گی لیکن اگر انہوں نے اپنا عہد وپیمان توڑ ڈالا اور کفر سے باز نہ آئے بلکہ دین حق کے متعلق طعنہ زنی اور گستاخانہ عیب جوئی کرتے رہے تو سمجھ لو کہ اس طرح کے لوگ آئمۃ الکفر یعنی کفر کے سردار اور امام ہیں کیونکہ ان کی حرکات دیکھ کر اور باتیں سن کر بہت سے کجرو اور بیوقوف پیچھے ہو لیتے ہیں۔ ایسے سرغنوں سے پورا مقابلہ ومقاتلہ کرو کیونکہ ان کا کوئی قول وقسم اور عہد وپیمان باقی نہیں رہا۔ ممکن ہے کہ تمہارے ہاتھوں کچھ سزا پا کر اپنی شرارت اور سرکشی سے باز آ جائیں۔ مفسرین نے یہاں لَعَلَّهُمْ يَنْتَهُونَ (تاکہ وہ باز آ جائیں) اس جملہ سے اخذ کیا ہے کہ مسلمانوں کی جنگ وجہاد کا مقصد عام دنیا کے لوگوں کی طرح دشمن کو ستانا اور جوش انتقام کو ٹھنڈا کرنا یا عام سلاطین اور بادشاہوں کی طرح ملک گیری نہ ہونا چاہئے بلکہ ان کی جنگ کا مقصد دشمنوں کی خیر خواہی میں اس جذبہ سے ہونا چاہیے کہ وہ لوگ اپنی غلط روش سے باز آ جائیں۔

## اسلامی برادری میں شامل ہونے کی تین شرطیں

یہاں بھی ایک گذشتہ آیت کی طرح فَإِنْ تَابُوا وَأَقَامُوا الصَّلٰوةَ وَآتَوُا الزَّكٰوةَ فَإِخْوَانُكُمْ فِي الدِّينِ میں یہ واضح کیا گیا ہے کہ مشرکین کے اسلامی برادری میں داخل ہونے کے لئے تین شرطیں ہیں۔ اول کفر وشرک سے توبہ' دوسرے نماز کی ادائیگی اور تیسرے زکوٰۃ کا دینا۔ جب تک ان پر عمل نہ ہو ان کے ساتھ قتال بند نہیں کیا جائے گا۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی وفات کے بعد جن نو مسلموں نے زکوٰۃ دینے سے انکار کر دیا تھا ان کے مقابلہ میں حضرت صدیق اکبرؓ نے جہاد کرنے کے لئے اسی آیت سے استدلال کیا تھا اور تمام صحابہ کرام کو ان سے جہاد پر مطمئن کر دیا تھا۔ پھر فَإِخْوَانُكُمْ فِي الدِّينِ فرما کر (یعنی اگر مشرکین توبہ کر لیں اور نماز قائم کریں اور زکوٰۃ ادا کریں تو اب یہ تمہارے دینی بھائی ہیں) یہ بھی بتلا دیا کہ کوئی کیسا ہی دشمن رہا ہو اور کتنی ہی ایذائیں اس نے پہنچائی ہوں جب وہ مسلمان ہو گیا تو جس طرح اللہ تعالیٰ اس کے سب پچھلے گناہوں کو معاف فرما دیتے ہیں مسلمانوں پر بھی لازم ہے کہ پچھلے سب معاملات کو دل سے بھلا دیں اور ان کو اپنا دینی بھائی سمجھیں اور برادرانہ تعلق کے حقوق ادا کریں۔ یہ ہے اسلامی عدل وانصاف اور اسلامی رواداری۔

## گستاخ رسول کی سزا

پھر انہی آیات سے علماء نے استنباط کیا ہے کہ جو شخص حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم کی شان میں بدگوئی کرے یا کوئی عیب لگائے یا حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی کسی حالت پر طعنہ زنی کرے تو وہ واجب القتل ہے۔

## دعا کیجئے

یَا اللہ کفار ومشرکین کے شر سے مسلمانوں کو محفوظ ومامون فرما اور اس وقت جہاں جہاں کفار ومشرکین سے مسلمانوں کا مقابلہ ومقاتلہ ہو رہا ہے مسلمانوں کو غالب فرما۔ کفار ومشرکین کو مغلوب' رسوا اور ذلیل فرما۔ یَا اللہ میرے گناہوں کو آپ مجھ سے زیادہ جاننے والے ہیں' میں تو کر کے بھول بھی گیا ہوں مگر آپ کے علم میں سب ہیں۔ کل بروز قیامت آپ مجھ سے سوال کریں گے' سوائے اقرار کرنے کے اور کیا جواب دوں گا۔ اے اللہ! مواخذہ نہ فرمانا آج ہی وہ سب گناہ معاف فرما دیجئے۔

وَآخِرُ دَعْوَانَا أَنِ الْحَمْدُ لِلّٰهِ رَبِّ الْعٰلَمِيْنَ

اَلَا تُقَاتِلُوْنَ قَوْمًا نَّكَثُوْٓا اَيْمَانَهُمْ وَهَمُّوْا بِاِخْرَاجِ الرَّسُوْلِ وَهُمْ بَدَءُوْكُمْ اَوَّلَ مَرَّةٍ ؕ

| | | | | | | | | | |
|---|---|---|---|---|---|---|---|---|---|
| اَلَا تُقَاتِلُوْنَ | قَوْمًا | نَّكَثُوْٓا | اَيْمَانَهُمْ | وَهَمُّوْا | بِاِخْرَاجِ | الرَّسُوْلِ | وَهُمْ | بَدَءُوْكُمْ | اَوَّلَ مَرَّةٍ |
| کیاتم نہ لڑو گے؟ | ایسی قوم | اُنہوں نے توڑ ڈالا | اپنا عہد | اور ارادہ کیا | نکالنے کا | رسولؐ | اور وہ | تم سے پہل کی | پہلی بار |

تم ایسے لوگوں سے کیوں نہیں لڑتے جنہوں نے اپنی قسموں کو توڑ ڈالا اور رُسول کے جلاوطن کردینے کی تجویز کی اور انہوں نے تم سے خود پہلے چھیڑ نکالی

اَتَخْشَوْنَهُمْ ۚ فَاللّٰهُ اَحَقُّ اَنْ تَخْشَوْهُ اِنْ كُنْتُمْ مُّؤْمِنِيْنَ ⑬ قَاتِلُوْهُمْ يُعَذِّبْهُمُ اللّٰهُ

| | | | | | | | | | |
|---|---|---|---|---|---|---|---|---|---|
| اَتَخْشَوْنَهُمْ | فَاللّٰهُ | اَحَقُّ | اَنْ | تَخْشَوْهُ | اِنْ كُنْتُمْ | مُّؤْمِنِيْنَ | قَاتِلُوْهُمْ | يُعَذِّبْهُمُ | اللّٰهُ |
| کیاتم ان سے ڈرتے ہو؟ | تو اللہ | زیادہ حقدار | کہ | تم اس سے ڈرو | اگر تم ہو | ایمان والے | تم ان سے لڑو | انہیں عذاب دے | اللہ |

کیا ان سے ڈرتے ہو سو اللہ تعالیٰ اس بات کے زیادہ مستحق ہیں کہ تم ان سے ڈرو اگر تم ایمان رکھتے ہو۔ اُن سے لڑو اللہ تعالیٰ اُنکو تمہارے ہاتھوں سزا

بِاَيْدِيْكُمْ وَيُخْزِهِمْ وَيَنْصُرْكُمْ عَلَيْهِمْ وَيَشْفِ صُدُوْرَ قَوْمٍ مُّؤْمِنِيْنَ ⑭ وَيُذْهِبْ

| | | | | | | | | | |
|---|---|---|---|---|---|---|---|---|---|
| بِاَيْدِيْكُمْ | وَيُخْزِهِمْ | وَيَنْصُرْكُمْ | عَلَيْهِمْ | وَيَشْفِ | صُدُوْرَ | قَوْمٍ | مُّؤْمِنِيْنَ | وَيُذْهِبْ | |
| تمہارے ہاتھوں سے | اور انہیں رسوا کرے | اور تمہیں غالب کرے | اُن پر | اور شفا بخشے | سینے (دل) | لوگ | مومن (جمع) | اور دُور کردے | |

دے گا اور ان کو ذلیل کرے گا اور تم کو ان پر غالب کرے گا اور بہت سے مسلمانوں کے قلوب کو شفا دے گا۔ اور انکے قلوب کے غیظ کو دور کرے گا

غَيْظَ قُلُوْبِهِمْ ؕ وَيَتُوْبُ اللّٰهُ عَلٰى مَنْ يَّشَآءُ ؕ وَاللّٰهُ عَلِيْمٌ حَكِيْمٌ ⑮

| | | | | | | | | | |
|---|---|---|---|---|---|---|---|---|---|
| | غَيْظَ | قُلُوْبِهِمْ | وَ | يَتُوْبُ اللّٰهُ عَلٰى | مَنْ | يَّشَآءُ | وَاللّٰهُ | عَلِيْمٌ | حَكِيْمٌ |
| | غصہ | انکے دل (جمع) | اور | اللہ توبہ قبول کرتا ہے | جسے | چاہے | اور اللہ | علم والا | حکمت والا |

اور جس پر منظور ہوگا اللہ تعالیٰ توجہ فرماوے گا اور اللہ تعالیٰ بڑے علم والے بڑی حکمت والے ہیں۔

## مشرکین کے طرز عمل کے پیش نظر جہاد کی اہمیت

گذشتہ سے کفار و مشرکین عرب کے متعلق مضمون بیان ہوتا چلا آرہا ہے ان آیات میں بھی قریش کی بدعہدی کی طرف اشارہ ہے اور ان کے ساتھ مسلمانوں کو جہاد کرنے کی ترغیب دی جارہی ہے قریش نے جو معاھدے اور حلف نامے کئے تھے وہ توڑ دیئے تھے کیونکہ حدیبیہ کے عہد نامہ کے خلاف قبیلہ خزاعہ کے مقابلہ میں بنوبکر کی مدد کی اور ہجرت سے پہلے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو وطن مقدس یعنی مکہ معظمہ سے نکالنے کی تجاویز سوچیں اور وہی آپ کی ہجرت کا سبب بنے۔ مکہ میں بے قصور مسلمانوں پر مظالم کی ابتداء کی۔ جب ابوسفیان کا تجارتی قافلہ بچ نکلا تو از راہ تکبر وغرور بدر کے میدان میں مسلمانوں سے جنگ چھیڑ کرنے کے لئے گئے۔ اور صلح حدیبیہ کے بعد بھی اپنی جانب سے عہد شکنی کی ابتداء کی کہ مسلمانوں کے حلیف خزاعہ کے مقابلہ پر بنوبکر جو قریش کے حلیف تھے ان کی پیٹھ ٹھوکتے رہے اور اسلحہ وغیرہ سے ان کی امداد کرتے رہے۔ جو کہ معاہدہ کی خلاف ورزی تھی آخر کار مسلمان ان سے لڑے اور مکہ معظمہ کو مشرکین کے قبضہ سے پاک کیا تو مسلمانوں کو جہاد کی اس طرح ترغیب دی جارہی ہے کہ جو قوم اس طرح کے احوال رکھتی ہو اس سے جنگ کرنے میں مسلمانوں کو کسی وقت بھی کچھ تامل نہیں ہونا چاہیئے۔ اگر ان کی طاقت و جمعیت اور ساز و سامان کا خوف ہو تو بتلایا جاتا ہے کہ مومنین کو سب سے بڑھ کر خدا کا خوف ہونا چاہیئے خدا کا ڈر جب دل میں آ

جائے تو پھر سب ڈر دل سے نکل جاتے ہیں۔ ایمان کا تقاضا یہ ہے کہ بندہ خدا کی نافرمانی سے ڈرے اور اس کے قہر و غضب سے لرزاں و ترساں رہے کیونکہ نفع وضرر سب اسی کے ہاتھ میں ہے کوئی مخلوق ادنیٰ سے ادنیٰ ضرر پہنچانے پر بغیر اس کی مشیت کے قادر نہیں۔

## جہاد کی مشروعیت کی ایک حکمت

آگے مشروعیت جہاد کی ایک حکمت پر متنبہ فرمایا جاتا ہے قرآن کریم میں سابقہ امتوں کے جو قصے بیان فرمائے ہیں ان سے ظاہر ہوتا ہے کہ جب کوئی قوم کفر و شرارت اور انبیاء علیہم السلام کی تکذیب و عداوت میں حد سے بڑھ جاتی تھی تو قدرت کی طرف سے کوئی تباہ کن آسمانی عذاب ان پر نازل کیا جاتا تھا جس سے ان کے سارے مظالم اور کفریات کا دفعۃً خاتمہ ہو جاتا تھا۔ بلاشبہ عذاب کی یہ اقسام بہت سخت مہلک اور آئندہ نسلوں کے لئے عبرتناک تھیں لیکن ان صورتوں میں معذبین کو دنیا میں رہ کر اپنی ذلت و رسوائی کا نظارہ نہیں کرنا پڑتا تھا اور نہ آئندہ کے لئے ان کی توبہ ورجوع کا کوئی امکان باقی رہتا تھا۔ یہاں آیت میں بتلایا گیا کہ مشروعیت جہاد کی اصلی غرض وغایت یہ ہے کہ مکذبین اور معتوبین کو حق تعالیٰ بجائے بلاواسطہ عذاب دینے کے اپنے مخلص و وفادار بندوں کے ہاتھ سے سزا دلوائے۔ سزا دہی کی اس صورت میں مجرمین کی رسوائی اور مخلصین کی قدر افزائی زیادہ ہے۔ وفادار بندوں کا نصرت و غلبہ علانیہ ظاہر ہوتا ہے ان کے دل یہ دیکھ کر ٹھنڈے ہوتے ہیں کہ جو لوگ کل تک انہیں حقیر و ناتواں سمجھ کر ظلم و ستم اور استہزاء و تمسخر کا تختہ مشق بنائے ہوئے تھے۔ آج خدا کی تائید و رحمت سے انہیں کے رحم و کرم یا عدل وانصاف پر چھوڑ دیئے گئے ہیں۔ کفر و باطل کی شوکت و نمائش کو دیکھ کر جو اہل حق گھٹتے رہتے تھے یا جو ضعیف اور مظلوم مسلمان کفار کے مظالم کا انتقام نہ لے سکنے کی وجہ سے دل ہی دل میں غیظ کھا کر چپ ہو رہتے تھے جہاد فی سبیل اللہ کے ذریعہ سے ان کے قلوب تسکین پاتے تھے اور آخری بات یہ ہے کہ خود مجرمین کے حق میں سزا دہی کا یہ طریقہ نسبۃً زیادہ نافع ہے کیونکہ سزا پانے کے بعد بھی رجوع اور توبہ کا دروازہ کھلا ہوا ہے۔ بہت ممکن ہے کہ حالات سے عبرت حاصل کر کے بہت سے مجرموں کو توبہ نصیب ہو جائے چنانچہ حضور پرنور صلی اللہ علیہ وسلم کے زمانہ میں ایسا ہی ہوا کہ تھوڑے دنوں میں سارا عرب صدق دل سے دین الٰہی کا حلقہ بگوش بن گیا اخیر میں ارشاد ہوا۔ وَاللّٰہُ عَلِیْمٌ حَکِیْمٌ اللہ تعالیٰ سب کچھ جاننے والے اور حکمت والے ہیں یعنی ہر ایک کی حالت کو جان کر حکمت کا معاملہ کرتے ہیں اور ہر زمانہ میں اس کے مناسب احکام بھیجتے ہیں۔

خلاصہ یہ کہ ان آیات میں اہل ایمان کو کفار بدعہد سے جہاد کرنے کی ترغیب دی گئی اور اس امر کی وضاحت فرمائی گئی کہ اگر ان بدعہد مشرکین سے لڑائی کرو گے تو یہ تمہاری طرف سے اقدام نہ ہوگا بلکہ اپنے تحفظ اور بقا کے لئے مدافعانہ کارروائی ہوگی کیونکہ معاہدہ کی خلاف ورزی کی ابتداء ان ہی کی طرف سے ہوئی۔ پھر شروع سے یہ مسلمانوں کو تکلیفیں دیتے چلے آئے ہیں۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو ہجرت کرنے پر مجبور کیا۔ مسلمانوں کو انہوں نے طرح طرح سے ایذائیں دیں اور پھر اسی پر بس نہ کیا بلکہ معاہدہ کے بعد خود ہی معاہدہ توڑنے کی ابتدا کی۔ نیز یہاں پیشین گوئی ہے اور اللہ تعالیٰ کا وعدہ ہے کہ مسلمانوں کو فتح یاب کرے گا اور مسلمانوں کے ہاتھوں ان کفار کو ذلیل و برباد اور رسوا کرے گا اور مسلمانوں کے دلوں کو ٹھنڈا کرے گا اور پھر اس کی ازلی مشیت میں کفار میں سے جس کی قسمت میں ایمان اور اسلام لانا لکھا ہو گا ان کو مسلمان ہونے کی توفیق دے گا اور ان کی توبہ قبول کریگا۔

دعا کیجئے: یَا اللّٰہُ آپ نے قرآن مجید میں صحابہ کرامؓ سے جو وعدے فرمائے اور ان کو پورا فرمایا آج بھی اسلام کا نام لینے والوں اور محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا کلمہ پڑھنے والوں کو کفار اور مشرکین کے مقابلہ میں فتح و کامیابی نصیب فرما اور اہل اسلام کے ہاتھوں کفار کو مغلوب، رسوا اور ذلیل فرما۔ اور کفار کی بربادی اور ذلت دکھلا کر مسلمانوں کے دلوں کو ٹھنڈک عطا فرما۔

یَا اللّٰہُ کتنی بار ایسا ہوا کہ میں نیکی کے ارادے سے چلا مگر راستے ہی میں گناہ کی طرف چلا گیا اور جہاں تیرا غضب نازل ہوتا وہاں نفس کو راضی کیا اور آپ کی ناراضگی کی پرواہ نہ کی۔ میں آپ کے غضب و عذاب کو بھی جانتا تھا مگر شہوت نے ایسا حجاب ڈال دیا یا کسی دوست نے ایسا ورغلایا کہ گناہ ہی اچھا معلوم ہوا۔ الٰہی! یہ سب کرتوت کر کے آیا ہوں اور اس امید میں آیا ہوں کہ آپ ضرور سب گناہ معاف فرما دیں گے اب اس امیدوار کو ناامید نہ فرمانا، میرے سب گناہ معاف فرما دیجئے۔

وَاٰخِرُ دَعْوٰنَا اَنِ الْحَمْدُ لِلّٰہِ رَبِّ الْعٰلَمِیْنَ

أَمْ حَسِبْتُمْ أَنْ تُتْرَكُوْا وَلَمَّا يَعْلَمِ اللّٰهُ الَّذِيْنَ جَاهَدُوْا مِنْكُمْ وَلَمْ يَتَّخِذُوْا مِنْ دُوْنِ

| | | | | | | | | |
|---|---|---|---|---|---|---|---|---|
| أَمْ حَسِبْتُمْ | أَنْ | تُتْرَكُوْا | وَلَمَّا | يَعْلَمِ اللّٰهُ | الَّذِيْنَ | جَاهَدُوْا | مِنْكُمْ | مِنْ دُوْنِ |
| کیاتم گمان کرتے ہو | کہ | تم چھوڑ دیئے جاؤ گے | اور ابھی نہیں | معلوم کیا اللہ | وہ لوگ جو | انہوں نے جہاد کیا | تم میں سے | اور انہوں نے نہیں بنایا |

کیا تم یہ خیال کرتے ہو کہ تم یوں ہی چھوڑ دیئے جاؤ گے حالانکہ ہنوز اللہ تعالیٰ نے ان لوگوں کو تو دیکھا ہی نہیں جنہوں نے تم میں سے جہاد کیا ہو اور

اللّٰهِ وَلَا رَسُوْلِهٖ وَلَا الْمُؤْمِنِيْنَ وَلِيْجَةً ۗ وَاللّٰهُ خَبِيْرٌ بِمَا تَعْمَلُوْنَ ﴿١٦﴾

| | | | | | | | | | |
|---|---|---|---|---|---|---|---|---|---|
| | اللّٰهِ | وَ | لَا رَسُوْلِهٖ | وَلَا الْمُؤْمِنِيْنَ | وَلِيْجَةً | وَاللّٰهُ | خَبِيْرٌ | بِمَا تَعْمَلُوْنَ | |
| | سوا اللہ | اور | نہ اس کا رسولؐ | اور نہ مومن (جمع) | راز دار | اور اللہ | باخبر | اس سے جو تم کرتے ہو | |

اللہ اور رسول اور مؤمنین کے سوا کسی کو خصوصیت کا دوست نہ بنایا ہو اور اللہ تعالیٰ کو سب خبر ہے تمہارے سب کاموں کی۔

## مشروعیت جہاد کی ایک اور حکمت

اس آیت میں بتلایا جاتا ہے کہ جہاد وقتال سے مقصود فقط ذلت کفار ہی نہیں بلکہ مسلمانوں کی آزمائش اور امتحان بھی مقصود ہے۔ یعنی ایمان اور بندگی کے زبانی دعویٰ کرنے والے تو بہت ہیں لیکن امتحان کی کسوٹی پر جب تک کسا نہ جائے کھرا اور کھوٹا ظاہر نہیں ہوتا۔ جہاد کے ذریعہ سے اللہ تعالیٰ یہ دیکھنا چاہتے ہیں کہ کتنے مسلمان ہیں جو اس کی راہ میں جان و مال نثار اور قربان کرنے کو تیار ہیں اور خدا اور رسول اور مسلمانوں کے سوا کسی کو اپنا راز دار یا خصوصی دوست بنانا نہیں چاہتے خواہ وہ ان کا کتنا ہی قریبی رشتہ دار کیوں نہ ہو گویا یہ معیار ہے جس پر مومنین کا ایمان پرکھا جاتا ہے۔ جب تک عملی جہاد نہ ہو صرف زبانی جمع خرچ سے کامیابی حاصل نہیں ہوسکتی پس جہاد کے مشروع کرنے میں ایک حکمت یہ بھی ہے کہ کھرے اور کھوٹے کی تمیز ہو جاتی ہے گو اللہ تعالیٰ تو ہر چیز سے واقف ہے۔ جو ہوگا وہ بھی اسے معلوم ہے اور جو نہیں ہوا وہ جب ہوگا اور کس طرح ہوگا یہ بھی وہ جانتا ہے چیز کے ہونے سے پہلے ہی اسے اس کا علم حاصل ہے اور ہر چیز کی حالت سے وہ واقف ہے لیکن وہ چاہتا ہے کہ دنیا پر بھی کھرا کھوٹا ظاہر کر دے اس لئے یہ ناممکن ہے کہ امتحان اور آزمائش بغیر مسلمان بھی چھوڑ دیئے جائیں لہٰذا یہ ضروری ہے کہ تم اس آزمائش سے گزر کر یہ ثابت کر دو کہ واقعی تم خدا اور اس کے دین کی اپنی جان و مال اور اپنے بھائی بندوں سے بڑھ کر عزیز رکھتے ہو اس لئے جہاد میں تمہاری ثابت قدمی دیکھی جائے گی کہ تمام دنیا کے تعلقات پر کس طرح خدا اور رسول کو ترجیح دیتے ہو اور پھر آیت کے اخیر میں وَاللّٰهُ خَبِيْرٌ بِمَا تَعْمَلُوْنَ فرما کر یہ ظاہر فرما دیا کہ عمل بھی جو کچھ کیا جاتا ہے اس کی خبر خدا کو ہے کہ صدق و اخلاص سے کیا۔ اللہ رسول کی محبت اور بجا آوری میں کیا یا نمود وریا سے کیا۔ جیسا عمل ہوگا ادھر سے اسی کے موافق پھل ملے گا۔

## کافروں سے دوستی کی ممانعت

اس آیت سے صاف معلوم ہوا کہ جہاد کے ذریعہ سے اللہ تعالیٰ دو امور دیکھنا چاہتے ہیں ایک تو یہ کہ کتنے مسلمان ہیں کہ جو اس کی راہ میں جان و مال کو قربان کرنے کو تیار ہیں اور دوسرے یہ کہ اللہ اور رسول اور مسلمانوں کو چھوڑ کر اور کسی کو اپنا راز دار یا خصوصی دوست بنانا نہیں چاہتے۔ تو اس آیت اور قرآن پاک کی دوسری آیات کی بناء پر مسلمانوں کے خلاف کافروں سے دوستی کرنا حرام ہے اور اس کی بڑی شدت اور سختی سے ممانعت فرمائی گئی ہے۔ سورۂ آل عمران میں ایک

جگہ ارشاد فرمایا گیا ہے :- "اے ایمان والو اپنے سوا کسی کو صاحب خصوصیت اور گہرا دوست نہ بناؤ" پھر دوسری جگہ اسی سورۂ آل عمران میں حکم ہوا ہے "مسلمانوں کو نہ چاہئے کہ مومنوں کے ہوتے ہوئے کافروں کو اپنا دوست بنائیں اور جو کوئی ایسا کرے گا تو وہ اللہ کے ہاں کسی شمار میں نہیں"۔ ان آیات کی بناء پر مسلمانوں کو کافروں، منکروں اور اللہ کے باغیوں کے ساتھ دوستی کا تعلق ظاہر اور باطن میں قائم کرنے کی قطعی ممانعت ہے۔ اور عقلاً بھی یہ ملی اور قومی خودداری کے بالکل منافی ہے۔ قانون اسلام کے منکروں اور باغیوں سے تعلقات ایک خاص حد سے آگے بڑھانے کی اجازت کسی مسلم کو یا اسلامی اسٹیٹ کی رعایا کو نہیں۔ اس سے فرد و ملت دونوں کو ضرر پہنچنے کا اندیشہ کسی سے مخفی نہیں اور اس صریح، معقول اور مناسب و ضروری انتظام کا نام بعض عقل کے دشمنوں نے "تنگ نظری" رکھا ہے۔ سبحان اللہ! وبائی امراض میں پرہیز اور احتیاط کا نام تو فخر کے ساتھ "اصول حفظان صحت" رکھا جائے اور جو انتظام کفر و طغیان یعنی دنیا و آخرت دونوں کی بربادی سے بچنے کے لئے کیا جائے اس کا نام "تنگ نظری" پڑ جائے۔ افسوس ہے کہ مسلمانوں نے قرآن کے اس حکم پر عمل میں سستی غفلت اور مداہنت برتی جس کا نتیجہ اب یہ ہے کہ مسلمان کی زندگی کے ہر شعبہ میں کافروں کا غلبہ و تسلط نمایاں ہے۔ اِنَّا لِلّٰهِ وَاِنَّآ اِلَيْهِ رٰجِعُوْنَ

## دعا کیجئے

**یَا اَللّٰہُ** یا اللہ ہم کو اپنی جان و مال آپ کے راستہ میں خرچ کرنے اور نثار کرنے کی ہمت و عزم عطا فرما۔

یا اللہ اہل اسلام کا دشمنان دین سے اس وقت جہاں جہاں مقابلہ و مقاتلہ درپیش ہے یا اللہ اہل اسلام کو غلبہ عطا فرما اور اپنی تائید اور نصرت سے ان کو کامیابی و کامرانی و سربلندی عطا فرما۔ آمین۔

یا اللہ تمام مسلمانوں کو قرآن مجید پڑھنے سمجھنے کی اور اسکے مطابق اپنی زندگی سنوارنے کی توفیق عطا فرمایئے۔

یا اللہ ہم سب کو معاشرہ میں پھیلے ہوئے تمام شر و رو فتن سے شرک و بدعت سے غیر اسلامی تہذیب و معاشرت سے محفوظ فرما کر ہدایت کے راستے پر چلا اور پوری زندگی اتباع سنت میں گزارنے کی توفیق عطا فرمایئے اور ہم سب کا خاتمہ ایمان پر فرمایئے۔

**یَا اَللّٰہُ** غیر اللہ سے عقلی طور پر ڈر گیا ہوں، تیرے کسی ولی سے دشمنی کی ہو الٰہی! تیرے دشمنوں سے دوستی کی ہو اور تیرے دوستوں کو رسوا کیا ہو یا تیرے غضب میں آ جانے کا کام کیا ہو تو الٰہی! مجھے معاف فرما دے، میری توبہ ہے۔

الہ العالمین! وہ گناہ جو آپ کے علم میں موجود ہیں اور میں بھول گیا ہوں ان سب گناہوں کی معافی چاہتا ہوں۔

کوئی گناہ کیا اور اس سے توبہ کی لیکن جرأت کر کے پھر اس توبہ کی پرواہ نہ کی ہو کے بعد دیگرے گناہ کرتا چلا گیا۔

الٰہی! ان تمام گناہوں سے پناہ دیدے اور مجھے بخشدے۔

وَاٰخِرُ دَعْوٰنَا اَنِ الْحَمْدُ لِلّٰهِ رَبِّ الْعٰلَمِيْنَ

مَا كَانَ لِلْمُشْرِكِيْنَ اَنْ يَّعْمُرُوْا مَسٰجِدَ اللّٰهِ شٰهِدِيْنَ عَلٰٓى اَنْفُسِهِمْ بِالْكُفْرِ

| | | | | | | | | |
|---|---|---|---|---|---|---|---|---|
| مَا كَانَ | لِلْمُشْرِكِيْنَ | اَنْ | يَعْمُرُوْا | مَسٰجِدَ اللّٰهِ | شٰهِدِيْنَ | عَلٰى | اَنْفُسِهِمْ | بِالْكُفْرِ |
| نہیں ہے | مشرکوں کیلئے | کہ | وہ آباد کریں | اللہ کی مسجدیں | تسلیم کرتے ہوں | پر | اپنی جانیں اپنے اوپر | کفر کو |

مشرکین کی یہ لیاقت ہی نہیں کہ وہ اللہ کی مسجدوں کو آباد کریں جس حالت میں کہ وہ خود اپنے کفر کا اقرار کررہے ہیں

اُولٰٓئِكَ حَبِطَتْ اَعْمَالُهُمْ ۚ وَفِي النَّارِ هُمْ خٰلِدُوْنَ ﴿۱۷﴾ اِنَّمَا يَعْمُرُ مَسٰجِدَ اللّٰهِ مَنْ

| | | | | | | | | | | |
|---|---|---|---|---|---|---|---|---|---|---|
| اُولٰٓئِكَ | حَبِطَتْ | اَعْمَالُهُمْ | وَ | فِي النَّارِ | هُمْ | خٰلِدُوْنَ | اِنَّمَا | يَعْمُرُ | مَسٰجِدَ اللّٰهِ | مَنْ |
| وہی لوگ | اکارت گئے | انکے اعمال | اور | جہنم میں | وہ | ہمیشہ رہیں گے | صرف | وہ آباد کرتا ہے | اللہ کی مسجدیں | جو |

ان لوگوں کے سب اعمال اکارت ہیں اور دوزخ میں وہ لوگ ہمیشہ رہیں گے۔ہاں اللہ کی مسجدوں کو آباد کرنا ان لوگوں کا کام ہے

اٰمَنَ بِاللّٰهِ وَالْيَوْمِ الْاٰخِرِ وَاَقَامَ الصَّلٰوةَ وَاٰتَى الزَّكٰوةَ وَلَمْ يَخْشَ اِلَّا اللّٰهَ فَعَسٰٓى

| | | | | | | | | | | | |
|---|---|---|---|---|---|---|---|---|---|---|---|
| اٰمَنَ | بِاللّٰهِ وَ | الْيَوْمِ الْاٰخِرِ | وَ | اَقَامَ الصَّلٰوةَ | وَ | اٰتَى الزَّكٰوةَ | وَ | لَمْ يَخْشَ | اِلَّا | اللّٰهَ | فَعَسٰى |
| ایمان لایا | اللہ پر اور | آخرت کا دن | اور | اس نے نماز قائم کی | اور | زکوٰۃ ادا کی | اور | وہ نہ ڈرا | سوائے | اللہ | سو اُمید ہے |

جو اللہ پر اور قیامت کے دن پر ایمان لاویں اور نماز کی پابندی کریں اور زکوٰۃ دیں اور بجز اللہ کے کسی سے نہ ڈریں

اُولٰٓئِكَ اَنْ يَّكُوْنُوْا مِنَ الْمُهْتَدِيْنَ ﴿۱۸﴾

| | | | | |
|---|---|---|---|---|
| اُولٰٓئِكَ | اَنْ | يَكُوْنُوْا | مِنَ | الْمُهْتَدِيْنَ |
| وہی لوگ | کہ | ہوں | سے | ہدایت پانیوالے |

سو ایسے لوگوں کی نسبت توقع ہے کہ اپنے مقصود تک پہنچ جاویں گے۔

## اللہ تعالیٰ کے گھروں کو کون آباد رکھ سکتا ہے

ان آیات میں یہ بتلایا جاتا ہے کہ خدا کی مساجد کی حقیقی آبادی یہ ہے کہ ان میں خدائے واحد کی عبادت اس کی شان کے لائق ہو۔ ذکر اللہ کرنے والے کثرت سے موجود ہوں جو بے روک ٹوک خدا کو یاد کریں۔لغویات اور خرافات سے ان پاک مقامات کو محفوظ رکھا جائے۔ یہ مقصد کفار و مشرکین سے کب حاصل ہوسکتا ہے؟ مشرکین مکہ بڑے فخر سے اپنے کو مسجد حرام کا متولی اور خادم کعبہ کہتے تھے۔حالانکہ حقیقۃً اولو العزم مسلمانوں ہی کے دم سے مساجد آباد رہ سکتی ہیں۔

**شان نزول:** حضرت عبداللہ بن عباسؓ فرماتے ہیں کہ حضرت عباس جب اسلام لانے سے پہلے غزوۂ بدر میں گرفتار ہوئے اور مسلمانوں نے ان کو کفر و شرک پر قائم رہنے سے عار دلائی تو انہوں نے جواب دیا کہ تم لوگ صرف ہماری برائیاں یاد رکھتے ہو اور بھلائیوں کا کوئی ذکر نہیں کرتے۔کیا تمہیں معلوم نہیں کہ ہم بیت اللہ اور خانہ کعبہ کو آباد رکھنے اور اس کا انتظام کرنے اور حجاج کو پانی پلانے وغیرہ کی خدمات کے مہتمم و متولی بھی ہیں۔اس پر قرآن کریم کی یہ آیتیں نازل ہوئی تھیں جس میں اللہ تعالیٰ نے واضح فرمادیا کہ مشرکین کو اللہ کی مساجد کی آباد کاری کا کوئی حق نہیں جبکہ وہ خود اپنے کفر و شرک کے گواہ ہیں ان لوگوں کے اعمال ضبط اور ضائع ہوگئے اور وہ ہمیشہ جہنم کی آگ میں رہیں گے۔

## مشرکین کا کردار

مشرکین مکہ بڑے فخر سے اپنے کو مسجد حرام اور بیت اللہ کا متولی اور خادم کعبہ کہا کرتے تھے مگر ان کی بڑی خدمت گزاری یہ تھی کہ پتھر

کی سینکڑوں مورتیاں کعبہ میں رکھ چھوڑی تھیں ان ہی کی نذر نیاز کرتے اور منتیں مانتے۔ پھر برہنہ ہو کر طواف کرتے تھے۔ ذکر اللہ کی جگہ سیٹیاں اور تالیاں بجاتے تھے اور خدائے واحد کے سچے پرستاروں کو وہاں تک پہنچنے کی اجازت نہ دیتے تھے۔ لے دیکر ان کی بڑی عبادت یہ تھی کہ حاجیوں کے لئے پانی کی سبیل لگادی۔ یا حرم شریف میں چراغ جلا دیا۔ یا کعبہ پر غلاف چڑھا دیا یا کبھی ضرورت ہوئی تو ٹوٹ پھوٹ کی مرمت کرادی مگر یہ اعمال محض بے جان اور بے روح تھے کیونکہ شرک اور کفر کے ساتھ کوئی عمل خدا کے نزدیک مقبول نہیں اسی کو آیت میں حَبِطَتْ اَعْمَالُهُمْ (ان کے اعمال اکارت ہو گئے) سے تعبیر فرمایا۔ الغرض اس آیت میں بتلایا گیا کہ کفار و مشرکین جو اپنے حال و قال سے اپنے کفر و شرک پر ہر وقت شہادت دیتے رہتے ہیں اس لائق نہیں کہ ان سے مساجد خصوصاً مسجد حرام کی حقیقی آبادی ہو سکے یہ کام صرف ان لوگوں کا ہے جو دل سے خدائے واحد اور آخرت پر ایمان رکھتے ہیں اپنے اعضاء سے نمازوں کی اقامت میں مشغول رہتے ہیں۔ اموال میں سے باقاعدہ زکوٰۃ ادا کرتے رہتے ہیں اور خدا کے سوا کسی سے نہیں ڈرتے۔

## اللہ کے سوا کسی سے نہ ڈرنے کا مطلب

ایک بات یہاں یہ بھی سمجھ لی جائے کہ آیت میں جو یہ فرمایا گیا کہ اللہ کے سوا کسی سے نہیں ڈرتے اس کا معنی یہ ہے کہ دین کے معاملہ میں کسی کے خوف سے اللہ کے حکم کو ترک نہ کرے۔ ورنہ خوف کی چیزوں سے ڈرنا اور دہشت کھانا تو تقاضائے عقل و فطرت ہے۔ درندے اور زہریلے جانوروں سے' چور ڈاکو سے طبعی طور پر ڈرنا اس کے خلاف نہیں۔ یہی وجہ ہے کہ حضرت موسیٰ علیہ السلام کے سامنے جب جادوگروں نے رسیوں کے سانپ بنا کر دکھلائے تو وہ ڈر گئے۔ فَاَوْجَسَ فِیْ نَفْسِهٖ خِیْفَةً مُّوْسٰی اس لئے ایذا اور نقصان پہنچانے والوں سے طبعی خوف نہ حکم قرآنی کے خلاف ہے نہ رسالت اور ولایت کے۔ ہاں اس خوف سے مغلوب ہو کر اللہ تعالیٰ کے احکام میں خلل ڈالنا یا ان کو ترک کر دینا یہ مومن کی شان نہیں اور یہی اس جگہ مراد ہے۔ تو

ایسے مومنین جو دل و زبان' ہاتھ پاؤں' مال و دولت غرضیکہ ہر چیز سے خدا کے مطیع و فرمانبردار ہیں ان کا فرض منصبی ہے کہ مساجد کو آباد رکھیں اور تعمیر مساجد کے جھوٹے دعوے رکھنے والے مشرکین کو خواہ اہل قرابت ہی کیوں نہ ہوں مسلمان ان کو وہاں سے نکال باہر کریں کیونکہ ان کے وجود سے مساجد کی آبادی نہیں بلکہ بربادی ہے۔

## مشرک بیت اللہ کا متولی نہیں ہو سکتا

یہاں آیت میں اگرچہ بات عام کہی گئی ہے اور اپنی حقیقت کے لحاظ سے یہ عام ہے بھی لیکن خاص طور پر اس کا یہاں ذکر کرنے سے مقصود یہ ہے کہ خانہ کعبہ اور مسجد حرام پر سے مشرکین کی تولیت کا خاتمہ کر دیا جائے اور اس پر ہمیشہ کے لئے مسلمانوں کی تولیت قائم کر دی جائے۔

ان آیات کا ایک حاصل تو یہ ہے کہ کفار کے نیک اعمال مقبول نہیں ہیں باقی کسی کافر کا مسجد بنانا یا اس کی خدمت کرنا یہاں اس سے بحث نہیں ہے اس مسئلہ کی تحقیق دوسرے دلائل سے یہ ہے کہ اگر وہ کافر اپنے مذہب کی رو سے اس کو ثواب سمجھے تو اجازت دے دی جاوے گی ورنہ نہیں۔ البتہ ثواب سمجھنے کے باوجود اگر کسی اسلامی مصلحت کے لحاظ سے اجازت دینا نامناسب ہو تو اجازت نہیں دی جائے گی۔ اور یہی حکم کفار کا مسجد کی تعمیر وغیرہ میں چندہ دینے کا ہے۔

## مسجد کی تعمیر' صفائی اور انتظام کی فضیلت

دوسری بات یہاں یہ معلوم ہوئی کہ جس کے ہاتھوں سے مسجد کی آبادی ہو تو اس کے ایمان کا قرآن گواہ ہے۔ ان آیات سے ثابت ہوا کہ جو شخص مساجد کی حفاظت' صفائی اور دوسری ضروریات کا انتظام کرتا اور دیکھ بھال رکھتا ہے اور جو عبادت اور ذکر اللہ کے لئے یا علم دین اور قرآن پڑھنے پڑھانے کے لئے مسجد میں آتا جاتا ہے اس کے یہ اعمال اس کے مومن کامل ہونے کی شہادت ہے۔ آیت میں مسجد کی عمارت کا لفظ آیا ہے۔ عمارت عربی محاورہ میں ضد ہے ویرانی کی۔ سو عمارت کے تحت مسجدوں کا آباد کرنا' ان میں داخل ہونا ان کی تعمیر کرنا اور ان کی خدمت کرنا سب کچھ آ گیا۔ مفسر قرآن حضرت

علامہ قاضی ثناء اللہ پانی پتی رحمۃ اللہ علیہ اپنی تفسیر مظہری میں لکھتے ہیں کہ عمارت مسجد میں یہ بھی داخل ہے کہ مسجد کو ایسی چیزوں سے پاک کرے جن کے لئے مسجدیں نہیں بنائی گئی مثلاً خرید و فروخت دنیا کی باتیں کسی گم شدہ چیز کی تلاش' یا دنیا کی چیزوں کا لوگوں سے سوال' یا فضول قسم کے اشعار' لڑائی' جھگڑا' شور و شغب وغیرہ۔ ایک حدیث میں ہے کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا کہ جب تم کسی کو مسجد میں آنے جانے کی عادت والا دیکھو کہ وہ مسجد کو لازم پکڑے ہوئے ہے تو اس کے ایمان کے گواہ ہو جاؤ پھر آپ نے یہی آیت تلاوت فرمائی۔ ایک دوسری حدیث میں ہے کہ مسجدوں کے آباد کرنے والے اللہ والے ہیں۔ ایک اور حدیث میں ہے کہ اللہ تعالیٰ ان مسجد والوں پر نظریں ڈال کر اپنے عذاب پوری قوم پر سے ہٹا لیتا ہے۔ ایک حدیث قدسی میں ہے اللہ عزوجل فرماتے ہیں مجھے اپنی عزت کی اپنے جلال کی قسم کہ میں زمین والوں کو عذاب کرنا چاہتا ہوں لیکن اپنے گھروں کو آباد کرنے والوں اور اپنی راہ میں آپس میں محبت رکھنے والوں' اور صبح سحر کے وقت استغفار کرنے والوں پر نظر ڈال کر اپنے عذاب کو ہٹا لیتا ہوں۔

## دعا کیجئے

**یَا اَللّٰہُ** ہمیں بھی مسجدوں کے آباد کرنے والوں میں شامل فرمادیں اور ہمیں بھی ایمان و اسلام کے ساتھ نمازوں کو قائم کرنے والا' زکوٰۃ کو ادا کرنے والا اور بجز اللہ کے اور کسی سے نہ ڈرنے والا بنائیں۔ آمین۔

**یَا اَللّٰہُ** جس گناہ کے کرنے سے عذاب کے قریب ہو گیا ہوں اور آپ سے محروم ہو گیا ہوں یا تیری رحمت سے وہ گناہ حجاب میں ہو گیا ہو یا اس کی وجہ سے تیری کسی نعمت سے محروم ہو گیا ہوں ان تمام گناہوں کی معافی چاہتا ہوں۔

میں نے آپ کے مقید حکم کو مطلق کر دیا ہو یا مطلق حکم کو مقید کر دیا ہو اور میں اس کی وجہ سے خیر سے محروم کر دیا گیا ہوں اے اللہ! اس کو معاف فرمادے۔

جو گناہ آپ کے عافیت دینے کے باوجود عافیت میں دھوکہ کھا کر کر لیا ہو یا تیری نعمت کو غلط ناجائز استعمال کیا ہو یا آپ کے رزق کی وسعت کی وجہ سے گناہوں میں مبتلا ہو گیا یا عمل تیری رضا کے لئے کر رہا تھا لیکن نفس کی شہوت کے غلبہ سے وہ کام تیری رضا سے نکل گیا ہو اس کی معافی دیدے۔

کوئی گناہ تھا میں نے رخصت سمجھ کر کر لیا' جو حرام تھا اس کو حلال سمجھ کر کر لیا ہو تو آج اسے بھی معاف فرمادیجئے۔

وَاٰخِرُ دَعْوٰنَا اَنِ الْحَمْدُ لِلّٰہِ رَبِّ الْعٰلَمِیْنَ

اَجَعَلْتُمْ سِقَايَةَ الْحَآجِّ وَعِمَارَةَ الْمَسْجِدِ الْحَرَامِ كَمَنْ اٰمَنَ بِاللّٰهِ وَالْيَوْمِ الْاٰخِرِ وَجٰهَدَ

| | | | | | | | | | | | |
|---|---|---|---|---|---|---|---|---|---|---|---|
| اَجَعَلْتُمْ | سِقَايَةَ | الْحَآجِّ | وَ | عِمَارَةَ | الْمَسْجِدِ الْحَرَامِ | كَمَنْ | اٰمَنَ | بِاللّٰهِ | وَ | الْيَوْمِ الْاٰخِرِ | وَجٰهَدَ |
| کیاتم نے بنایا (ٹھہرایا) | پانی پلانا | حاجی (جمع) | اور | آباد کرنا | مسجد حرام | اسکے مانند | ایمان لایا | اللہ پر | اور | یوم آخرت | اوراس نے جہاد کیا |

کیاتم لوگوں نے حجاج کے پانی پلانے کواور مسجد حرام کے آباد رکھنے کواس شخص کی برابر قرار دے لیا جو کہ اللہ پراور قیامت کے دن پر ایمان لایا ہواوراس نے

فِیْ سَبِیْلِ اللّٰهِ لَا یَسْتَوٗنَ عِنْدَ اللّٰهِ ؕ وَاللّٰهُ لَا یَهْدِی الْقَوْمَ الظّٰلِمِیْنَ ﴿۱۹﴾ اَلَّذِیْنَ

| | | | | | | | | |
|---|---|---|---|---|---|---|---|---|
| فِیْ | سَبِیْلِ اللّٰهِ | لَا یَسْتَوٗنَ | عِنْدَ اللّٰهِ | وَاللّٰهُ | لَا یَهْدِی | الْقَوْمَ | الظّٰلِمِیْنَ | اَلَّذِیْنَ |
| میں | اللہ کی راہ | وہ برابر نہیں | اللہ کے نزدیک | اور اللہ | ہدایت نہیں دیتا | لوگ | ظالم (جمع) | جولوگ |

اللہ کی راہ میں جہاد کیا ہو یہ لوگ برابر نہیں اللہ کے نزدیک اور جو لوگ بے انصاف ہیں اللہ تعالیٰ ان کو سمجھ نہیں دیتا۔ جو لوگ

اٰمَنُوْا وَهَاجَرُوْا وَجٰهَدُوْا فِیْ سَبِیْلِ اللّٰهِ بِاَمْوَالِهِمْ وَاَنْفُسِهِمْ ۙ اَعْظَمُ دَرَجَةً

| | | | | | | | | | |
|---|---|---|---|---|---|---|---|---|---|
| اٰمَنُوْا | وَهَاجَرُوْا | وَجٰهَدُوْا | فِیْ | سَبِیْلِ اللّٰهِ | بِاَمْوَالِهِمْ | وَ | اَنْفُسِهِمْ | اَعْظَمُ | دَرَجَةً |
| ایمان لائے | اورانہوں نے ہجرت کی | اور جہاد کیا | میں | اللہ کا راستہ | اپنے مالوں سے | اور | اپنی جانیں | بہت بڑا | درجے |

ایمان لائے اور انہوں نے ترکِ وطن کیا اور اللہ کی راہ میں اپنے مال اور جان سے جہاد کیا وہ درجہ میں

عِنْدَ اللّٰهِ ؕ وَاُولٰٓئِكَ هُمُ الْفَآئِزُوْنَ ﴿۲۰﴾ يُبَشِّرُهُمْ رَبُّهُمْ بِرَحْمَةٍ مِّنْهُ وَرِضْوَانٍ

| | | | | | | | | |
|---|---|---|---|---|---|---|---|---|
| عِنْدَ اللّٰهِ | وَاُولٰٓئِكَ | هُمْ | الْفَآئِزُوْنَ | يُبَشِّرُهُمْ | رَبُّهُمْ | بِرَحْمَةٍ | مِّنْهُ | وَرِضْوَانٍ |
| اللہ کے ہاں | اور وہی لوگ | وہ | مراد کو پہنچنے والے | انہیں خوشخبری دیتا ہے | ان کا رب | رحمت کی | اپنی طرف سے | اور خوشنودی |

اللہ کے نزدیک بہت بڑے ہیں اور یہی لوگ پورے کامیاب ہیں۔ ان کا رب ان کو بشارت دیتا ہے اپنی طرف سے بڑی رحمت اور بڑی رضامندی

وَّجَنّٰتٍ لَّهُمْ فِيْهَا نَعِيْمٌ مُّقِيْمٌ ﴿۲۱﴾ خٰلِدِيْنَ فِيْهَآ اَبَدًا ؕ اِنَّ اللّٰهَ عِنْدَهٗٓ اَجْرٌ عَظِيْمٌ ﴿۲۲﴾

| | | | | | | | | | | | | |
|---|---|---|---|---|---|---|---|---|---|---|---|---|
| وَجَنّٰتٍ | لَهُمْ | فِيْهَا | نَعِيْمٌ | مُقِيْمٌ | خٰلِدِيْنَ | فِيْهَا | اَبَدًا | اِنَّ | اللّٰهَ | عِنْدَهٗ | اَجْرٌ | عَظِيْمٌ |
| اور باغات | ان کیلئے | ان میں | نعمت | دائمی | ہمیشہ رہیں گے | اس میں | ہمیشہ | بیشک | اللہ | اس کے ہاں | اجر | عظیم |

اور ایسے باغوں کی کہ ان کیلئے ان میں دائمی نعمت ہوگی۔ ان میں یہ ہمیشہ ہمیشہ کو رہیں گے بلاشبہ اللہ کے پاس بڑا اجر ہے۔

**شانِ نزول:** اسلام لانے سے پہلے جب حضرت عباس غزوۂ بدر میں گرفتار ہو کر مسلمانوں کی قید میں آئے اور ان کے مسلم عزیزوں نے ان کو اس پر ملامت کی کہ آپ نعمت ایمان سے محروم ہیں تو انہوں نے بھی یہی کہا تھا کہ آپ لوگ ایمان و ہجرت کو اپنا بڑا سرمایہ فضیلت سمجھتے ہیں مگر ہم بھی تو بیت اللہ کی عمارت اور حجاج کو پانی پلانے کی اہم خدمات کے متولی ہیں جن کے برابر کسی کا عمل نہیں ہوسکتا اس پر یہ آیتیں نازل ہوئیں اور صحیح مسلم میں یہ روایت ہے کہ ایک روز جمعہ کے دن مسجد نبوی میں چند حضرات صحابہ جمع تھے۔ حاضرین میں سے ایک نے کہا کہ اسلام اور ایمان کے بعد میرے نزدیک حجاج کو پانی پلانے سے بڑھ کر کوئی عمل نہیں اور مجھے اس کے مقابلہ میں کسی دوسرے عمل کی پرواہ نہیں۔

دوسرے صاحب نے ان کے جواب میں کہا کہ نہیں اللہ کی راہ میں جہاد سب سے بڑا عمل ہے اور تمام عبادات واعمال سے افضل واشرف ہے۔ اس طرح آپس میں مذاکرہ ہوا۔ حضرت عمرؓ نے ان کو ڈانٹا کہ تم جمعہ کے وقت منبر نبوی کے پاس بیٹھ کر اس طرح بحثیں کر رہے ہو۔ ذرا صبر کرو جب حضور صلی اللہ علیہ وسلم جمعہ سے فارغ ہو جائیں گے آپ صلی اللہ علیہ وسلم سے یہ چیز دریافت کر لینا چنانچہ جمعہ کے بعد حضور صلی اللہ علیہ وسلم سے سوال کیا گیا تو یہ آیات نازل ہوئیں۔

## بغیر ایمان کوئی عمل مقبول نہیں

یہاں بتلایا جاتا ہے کہ شرک کے ساتھ تو کوئی عمل کتنا ہی بڑا ہو مقبول اور قابل ذکر ہی نہیں اس لئے کسی مشرک کو بیت اللہ کی یا حجاج کے پانی پلانے کی وجہ سے کوئی فضیلت اور بزرگی مسلمانوں کے مقابلہ میں حاصل نہیں ہو سکتی اور ایمان کے بعد بھی ایمان و جہاد کا درجہ بہ نسبت عمارت بیت اللہ اور سقایۃ الحجاج کے بہت زیادہ ہے۔ جو مسلمان ایمان اور جہاد فی سبیل اللہ میں مقدم رہے وہ ان مسلمانوں سے افضل ہیں جنہوں نے جہاد میں شرکت نہیں کی اور صرف بیت اللہ کی عمارت اور حجاج کے پانی پلانے کی خدمت انجام دیتے رہے تو یہاں مشرکین کی بات کا بھی جواب ہو گیا کہ بیت اللہ کی عمارت کی دیکھ بھال اور حجاج کو پانی پلانا ان دونوں سے ایمان بھی افضل ہے اور جہاد فی سبیل اللہ بھی۔ اور مسلمانوں کی بات کا بھی جواب ہو گیا کہ اسلام اور ایمان کے بعد جہاد فی سبیل اللہ عمارت مسجد الحرام اور حجاج کو پانی پلانے سے افضل ہے۔

## عمارت مسجد کا معنی ومقام

تفسیر مظہری میں حضرت علامہ قاضی ثناء اللہ پانی پتی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ اس آیت میں جو عمارت مسجد پر جہاد کو فضیلت اور ترجیح دی گئی ہے یہ عمارت کے ظاہری معنیٰ کی رو سے ہے یعنی مسجد کی تعمیر اور ضروری انتظامات کہ جہاد فی سبیل اللہ کا ان کے مقابلہ میں افضل ہونا مسلم ہے۔ لیکن عمارت مسجد کے ایک دوسرے معنیٰ عبادت اور ذکر اللہ کے لئے مسجد میں حاضری کے بھی آتے ہیں اور درحقیقت مسجد کی اصلی عمارت وآبادی اسی سے ہے اور اس معنی کے اعتبار سے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے صریح ارشاد کی بناء پر عمارت مسجد جہاد سے افضل اور اعلیٰ ہے جیسا کہ مسند احمد اور ترمذی و ابن ماجہ میں حضرت ابو درداء کی روایت میں منقول ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ کیا میں تمہیں ایسا عمل بتلاؤں جو تمہارے تمام اعمال سے بہتر اور تمہارے مالک کے نزدیک سب سے زیادہ افضل ہو اور تمہارے درجات کو سب سے زیادہ بلند کرنے والا اور سونے چاندی کو اللہ کی راہ میں خرچ کرنے سے بھی افضل ہو اور اس سے بھی افضل ہو کہ تم جہاد میں دشمن سے سخت مقابلہ کرو جس میں تم ان کو قتل کرو وہ تمہیں قتل کریں۔ صحابہ کرام نے عرض کیا یا رسول اللہ وہ عمل ضرور بتلایئے آپ نے فرمایا کہ وہ عمل ذکر اللہ ہے۔ اس سے معلوم ہوا کہ ذکر اللہ کی فضیلت جہاد سے بھی زیادہ ہے اور عمارت مسجد جب بمعنیٰ ذکر اللہ لی جائے تو وہ بھی جہاد سے افضل ہے مگر اس جگہ مشرکین کا فخر و غرور ظاہر ہے کہ ذکر اللہ اور عبادت کی بناء پر نہ تھا بلکہ ظاہری تعمیر اور انتظامات کی بناء پر تھا اس لئے جہاد کو اس پر افضل قرار دیا گیا۔

## ایمان‘ جہاد اور ہجرت پر بشارت

آگے بتلایا جاتا ہے کہ خوب سمجھ لو کہ جو لوگ اللہ اور روز آخرت پر ایمان لائے اور پھر اللہ کے لئے اپنے گھر بار اور خویش واقارب سب کو چھوڑا اور پھر خدا کی راہ میں اپنے جان و مال سے جہاد کیا اور اللہ اس کے رسول کی محبت میں اپنے خویش واقارب سے جنگ کی۔ ایسے لوگ اللہ کے نزدیک بڑے درجہ والے ہیں اور ایسے ہی لوگ دونوں جہان میں کامیاب ہیں۔ ان کو ان کا پروردگار خوشخبری دیتا ہے اپنی خاص رحمت کی اور رضامندی کی اور ایسے باغوں کی جن میں ان کے لئے دائمی نعمت ہوگی جو کبھی منقطع نہ ہوگی۔ وہ ہمیشہ ہمیشہ انہی باغوں میں رہیں گے بیشک اللہ کے پاس بڑا اجر ہے جس کے سامنے تمام دنیا ہیچ ہے اور خداوند تعالیٰ کی رضامندی اور خوشنودی جنت سے بھی بڑھ کر ہے۔

یہاں پہلی آیت میں تین چیزوں کا ذکر تھا۔ ایمان‘ جہاد اور ہجرت۔ ان تین پر بشارت بھی تین چیزوں کی دی رحمت‘ رضوان‘ اور

جنت میں داخلہ یعنی رحمت ایمان پر مرتب ہے۔ایمان نہ ہوتو آخرت میں خدا کی رحمت و مہربانی سے کوئی حصہ نہیں مل سکتا اور رضوان جو بہت ہی اعلیٰ مقام ہے جہاد فی سبیل اللہ کا صلہ ہے۔مجاہد فی سبیل اللہ تمام نفسانی لذات اور تعلقات ترک کر کے خدا کے راستہ میں جان و مال نثار کرتا ہے اور خدا کی خوشنودی حاصل کرنے کے لئے انتہائی قربانی پیش کرتا ہے۔لہذا اس کا صلہ بھی انتہائی ہونا چاہئے اور وہ حق تعالیٰ کی رضا کا مقام ہے۔باقی ہجرت وہ خدا کے لئے اپنے وطن اور گھربار چھوڑنے کا نام ہے اس لئے مہاجر کو خوشخبری اور بشارت دی گئی کہ تیرے وطن سے بہتر وطن اور تیرے گھر سے بہتر گھر تجھ کو ملے گا جس میں ہمیشہ اعلیٰ درجہ کی آسائش اور راحت سے رہنا ہوگا جس سے علیحدگی کی کبھی نوبت نہیں آئے گی۔

خلاصہ یہ کہ کافر کی کوئی نیکی مقبول نہیں۔اس کا کفر سب نیکیوں کو برباد کر دیتا ہے بخلاف اس کے جو لوگ ایمان باللہ رکھتے ہیں اور پھر انہوں نے اللہ کے واسطے ہجرت بھی کی اور اللہ کے راستہ میں جہاد بھی کیا ان کو اللہ تعالیٰ بڑے درجات عنایت فرمائے گا اور ایسے لوگوں کے لئے تین بشارتیں ہیں۔رحمت‘ خوشنودی اور ہمیشہ کے لئے جنت میں داخلے کا ویزا۔

## دعا کیجئے

**یَا اللّٰہُ** ایمان اور اسلام کے ساتھ ہم کو جہاد فی سبیل اللہ کی دولت عطا فرمائیں اور ان آیات میں دی ہوئی بشارت کا ہم کو بھی مصداق بنائیں۔یا اللہ اپنی رحمت سے ہم سب کو نواز دے اور اپنی خوشنودی عطا فرما دے اور اپنی جنت میں ہیشگی کا داخلہ نصیب فرما دے۔آمین

**یَا اللّٰہُ** بہت سے گناہ آپ کی مخلوق سے چھپا کر کر لئے لیکن آپ سے کہاں چھپا سکتا تھا۔الٰہی! میں اپنا عذر پیش کرتا ہوں اور آپ سے معافی چاہتا ہوں معافی چاہنے کے بعد بھی گناہ ہو جائے تو اس کی بھی معافی چاہتا ہوں۔ مجھے بخش دیجئے۔

جس گناہ کی طرف میرے پیر چلے ہوں‘ میرے ہاتھ بڑھے ہوں‘ میری نگاہوں نے ایسا ویسا دیکھا ہو‘ زبان سے گناہ ہوئے ہوں‘ آپ کا رزق بے جا برباد کر دیا ہو لیکن آپ نے باوجود اس کے اپنا رزق مجھ سے نہیں روکا اور عطا کیا۔میں نے پھر اس عطا کو تیری نافرمانی میں لگایا اس کے باوجود میں نے زیادہ رزق مانگا‘ آپ نے زیادہ دیا‘ میں نے گناہ علی الاعلان کیا لیکن آپ نے رسوا نہ ہونے دیا۔میں گناہ پر اصرار کرتا رہا آپ برابر حلم فرماتے رہے۔پس اے اکرم الاکرمین! میرے سب گناہ معاف فرما دیجئے۔

وَاٰخِرُ دَعْوٰنَا اَنِ الْحَمْدُ لِلّٰهِ رَبِّ الْعٰلَمِيْنَ

يٰۤاَيُّهَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا لَا تَتَّخِذُوْۤا اٰبَآءَكُمْ وَاِخْوَانَكُمْ اَوْلِيَآءَ اِنِ اسْتَحَبُّوا الْكُفْرَ

| يٰۤاَيُّهَا | الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا | لَا تَتَّخِذُوْۤا | اٰبَآءَكُمْ | وَاِخْوَانَكُمْ | اَوْلِيَآءَ | اِنِ | اسْتَحَبُّوا | الْكُفْرَ |
|---|---|---|---|---|---|---|---|---|
| اے | وہ لوگ جو ایمان لائے (ایمان والے) | تم نہ بناؤ | اپنے باپ دادا | اور اپنے بھائی | رفیق | اگر | وہ پسند کریں | کفر |

اے ایمان والو اپنے باپوں اور اپنے بھائیوں کو رفیق مت بناؤ اگر وہ لوگ کفر کو بمقابلہ ایمان کے عزیز رکھیں اور جو شخص تم میں سے انکے ساتھ رفاقت

عَلَى الْاِيْمَانِ ؕ وَمَنْ يَّتَوَلَّهُمْ مِّنْكُمْ فَاُولٰٓئِكَ هُمُ الظّٰلِمُوْنَ ﴿۲۳﴾ قُلْ اِنْ كَانَ اٰبَآؤُكُمْ

| عَلَى الْاِيْمَانِ | وَ | مَنْ | يَّتَوَلَّهُمْ | مِّنْكُمْ | فَاُولٰٓئِكَ | هُمُ | الظّٰلِمُوْنَ | قُلْ | اِنْ | كَانَ | اٰبَآؤُكُمْ |
|---|---|---|---|---|---|---|---|---|---|---|---|
| ایمان پر (ایمان کے خلاف) | اور | جو | دوستی کریگا ان سے | تم میں سے | تو وہی لوگ | وہ | ظالم (جمع) | کہدیں | اگر | ہوں | تمہارے باپ دادا |

رکھے گا سو ایسے لوگ بڑے نافرمان ہیں ۔ آپ کہہ دیجئے کہ اگر تمہارے باپ اور تمہارے بیٹے اور تمہاری بھائی

وَاَبْنَآؤُكُمْ وَاِخْوَانُكُمْ وَاَزْوَاجُكُمْ وَعَشِيْرَتُكُمْ وَاَمْوَالُ ۨاقْتَرَفْتُمُوْهَا وَتِجَارَةٌ

| وَاَبْنَآؤُكُمْ | وَاِخْوَانُكُمْ | وَاَزْوَاجُكُمْ | وَعَشِيْرَتُكُمْ | وَاَمْوَالُ | اقْتَرَفْتُمُوْهَا | وَتِجَارَةٌ |
|---|---|---|---|---|---|---|
| اور تمہارے بیٹے | اور تمہارے بھائی | اور تمہاری بیویاں | اور تمہارے کنبے | اور مال (جمع) | جو تم نے کمائے | اور تجارت |

اور تمہاری بیبیاں اور تمہارا کنبہ اور وہ مال جو تم نے کمائے ہیں اور وہ تجارت جس کے ماند پڑجانے کا تم کو اندیشہ ہو

تَخْشَوْنَ كَسَادَهَا وَمَسٰكِنُ تَرْضَوْنَهَاۤ اَحَبَّ اِلَيْكُمْ مِّنَ اللّٰهِ وَرَسُوْلِهٖ وَجِهَادٍ

| تَخْشَوْنَ | كَسَادَهَا | وَمَسٰكِنُ | تَرْضَوْنَهَا | اَحَبَّ | اِلَيْكُمْ | مِّنَ اللّٰهِ | وَرَسُوْلِهٖ | وَجِهَادٍ |
|---|---|---|---|---|---|---|---|---|
| تم ڈرتے ہو | اس کا نقصان | اور حویلیاں | جو تم پسند کرتے ہو | زیادہ پیاری | تمہارے لئے (تمہیں) | اللہ سے | اور اس کا رسول ؐ | اور جہاد |

اور وہ گھر جن کو تم پسند کرتے ہو تم کو اللہ سے اور اس کے رسول سے اور اس کی راہ میں جہاد کرنے سے زیادہ پیارے ہوں تو تم منتظر رہو

فِيْ سَبِيْلِهٖ فَتَرَبَّصُوْا حَتّٰى يَاْتِيَ اللّٰهُ بِاَمْرِهٖ ؕ وَاللّٰهُ لَا يَهْدِي الْقَوْمَ الْفٰسِقِيْنَ ﴿۲۴﴾

| فِيْ سَبِيْلِهٖ | فَتَرَبَّصُوْا | حَتّٰى | يَاْتِيَ | اللّٰهُ | بِاَمْرِهٖ | وَاللّٰهُ | لَا يَهْدِي | الْقَوْمَ | الْفٰسِقِيْنَ |
|---|---|---|---|---|---|---|---|---|---|
| اس کی راہ میں | انتظار کرو | یہانتک کہ | آجائے | اللہ | اس کا حکم | اور اللہ | ہدایت نہیں دیتا | لوگ | نافرمان |

یہاں تک کہ اللہ تعالیٰ اپنا حکم بھیج دیں اور اللہ تعالیٰ بے حکمی کرنے والے لوگوں کو انکے مقصود تک نہیں پہنچاتا۔

## ایمان، جہاد و ہجرت کے سامنے رشتہ داری کی کوئی حیثیت نہیں ہے

گذشتہ آیات میں بتلایا گیا تھا کہ ایمان باللہ کے ساتھ جہاد و ہجرت اعظم اور افضل ترین اعمال ہیں لیکن بسا اوقات جہاد اور ہجرت میں عزیز و اقارب، کنبہ برادری کے تعلقات خلل انداز ہوتے ہیں اس لئے اب ایمان والوں کو خطاب کر کے بتلایا جاتا ہے کہ جن لوگوں کو ایمان سے زیادہ کفر عزیز ہے ایک مومن کو انہیں ہرگز عزیز نہیں رکھنا چاہئے اگر وہ اس کے باپ اور بھائی ہی کیوں نہ ہوں۔ مومن کی شان نہیں کہ ان سے رفاقت اور دوستی

کا دم بھرے حتیٰ کہ یہ تعلقات اس کو جہاد اور ہجرت سے مانع ہو جائیں۔ ایسا کرنے والے گنہ گار بن کر اپنی جانوں پر ظلم کرنے والے ہوں گے۔

## جہاد کی مزید تاکید

آگے جہاد کے لئے مزید تاکید اور تنبیہ کی غرض سے نہایت موثر انداز میں آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کو خطاب فرما کر ارشاد ہوتا ہے کہ آپ مسلمانوں کو بتا دیجئے کہ اگر خدا اور رسول کے احکام کو ماننے اور ہجرت یا جہاد کرنے سے یہ خیال رکاوٹ ہو کہ کنبہ اور برادری چھوٹ جائے گی اموال تلف ہوں گے۔ تجارت ماند پڑ جائے گی یا بند ہو جائے گی۔ آرام کے مکانوں سے نکل کر بے آرام ہونا پڑے گا تو پھر خدا کی طرف سے حکم سزا کا انتظار کرو جو اس تن آسانی اور دنیا طلبی پر آنے والا ہے۔ مزید تنبیہ اور تاکید کے لئے آیت کے اخیر میں فرمایا وَاللّٰهُ لَا يَهْدِي الْقَوْمَ الْفٰسِقِيْنَ یعنی جو لوگ مشرکین کے تعلقات یا دنیوی خواہشات یا مال و دولت کی محبت میں پھنس کر احکام الٰہیہ کی تعمیل نہ کریں اور اللہ کے راستہ میں جہاد کرنے سے باز رہیں تو ان کو حقیقی کامیابی کا راستہ نہیں مل سکتا۔ ایک حدیث میں بھی ارشاد ہے کہ جب تم بیلوں کی دم پکڑ کر کھیتی باڑی پر راضی ہو جاؤ گے اور "جہاد" چھوڑ بیٹھو گے تو خدا تم پر ایسی ذلت مسلط کر دے گا جس سے کبھی نکل نہ سکو گے یہاں تک کہ پھر اپنے دین یعنی جہاد فی سبیل اللہ کی طرف واپس آ ؤ۔

اس جگہ اللہ تعالیٰ نے صاف صاف بتلا دیا کہ ایک طرف خدا اور رسول کی محبت اور اطاعت اور دوسری طرف ماں باپ بھائی بہن دوست احباب عزیز و اقارب مال و دولت کاروبار دکان، مکان، سامان ان سب کی محبت۔ اب اگر کوئی خدا اور رسول کا وفادار ہے تو وہ لازمی طور سے ان میں سے کسی ایک کا کہنا اللہ تعالیٰ اور اس کے رسول کی نافرمانی میں نہ مانے گا اور ان میں سے کسی چیز کی محبت اس کو جہاد فی سبیل اللہ اور خدمت دین سے نہ روک سکے گی۔ لیکن اگر ایسا نہیں ہے تو وہ خدا کا دوست اور سچا مومن نہیں ہو سکتا بلکہ آیت کا اخیر جملہ واللہ لایھدی القوم الفسقین اس طرف اشارہ کر رہا ہے کہ وہ فاسق اور نافرمان شمار ہوگا۔

## صحابۂ کرام رضی اللہ عنہم کا جذبہ جہاد

بدر کی لڑائی سب سے افضل اور سب سے زیادہ مہتم بالشان لڑائی ہے اس لئے کہ اس میں مقابلہ نہایت سخت تھا۔ مسلمانوں کی جماعت نہایت قلیل اور بے سروسامان اور کفار کی تعداد نسبتاً بڑی اور جنگی ساز و سامان کے ساتھ۔ ان سب باتوں کے باوجود حضرت عبداللہ بن عمرؓ اور حضرت براء بن عازبؓ جن کی عمر اس وقت ۱۲، ۱۳ برس کے قریب ہوگی لڑائی میں شرکت کے شوق میں گھر سے چل دیئے۔ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے بچہ ہونے کی وجہ سے راستہ میں سے لوٹا دیا۔ یہ دونوں حضرات احد کی لڑائی میں بھی واپس کئے گئے تھے جو بدر کی لڑائی کے ایک سال بعد ہوئی۔ جب اس میں بھی یہ بچوں میں شمار کئے گئے تو بدر میں تو اور بھی چھوٹے تھے مگر ان حضرات کا شوق تھا کہ بچپن ہی سے یہ ولولہ اور شوق جوش مارتا تھا اور ہر لڑائی میں شریک ہونے اور اجازت ملنے کی کوشش کرتے تھے۔ یہ تو تھا بچوں کا حال اب عورتوں کی حالت دیکھئے۔ حضرت خنساء جنہوں نے ہجرت کر کے اور مدینہ منورہ آ کر اسلام قبول کیا اور جو عرب کی مشہور شاعرہ تھیں۔ حضرت عمرؓ کے زمانہ خلافت میں ۱۶ ہجری میں قادسیہ کی لڑائی ہوئی جس میں حضرت خنساء اپنے چاروں بیٹوں سمیت شریک ہوئیں۔

لڑکوں کو ایک دن پہلے نصیحت کی اور لڑائی کی شرکت کا شوق دلایا اور کہنے لگیں کہ میرے بیٹو تم اپنی خوشی سے مسلمان ہوئے ہو اور اپنی ہی خوشی سے تم نے ہجرت کی۔ اس ذات کی قسم جس کے سوا کوئی معبود نہیں جس طرح تم ایک ماں کے پیٹ سے پیدا ہوئے ہو اسی طرح ایک باپ کی اولاد ہو۔ میں نے تمہارے باپ سے خیانت کی نہ میں نے تمہاری شرافت میں کوئی دھبہ لگایا۔ نہ تمہارے نسب کو میں نے خراب کیا۔ تمہیں معلوم ہے کہ اللہ جل شانہٗ نے مسلمانوں کے لئے کافروں سے لڑائی میں کیا کیا ثواب رکھا ہے۔ تمہیں یہ بات بھی یاد رکھنی چاہئے کہ آخرت کی باقی رہنے والی زندگی دنیا کی فنا ہو جانے والی زندگی سے کہیں بہتر ہے۔ لہٰذا کل صبح کو جب تم صحیح سالم اٹھو تو لڑائی میں شریک ہو اور اللہ تعالیٰ سے دشمن کے مقابلہ میں مدد مانگتے ہوئے بڑھو اور جب تم دیکھو کہ لڑائی زور پر آ گئی اور اس کے شعلے بھڑکنے لگے تو اس میں بلا

دریغ گھس جانا اور کافروں کا مقابلہ کرنا۔ ان شاء اللہ جنت میں اکرام کے ساتھ کامیاب ہو کر رہو گے۔ چنانچہ صبح کو جب لڑائی زوروں پر ہوئی تو چاروں میں سے ایک ایک نمبر وار آگے بڑھتا اور اپنی ماں کی نصیحت کو اشعار میں پڑھ کر امنگ پیدا کرتا اور جب شہید ہو جاتا تو اسی طرح دوسرا بڑھتا بالآخر چاروں شہید ہوئے اور جب ماں کو اس کی خبر ہوئی تو انہوں نے کہا کہ اللہ کا شکر ہے کہ جس نے ان کی شہادت سے مجھے شرف بخشا۔ مجھے اللہ کی ذات سے امید ہے کہ میں بھی ان چاروں کے ساتھ اللہ کی رحمت کے سایہ میں رہوں گی اگر آپ صحابہ کرام مردٗ عورتوں اور بچوں کے حالات پڑھیں تو دو چار دس بیس نہیں سینکڑوں ہزاروں واقعات و حالات اس نوعیت کے پائیں گے۔ پھر جیسا انہوں نے اللہ اور رسول کی محبت اور دین کے لئے اپنا جان مال قربان کیا اللہ پاک نے پھر ویسا ہی انہیں درجات عالیہ سے نوازا۔

**کامل ایمان:** مفسرین نے ان آیات کے تحت لکھا ہے کہ سچا ایمان اس کے بغیر نہیں ہو سکتا کہ اللہ اور رسول کی محبت ساری دنیا اور خود اپنی جان سے بھی زیادہ ہو۔ اسی لئے ایک صحیح حدیث میں جو بخاری و مسلم میں بروایت حضرت انسؓ منقول ہے۔ رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا کہ کوئی آدمی اس وقت تک مومن نہیں ہو سکتا جب تک کہ میں اس کے نزدیک اس کے باپ اور اولاد اور دنیا کے تمام لوگوں سے زیادہ محبوب نہ ہو جاؤں۔ اور ایک دوسری حدیث میں حضرت ابوامامہؓ سے منقول ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ جس نے کسی سے دوستی کی تو اللہ کے لئے اور دشمنی کی تو وہ بھی اللہ ہی کے لئے کی اور مال کو خرچ کیا تو وہ بھی اللہ کے لئے اور کسی جگہ خرچ کرنے سے رکا تو وہ بھی اللہ کے لئے اس نے اپنا ایمان مکمل کر لیا۔ ان روایات سے یہ بھی ثابت ہوا کہ ایمان کی تکمیل اس پر موقوف ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی محبت سب محبتوں پر غالب ہو اور انسان کی دوستی ٗ دشمنی دینا ٗ نہ دینا سب حکم خدا اور رسول کے تابع ہو۔

## دعا کیجئے

**یَا اللّٰہُ** یہ قرآن پاک کی آیات واحکام جیسا صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کے لئے تھے ویسی ہی رہتی دنیا مسلمانوں کے لئے ہیں مگر ہم نے اپنی جانوں پر ظلم کیا کہ تیرے احکام کی ادائیگی اور ان کے خاطر خواہ حقوق کی بجا آوری سے قاصر رہے۔

یا اللہ آپ قدرت والے ہیں آپ نے جو کام صحابہ کرام سے لینا چاہا لیا

یا اللہ ہم ناکاروں سے بھی دین اسلام کی کوئی خدمت لے لیجئے۔ دنیا میں اسلام کو سربلند کرنے میں ہمارا بھی کوئی حصہ رکھ دیجئے۔ آمین۔

**یَا اللّٰہُ** جس گناہ کے صغیرہ ہونے سے عذاب آئے ٗ جس گناہ کے کبیرہ ہونے سے عذاب زیادہ ہو جائے اور ان کے وبال میں ابتلا ہو جائے اور ان پر اصرار کرنے سے نعمت زائل ہو جائے ایسے سب گناہ میرے معاف کر دیجئے۔

جس گناہ کو صرف آپ نے دیکھا آپ کے سوا کسی نے نہ دیکھا اور سوائے آپ کے عفو و نجات کا کوئی ذریعہ نہیں انہیں بھی آپ معاف فرما دیجئے۔

وَاٰخِرُ دَعْوٰنَا اَنِ الْحَمْدُ لِلّٰہِ رَبِّ الْعٰلَمِیْنَ

لَقَدْ نَصَرَكُمُ اللّٰهُ فِيْ مَوَاطِنَ كَثِيْرَةٍ ۙ وَّيَوْمَ حُنَيْنٍ ۙ اِذْ اَعْجَبَتْكُمْ كَثْرَتُكُمْ

| لَقَدْ | نَصَرَكُمُ | اللّٰهُ | فِيْ | مَوَاطِنَ | كَثِيْرَةٍ | وَ | يَوْمَ حُنَيْنٍ | اِذْ | اَعْجَبَتْكُمْ | كَثْرَتُكُمْ |
|---|---|---|---|---|---|---|---|---|---|---|
| البتہ | تمہاری مدد کی | اللہ | میں | میدان (جمع) | بہت سے | اور | حنین کے دن | جب | تم خوش ہوئے اِترا گئے | اپنی کثرت |

تم کو خدا تعالیٰ نے بہت موقعوں میں غلبہ دیا اور حُنین کے دن بھی جب کہ تم کو اپنے مجمع کی کثرت سے غرہ ہو گیا تھا پھر وہ کثرت تمہارے کچھ کار آمد

فَلَمْ تُغْنِ عَنْكُمْ شَيْـًٔا وَّضَاقَتْ عَلَيْكُمُ الْاَرْضُ بِمَا رَحُبَتْ ثُمَّ وَلَّيْتُمْ مُّدْبِرِيْنَ ۚ ﴿۲۵﴾

| فَلَمْ تُغْنِ | عَنْكُمْ | شَيْـًٔا | وَضَاقَتْ | عَلَيْكُمُ | الْاَرْضُ | بِمَا رَحُبَتْ | ثُمَّ | وَلَّيْتُمْ | مُدْبِرِيْنَ |
|---|---|---|---|---|---|---|---|---|---|
| تو نہ فائدہ دیا | تمہیں | کچھ | اور تنگ ہو گئی | تم پر | زمین | فراخی کے باوجود | پھر | تم پھر گئے | پیٹھ دیکر |

نہ ہوئی اور تم پر زمین باوجود اپنی فراخی کے تنگی کرنے لگی پھر تم پیٹھ دے کر بھاگ کھڑے ہوئے۔

ثُمَّ اَنْزَلَ اللّٰهُ سَكِيْنَتَهٗ عَلٰى رَسُوْلِهٖ وَعَلَى الْمُؤْمِنِيْنَ وَاَنْزَلَ جُنُوْدًا لَّمْ تَرَوْهَا ۚ

| ثُمَّ | اَنْزَلَ | اللّٰهُ | سَكِيْنَتَهٗ | عَلٰى | رَسُوْلِهٖ | وَعَلَى | الْمُؤْمِنِيْنَ | وَاَنْزَلَ | جُنُوْدًا | لَمْ تَرَوْهَا |
|---|---|---|---|---|---|---|---|---|---|---|
| پھر | نازل کی | اللہ | اپنی تسکین | پر | اپنے رسولؐ | اور پر | مومنوں | اور اُتارے اسنے | لشکر | وہ تم نے نہ دیکھے |

اسکے بعد اللہ تعالیٰ نے اپنے رسول پر اور دوسرے مؤمنین پر اپنی تسلی نازل فرمائی اور ایسے لشکر نازل فرمائے جن کو تم نے نہیں دیکھا

وَعَذَّبَ الَّذِيْنَ كَفَرُوْا ۭ وَذٰلِكَ جَزَاۗءُ الْكٰفِرِيْنَ ﴿۲۶﴾ ثُمَّ يَتُوْبُ اللّٰهُ مِنْۢ بَعْدِ ذٰلِكَ

| وَعَذَّبَ | الَّذِيْنَ+كَفَرُوْا | وَذٰلِكَ | جَزَاۗءُ | الْكٰفِرِيْنَ | ثُمَّ | يَتُوْبُ | اللّٰهُ | مِنْۢ بَعْدِ | ذٰلِكَ |
|---|---|---|---|---|---|---|---|---|---|
| اور عذاب دیا | وہ لوگ جنھوں نے کفر کیا (کافر) | اور یہی | سزا | کافر (جمع) | پھر | توبہ قبول کریگا | اللہ | بعد | اس |

اور کافروں کو سزا دی اور یہ کافروں کی سزا ہے۔ پھر خدا تعالیٰ جس کو چاہیں توبہ

| عَلٰى مَنْ يَّشَاۗءُ ۭ وَاللّٰهُ غَفُوْرٌ رَّحِيْمٌ ﴿۲۷﴾ | عَلٰى | مَنْ يَّشَاۗءُ | وَاللّٰهُ | غَفُوْرٌ | رَحِيْمٌ |
|---|---|---|---|---|---|
| نصیب کردیں اور اللہ تعالیٰ بڑی مغفرت کرنیوالے بڑی رحمت کرنیوالے ہیں۔ | پر | جس کی چاہے | اور اللہ | بخشنے والا | نہایت مہربان |

**غزوۂ حُنین کا واقعہ:** ان آیات میں غزوۂ حنین کا واقعہ یاد دلایا جاتا ہے۔ ۸ ہجری میں جب آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے مکہ فتح کیا تو فتح مکہ سے دو ہفتہ بعد آپ کو اطلاع ملی کہ ہوازن اور ثقیف وغیرہ بہت سے قبائل عرب نے ایک لشکر جرار تیار کر کے بڑے ساز و سامان سے مسلمانوں پر حملہ کرنے کا ارادہ کیا ہے یہ خبر پاتے ہی آپ نے دس ہزار مہاجرین وانصار کی فوج گراں لے کر جو مکہ فتح کرنے کے لئے مدینہ سے ہمراہ آئی تھی طائف کی طرف کوچ کر دیا۔ اس فوج میں دو ہزار نو مسلم جو فتح مکہ کے وقت مسلمان ہوئے تھے وہ بھی آپ کے ہمراہ تھے۔ اور یہ پہلا موقع تھا کہ ۱۲ ہزار کی عظیم الشان جمعیت کیل کانٹے اور جنگی سامان سے لیس ہو کر میدان جہاد میں نکلے۔ حنین ایک مقام ہے طائف اور مکہ کے درمیان وہاں مشرکین کا لشکر جس کی تعداد چار ہزار تھی جمع ہوا تھا۔ جب اسلامی لشکر جس کی تعداد ۱۲ ہزار تھی ساز و سامان سے چلا تو بعض صحابہ سے یہ منظر دیکھ کر رہا نہ گیا اور بے ساختہ بول اٹھے کہ جب ہم بہت تھوڑے تھے اس وقت

ہمیشہ غالب رہے تو آج ہماری اتنی بڑی تعداد کسی سے مغلوب ہونے والی نہیں۔ یہ جملہ مردان توحید کی زبان سے نکلنا بارگاہ خداوندی میں ناپسند ہوا۔ ابھی مکہ سے تھوڑی دور نکلے تھے کہ دونوں لشکر مقابل ہو گئے۔ فریق مخالف کی جمعیت چار ہزار تھی جو سر کو کفن باندھ کر اور سب عورتوں اور بچوں کو ساتھ لے کر ایک فیصلہ کن جنگ کے لئے پوری تیاری سے نکلے تھے۔ اونٹ، گھوڑے، مواشی اور گھروں کا کل اندوختہ کوڑی کوڑی اپنے ہمراہ لے آئے تھے۔ ہوازن کا قبیلہ تیراندازی کے فن میں سارے عرب میں شہرت رکھتا تھا۔ اس کے بڑے ماہر تیر اندازوں کا دستہ وادیٔ حنین کی پہاڑیوں میں گھات لگا کر بیٹھ گیا۔

صحیحین میں حضرت براء بن عازبؓ کی روایت ہے کہ پہلے معرکہ میں کفار کو ہزیمت ہوئی وہ بہت سا مال چھوڑ کر پسپا ہو گئے۔ یہ دیکھ کر مسلمان سپاہی غنیمت کی طرف جھک پڑے اس وقت ہوازن کے تیراندازوں نے گھات سے نکل کر ایک دم دھاوا بول دیا۔ آن واحد میں چاروں طرف سے مسلمانوں پر اس قدر تیر برسائے کہ مسلمانوں کو قدم جمانا مشکل ہو گیا۔ پہلے نومسلموں میں بھگدڑ پڑی اور پھر بقیہ کے بھی پاؤں اکھڑ گئے۔ زمین باوجود فراخی کے تنگ ہو گئی کہیں پناہ کی جگہ نہ ملتی تھی۔ حضور پرنور صلی اللہ علیہ وسلم مع چند رفقاء کے دشمنوں کے نرغہ میں تھے۔ تقریباً ۱۰۰ یا ۸۰ صحابہ جن میں حضرت ابوبکرؓ، حضرت عمرؓ، حضرت عباسؓ، حضرت علیؓ، حضرت عبداللہ بن مسعود وغیرھم رضی اللہ تعالیٰ عنہم شامل تھے۔ میدان جنگ میں باقی رہ گئے تھے۔ جو پہاڑ سے زیادہ مستقیم نظر آتے تھے۔ یہ خاص موقع تھا جبکہ دنیا نے پیغمبرانہ صداقت و توکل اور معجزانہ شجاعت کا کارنامہ ان ظاہری آنکھوں سے دیکھا۔ آپ سفید خچر پر سوار ہیں۔ حضرت عباسؓ ایک رکاب اور حضرت ابوسفیان دوسری رکاب تھامے ہوئے ہیں۔ چار ہزار کا مسلح لشکر پورے جوش انتقام میں ٹوٹا پڑتا ہے۔ ہر چار طرف سے تیروں کا مینہ برس رہا ہے۔ ساتھی منتشر ہو چکے ہیں مگر رفیق اعلیٰ آپؐ کے ساتھ ہے اس وقت بھی زبان پر نہایت استغنا اور اطمینان کے ساتھ انا النبی لا کذب انا بن عبدالمطلب جاری ہے یعنی بیشک میں سچا پیغمبر ہوں اور عبدالمطلب کی اولاد ہوں۔ پھر آپ کی ہدایت کے موافق حضرت عباسؓ نے جو نہایت بلند آواز تھے اصحاب کو پکارا۔ لوگ پھر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے گرد جمع ہوئے۔ اسی اثناء میں حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے تھوڑی سی مٹی اور کنکریاں اٹھا کر لشکر کفار پر پھینکیں جو خدا کی قدرت سے ہر کافر کے چہرے اور آنکھ پر پڑی ادھر حق تعالیٰ نے فرشتوں کی فوجیں آسمان سے بھیج دیں جن کا نزول مسلمانوں کی تقویت و ہمت افزائی اور کفار کی مرعوبیت کا سبب ہوا۔ پھر کیا تھا مسلمانوں نے جو پلٹ کر حملہ کیا تو آناً فاناً میں مطلع صاف تھا۔ بالآخر کفار نے شکست کھائی بہت سے قتل و قید ہوئے اور ہزاروں قیدی بندھے ہوئے آپ کے سامنے کھڑے کئے گئے۔ مال غنیمت کے ڈھیر لگ گئے۔ چوبیس ہزار اونٹ اور چار ہزار اوقیہ چاندی (جو تقریباً چار من بنتی ہے) اور چالیس ہزار سے زائد بکریاں مال غنیمت میں مسلمانوں کے ہاتھ آئیں۔ (تفسیر معارف القرآن از حضرت کاندھلویؒ) اس طرح کافروں کو دنیا میں سزا دی گئی۔ بعد میں بہت سوں نے حاضر ہو کر اسلام قبول کر لیا۔ سچی توبہ کی اور پکے مسلمان ہو گئے۔ آپ نے ان کے گرفتار بال بچوں کو رہا فرما دیا۔

تو ان آیات میں واقعہ حنین جتلا کر یہ بتلایا کہ کفار سے مقابلہ کے وقت فتح فقط اللہ کی مدد پر موقوف ہے۔ آدمی اور سامان کی کمی بیشی سے کچھ نہیں ہوتا۔ گو ہر کام کے لئے تدبیر اور کوشش ضروری ہے مگر بھروسہ فقط اللہ پر ہونا چاہئے۔

ان آیات کے تحت اور غزوۂ حنین کے واقعات کے ضمن میں جو بعض احکام وہدایات مفسرین کرام نے تحریر فرمائے ہیں وہ یہ ہیں۔

## قوت وطاقت پر گھمنڈ نہیں کرنا چاہئے

آیات مذکورہ میں سب سے پہلی ہدایت تو یہ دی گئی کہ مسلمانوں کو کسی وقت بھی اپنی جمعیت اور طاقت پر غرور نہ کرنا چاہئے۔ جس طرح کمزوری اور بے سامانی کے وقت ان کی نظر اللہ تعالیٰ کی نصرت و امداد پر رہتی ہے اسی طرح قوت وطاقت کے وقت بھی ان کا مکمل اعتماد صرف اللہ تعالیٰ کی امداد ہی پر ہونا چاہئے۔ غزوۂ حنین میں مسلمانوں کی تعداد کثرت اور سامان حرب کے کافی ہونے کی وجہ سے

34

بعض صحابہ کرام کی زبان پر جو بڑا بول آ گیا تھا کہ آج تو کسی کی مجال نہیں جو ہم سے بازی لے جا سکے۔ اللہ تعالیٰ کو اپنی اس محبوب جماعت کی زبان سے ایسے کلمات پسند نہ آئے۔ اور اس کا نتیجہ یہ ہوا کہ ابتدائی حملہ کے وقت مسلمانوں کے پاؤں اکھڑ گئے اور بھاگنے لگے۔ پھر اللہ تعالیٰ کی غیبی امداد سے یہ میدان فتح ہوا۔

## دشمنوں کے ساتھ عدل وانصاف کا سبق

دوسری ہدایت اس واقعہ سے یہ حاصل ہوئی کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے غزوۂ حنین کے لئے مکہ کے مفتوح غیر مسلموں سے جو سامان جنگ زرہیں اور نیزے لئے تھے یہ ایسا موقع تھا کہ ان سے زبردستی بھی یہ چیزیں لی جا سکتی تھیں مگر آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے عاریت کہہ کر لیا اور ان کی مستعار چیزیں جنگ کے بعد واپس کر دیں۔ اس واقعہ نے مسلمانوں کو دشمنوں کے ساتھ بھی پورے عدل وانصاف اور رحم وکرم کے معاملہ کا سبق دیا۔

## رحمۃ اللعالمینی

تیسری ہدایت اس غزوۂ حنین سے یہ ملتی ہے کہ ہوازن کے شکست خوردہ لوگوں کے بار بار حملہ آور ہونے اور تیر برسانے کے جواب میں رحمۃ اللعالمین صلی اللہ علیہ وسلم کی زبان مبارک سے بددعاء کی بجائے ان کے لئے ہدایت کی دعاء مسلمانوں کو یہ سبق دے رہی ہے کہ مسلمانوں کی جنگ وجہاد کا مقصد صرف دشمن کو زیر کرنا نہیں بلکہ ان کو ہدایت پر لانا ہے۔ اس لئے اس کوشش سے کسی وقت غفلت نہ ہونی چاہئے۔

## مایوس نہ ہوں

آخری آیت نے یہاں یہ ہدایت کر دی کہ جو کفار مقابلہ میں مغلوب ہو جائیں ان سے بھی مایوس نہ ہوں کہ شاید اللہ تعالیٰ ان کو پھر اسلام وایمان کی ہدایت دے دیں۔ جیسا کہ وفد ہوازن کے واقعۂ اسلام سے ثابت ہوا۔

## دعا کیجئے

یَا اللّٰہُ ہم ضعف کی حالت میں ہوں یا طاقت کی حالت میں ہر حال میں ہمارا اعتماد توکل اور بھروسہ آپ کی ذات عالی پر ہو۔

یا اللہ جس طرح آپ نے ابتدائے اسلام میں اہل ایمان کی مدد فرمائی اور کفر وشرک کے زور کو توڑا۔ یا اللہ اب بھی مسلمانوں کی مدد فرما دے اور جہاں جہاں اہل اسلام اور اہل کفر میں مقابلہ ومقاتلہ ہے یا اللہ اسلام کو غلبہ فتح ونصرت عطا فرما اور کفر کو ذلیل وخوار فرما۔ آمین۔

یَا اللّٰہُ جس گناہ سے نعمت زائل ہو جائے، پردہ دری ہو جائے، مصیبت آ جائے، بیماری لگ جائے، درد ہو جائے یا وہ کل کو عذاب لائے ان گناہوں کو بھی معاف فرما دیجئے۔

وَاٰخِرُ دَعْوٰنَا اَنِ الْحَمْدُ لِلّٰہِ رَبِّ الْعٰلَمِیْنَ

يٰٓاَيُّهَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوْٓا اِنَّمَا الْمُشْرِكُوْنَ نَجَسٌ فَلَا يَقْرَبُوا الْمَسْجِدَ الْحَرَامَ بَعْدَ عَامِهِمْ هٰذَا ۚ

| يٰٓاَيُّهَا | الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا | اِنَّمَا | الْمُشْرِكُوْنَ | نَجَسٌ | فَلَا يَقْرَبُوا | الْمَسْجِدَ الْحَرَامَ | بَعْدَ | عَامِهِمْ | هٰذَا |
|---|---|---|---|---|---|---|---|---|---|
| اے | جولوگ ایمان لائے | اسکے سوانہیں | مشرک | پلید | لہٰذا وہ قریب نہ جائیں | مسجد حرام | بعد | سال | اس |

اے ایمان والو مشرک لوگ نرے ناپاک ہیں سو یہ لوگ اس سال کے بعد مسجد حرام کے پاس نہ آنے پاویں

وَاِنْ خِفْتُمْ عَيْلَةً فَسَوْفَ يُغْنِيْكُمُ اللّٰهُ مِنْ فَضْلِهٖٓ اِنْ شَآءَ ۭ اِنَّ اللّٰهَ عَلِيْمٌ حَكِيْمٌ ۝۲۸

| وَاِنْ | خِفْتُمْ | عَيْلَةً | فَسَوْفَ | يُغْنِيْكُمُ | اللّٰهُ | مِنْ | فَضْلِهٖ | اِنْ شَآءَ | اِنَّ | اللّٰهَ | عَلِيْمٌ | حَكِيْمٌ |
|---|---|---|---|---|---|---|---|---|---|---|---|---|
| اور اگر | تمہیں ڈر ہو | محتاجی | تو جلد | تمہیں غنی کر دیگا | اللہ | سے | اپنا فضل | اگر وہ چاہے | بیشک | اللہ | جاننے والا | حکمت والا |

اور اگر تم مفلسی کا اندیشہ ہو تو خدا تم کو اپنے فضل سے اگر چاہے گا محتاج نہ رکھے گا بیشک اللہ تعالیٰ خوب جاننے والا ہے بڑا حکمت والا ہے

## اب مشرکین حرم کے پاس نہ آنے پائیں

اس آیت میں کفار کے نجس ہونے کی صراحت کے ساتھ ان کے لئے حدود حرم میں داخلہ کی ممانعت کا حکم دیا جاتا ہے اور مشرکین کی حدود حرم میں آمد و رفت بند کر دینے سے بعض مسلمانوں کو اندیشہ ہوا کہ تجارت وغیرہ کو نقصان پہنچے گا۔ کیونکہ اہل مکہ کی گزران معاش تجارت پر تھی۔ دوسرے ملکوں سے مشرکین مکہ میں غلہ لاتے تھے۔ جب مسلمانوں کو یہ حکم دیا گیا کہ مشرکین کو حدود حرم میں داخل نہ ہونے دیا جائے تو مسلمانوں کو یہ خوف ہوا کہ تجارت کے بند ہو جانے سے ہم تنگدست ہو جائیں گے۔ اس لئے اس اندیشہ کو بھی دفع کیا جاتا ہے اور مسلمانوں کو اللہ تعالیٰ پر بھروسہ رکھنے اور اسی کو اپنا کفیل کارساز سمجھنے کی تلقین اور اسی سے اپنی امیدیں وابستہ رکھنے کی ہدایت کی جاتی ہے۔

جب حق تعالیٰ نے شرک کی قوت کو توڑ کر جزیرۃ العرب کا صدر مقام یعنی مکہ معظمہ رمضان ۸ ہجری میں فتح کرا دیا اور قبائل عرب جوق در جوق دائرہ اسلام میں داخل ہونے لگے تب ۹ ہجری میں یہ اعلان کرایا گیا کہ آئندہ کوئی مشرک یا کافر مسجد حرام میں داخل نہ ہو بلکہ اس کے نزدیک یعنی حدود حرم میں بھی نہ آنے پائے کیونکہ ان کے قلوب شرک اور کفر کی نجاست سے اس قدر پلید اور گندے ہیں کہ اس سب سے بڑے مقدس مقام اور مرکز توحید و ایمان میں داخل ہونے کے لائق نہیں۔

اس کے بعد صحیح احادیث سے ثابت ہے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے جزیرۃ العرب سے مشرکین اور یہود و نصاریٰ سب کے نکال دینے کا حکم فرمایا۔ چنانچہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی آخری وصیت کے موافق حضرت عمرؓ کے زمانہ میں یہ حکم عملاً نافذ ہوا۔

## تمہاری تجارت اللہ تعالیٰ کی مشیت پر موقوف ہے

اب حدود حرم میں مشرکین کی آمد و رفت بند کر دینے سے بعض مسلمانوں کو اندیشہ ہوا کہ اس وجہ سے تجارت کو نقصان پہنچے گا اور جو سامان تجارت یہ لوگ لاتے تھے وہ نہیں آئے گا۔ اس لئے مسلمانوں کی حق تعالیٰ نے تسلی کر دی کہ تم اس سے مت گھبراؤ اور یہ نہ خیال کرو کہ اگر یہ نہ آئیں گے تو تجارت تباہ ہو جائے گی۔ تم کو غنیٰ عطا فرمانا یہ محض اس کی مشیت پر موقوف ہے وہ چاہے گا تو کچھ دیر نہ لگے گی۔ چنانچہ یہی ہوا خدا تعالیٰ نے جزیرۃ العرب کے علاوہ آس پاس کے ممالک والے سارے مسلمان کر دیئے۔ مختلف ممالک سے تجارتی سامان آنے لگا۔ بارشیں خوب ہوئیں جس سے پیداوار بڑھ گئی فتوحات وغنائم کے دروازے کھول دیئے۔ اہل کتاب یہود و نصاریٰ سے جزیہ کی رقم وصول ہونے لگی غرض مختلف طرح سے حق تعالیٰ نے اسباب غنا جمع کر دیئے۔

آیت کے اخیر میں اِنَّ اللّٰهَ عَلِيْمٌ حَكِيْمٌ فرما کر یہ ظاہر فرما دیا کہ بیشک خدا کا کوئی حکم حکمت سے خالی نہیں۔ لہٰذا تم بے چون وچرا اس

کے حکم کی تعمیل کرواور دل میں کوئی اندیشہ نہ لاؤ۔

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے اعلان براءت حضرت صدیق اکبرؓ اور حضرت علی مرتضیٰؓ کے ذریعہ موسم حج میں ۹ ہجری میں کرایا ہے اس لئے ۹ ہجری سے ۱۰ ہجری تک مہلت کا سال ہے۔ ۱۰ ہجری کے بعد یہ قانون نافذ ہوا۔

## مشرکین کے نجس ہونے کی وضاحت

امام اعظم ابوحنیفہؒ کے نزدیک آیت میں مشرکین کو مسجد حرام کے قریب جانے سے منع کرنے کا مطلب یہ ہے کہ آئندہ سال سے ان کو مشرکانہ طرز پر حج وعمرہ کرنے کی اجازت نہ ہوگی اور دلیل یہ ہے کہ جس وقت موسم حج میں حضرت علی مرتضیٰؓ کے ذریعہ اعلان براءت کردیا گیا تو اس میں اعلان اسی کا تھا کہ لایحجن بعد العام مشرک جس میں ظاہر کردیا گیا تھا کہ اس سال کے بعد کوئی مشرک حج نہ کرسکے گا۔ اس لئے اس آیت میں فَلَا يَقْرَبُوا الْمَسْجِدَ الْحَرَامَ کے معنیٰ بھی اس اعلان کے مطابق یہی ہیں کہ ان کو حج وعمرہ کی ممانعت کردی گئی اور کسی ضرورت سے باجازت امیر المومنین داخل ہوسکتے ہیں۔ وفد ثقیف کا واقعہ اس کا شاہد ہے کہ فتح مکہ کے بعد جب ان کا ایک وفد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں حاضر ہوا تو آپ نے ان کو مسجد میں ٹھہرایا۔ حالانکہ یہ لوگ اس وقت کافر تھے۔ صحابہ کرام نے عرض بھی کیا یارسول اللہ یہ نجس قوم ہے تو آپ نے فرمایا کہ مسجد کی زمین پر ان لوگوں کی نجاست کا کوئی اثر نہیں پڑتا (حصاص)

ان روایات نے یہ بات بھی واضح کردی کہ قرآن کریم میں مشرکین کو نجس کہنے سے ان کی نجاست کفر وشرک مراد ہے جیسا کہ امام اعظم ابوحنیفہؒ کا مسلک ہے۔ اسی طرح حضرت جابر بن عبداللہؓ کی روایت میں ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ کوئی مشرک مسجد کے پاس نہ جائے بجز اس کے کہ وہ کسی مسلمان کا غلام یا کنیز ہو تو بضرورت اس کو داخل کرسکتے ہیں۔ (قرطبی) یہ حدیث بھی اسی کی شاہد ہے کہ نجاست ظاہری کو سبب قرار دے کر مشرکین کو مسجد حرام سے نہیں روکا گیا ورنہ اس میں غلام اور باندی کی کوئی قید نہ تھی۔ بلکہ بنیاد اصل کفر وشرک اور ان کے غلبہ کا خطرہ ہے۔ غلام وکنیز میں یہ خطرہ نہیں ان کو اجازت دے دی گئی۔ اس کے علاوہ ظاہری نجاست کے اعتبار سے تو مسلمان بھی اس میں داخل ہیں کہ نجاست یا حدث اکبر کی حالت میں ان کے لئے بھی مسجد حرام کا داخلہ ممنوع ہے۔ نیز جمہور کی تفسیر کے مطابق مسجد حرام سے اس جگہ جب پورا حرم مراد ہے تو وہ بھی اسی کا مقتضیٰ ہے کہ یہ ممانعت ظاہری نجاست کی بنیاد پر نہیں بلکہ کفر وشرک کی نجاست کی بناء پر ہے اسی لئے صرف مسجد حرام میں ان کا داخلہ ممنوع نہیں کیا گیا بلکہ پورے حرم محترم میں ممنوع قرار دیا گیا۔ کیونکہ وہ اسلام کا ایک قلعہ ہے۔ اس میں کسی غیر مسلم کو رکھنا گوارا نہیں کیا جا سکتا۔ امام اعظم ابوحنیفہؒ کی اس تحقیق کا حاصل یہ ہے کہ اگرچہ نجاسات سے مساجد کی تطہیر بھی ایک مستقل مسئلہ ہے جو قرآن مجید اور احادیث سے ثابت ہے لیکن اس آیت کا تعلق اس مسئلہ سے نہیں بلکہ اسلام کے اس سیاسی حکم سے ہے جس کا اعلان سورۂ براءت کے شروع میں کیا گیا ہے کہ جتنے مشرکین مکہ میں موجود تھے ان سب سے حرم محترم کو خالی کرانا مقصود تھا لیکن بتقاضائے عدل وانصاف ورحم وکرم مکہ فتح ہوتے ہی سب کو یک قلم خارج کرنے کا حکم نہیں دیا گیا بلکہ جن لوگوں سے کسی خاص میعاد کا معاہدہ تھا اور وہ لوگ اس معاہدہ پر قائم رہے تو ان کی میعاد معاہدہ پوری کر کے اور باقیوں کو کچھ کچھ مہلت دے کر سال بھر کے اندر اس تجویز کی تکمیل پیش نظر تھی۔ (معارف القرآن جلد نمبر۴)

**دعا کیجئے:** یَااللّٰہ جیسے آپ نے سرزمین عرب سے کفار ومشرکین کے زور اور طاقت کو ختم فرما کر اہل اسلام کو غلبہ، عزت اور شوکت عطا فرمائی۔

یَااللّٰہ ان گناہوں کی بھی معافی چاہتا ہوں جن کی وجہ سے دعا کے قبول ہونے سے محروم ہوگیا روزی کی برکت اور خیر نہ رہی۔ ان گناہوں کو بھی معاف فرما دے۔

یَااللّٰہ جن گناہوں کے سبب لاغری آتی ہے اور نقاہت چھا جاتی ہے بروز قیامت حسرت وندامت ہوگی ان گناہوں کو بھی معاف فرما دے۔

وَاٰخِرُ دَعْوٰنَا اَنِ الْحَمْدُ لِلّٰهِ رَبِّ الْعٰلَمِيْنَ

قَاتِلُوا الَّذِينَ لَا يُؤْمِنُونَ بِاللَّهِ وَلَا بِالْيَوْمِ الْآخِرِ وَلَا يُحَرِّمُونَ مَا حَرَّمَ اللَّهُ

اہل کتاب جو کہ نہ خدا پر ایمان رکھتے ہیں اور نہ قیامت کے دن پر اور نہ ان چیزوں کو حرام سمجھتے ہیں جن کو خدا تعالیٰ نے

وَرَسُولُهُ وَلَا يَدِينُونَ دِينَ الْحَقِّ مِنَ الَّذِينَ أُوتُوا الْكِتَابَ حَتَّىٰ يُعْطُوا

اور اسکے رسول نے حرام بتلایا ہے اور نہ سچے دین کو قبول کرتے ہیں اُن سے یہاں تک لڑو کہ وہ ماتحت ہو کر

الْجِزْيَةَ عَنْ يَدٍ وَهُمْ صَاغِرُونَ ﴿۲۹﴾

اور رعیت بن کر جزیہ دینا منظور کریں۔

| | | | | | |
|---|---|---|---|---|---|
| قَاتِلُوا تم لڑو | الَّذِينَ وہ لوگ جو | لَا يُؤْمِنُونَ ایمان نہیں لائے | بِاللَّهِ اللہ پر | وَلَا اور نہ | بِالْيَوْمِ الْآخِرِ یوم آخرت پر |
| وَلَا يُحَرِّمُونَ اور نہ حرام جانتے ہیں | مَا حَرَّمَ جو حرام ٹھہرایا | اللَّهُ اللہ | وَرَسُولُهُ اور اس کا رسولؐ | وَ اور | لَا يَدِينُونَ نہ قبول کرتے ہیں |
| دِينَ الْحَقِّ دینِ حق | مِنَ سے | الَّذِينَ وہ لوگ جو | أُوتُوا الْكِتَابَ کتاب دیئے گئے (اہل کتاب) | حَتَّىٰ یہانتک | يُعْطُوا وہ دیں |
| الْجِزْيَةَ جزیہ | عَنْ سے | يَدٍ ہاتھ | وَهُمْ اور وہ | صَاغِرُونَ ذلیل ہو کر | |

## اہل کتاب سے جہاد وقتال کا حکم اوراس کا مقصد

گذشتہ آیات میں مشرکین سے متعلق بیان ہوا تھا۔ اب آگے اس آیت میں اہل کتاب یعنی یہود و نصاریٰ سے قتال و جہاد کا بیان ہے۔ گویا غزوۂ تبوک کی تمہید ہے کہ جو اہل اسلام کو اہل کتاب کے مقابلہ میں پیش آیا تھا۔

یہاں آیت میں اہل کتاب یعنی یہود و نصاریٰ کے متعلق چار باتیں بتلائی گئیں کہ جن کی وجہ سے ان سے جہاد وقتال کا حکم دیا گیا ہے۔ ورنہ ذلت کے ساتھ جزیہ یعنی سالانہ ٹیکس ادا کریں اور مسلمانوں کی پرامن رعایا بن کر رہیں یا مسلمان ہو جائیں وہ چار باتیں اہل کتاب کی یہ بیان فرمائی گئیں۔

پہلی یہ کہ اہل کتاب کا اللہ پر ایمان نہیں۔ بظاہر شبہ ہوتا ہے کہ اہل کتاب تو خدا کو مانتے تھے پھر ان کے ایمان باللہ کی نفی کیوں کی گئی؟ مفسرین نے اس کی وجہ یہ لکھی ہے کہ خدا پر ایمان رکھنے کے معنی یہ نہیں کہ آدمی بس اس بات کو مان لے کہ خدا ہے بلکہ اس کے معنی یہ ہیں کہ آدمی خدا کو الٰہ واحد اور رب واحد تسلیم کرے اور اس کی ذات اس کی صفات اور اس کے حقوق اور اس کے اختیارات میں کسی کو شریک نہ ٹھہرائے لیکن نصاریٰ نے حضرت عیسیٰ علیہ السلام کو خدا کا بیٹا کہہ کر اور یہود نے حضرت عزیر علیہ السلام کو خدا کا بیٹا قرار دے کر اس کی خدائی میں شریک ٹھہرالیا جیسا کہ اگلی آیات میں وضاحت سے بیان کیا گیا ہے۔ اس لئے یہود و نصاریٰ کا اقرار توحید لغو اور ایمان باللہ کا دعویٰ غلط ہو گیا ان کے ایمان کو ایمان باللہ نہیں کہا جاسکتا۔

دوسری بات یہ بتلائی گئی کہ روز آخرت پر ان کا ایمان نہیں۔ اہل کتاب اگرچہ روز قیامت کو ماننے کے مدعی ہیں مگر درحقیقت وہ حقیقی قیامت کے قائل نہیں۔ ان کی قیامت بھی نرالی ہے کہ نہ ان سے حساب کتاب ہوگا نہ ان پر عذاب بس کھڑے جنت میں پہنچ جائیں گے۔ کیونکہ یہود کہتے تھے کہ ہم خدا کے چہیتے ہیں اور نبیوں کی اولاد ہیں ہمیں عذاب نہ ہوگا اور ہمارے سوا اور کوئی جنت میں نہ جائے گا۔ نصاریٰ کہتے تھے کہ حضرت یسوع مسیح دنیا میں سولی پر چڑھ کر ہمارے گناہوں کا کفارہ دے گئے اب نجات آخرت محض ہمارے لئے ہے اور جنت میں ہمارے سوا اور کوئی نہ جائے گا۔ تیسری بات یہ بتائی کہ اللہ اور اس کے رسول نے جن چیزوں کو حرام کردیا اس کو حرام نہیں سمجھتے یعنی بہت سی چیزیں جن کو توراۃ وانجیل نے حرام قرار دیا تھا یہ اس کی حرمت کے بھی قائل نہیں جیسے سور اور بہت سی کھانے پینے کی چیزیں جو توراۃ اور انجیل میں حرام قرار دی گئی تھیں انہوں نے ان کو حرام نہ سمجھا اور ان میں مبتلا ہوگئے۔

چوتھی بات یہ بتلائی کہ دین حق کو اپنا دین نہیں بناتے یعنی اسلام کو حق نہیں جانتے اور اپنے اپنے مذہب کو نا قابل منسوخی خیال کرتے ہیں۔تو یہ چار باتیں ہیں جن کی بناء پر ان یہود و نصاریٰ سے بھی مجاہدانہ قتال کا حکم دیا گیا حتیٰ کہ وہ ذلت کے ساتھ ماتحت ہو کر جزیہ ادا کرنے لگیں۔اب قرآن اور دین اسلام جو چاہتا ہے وہ تو یہ ہے کہ دین حق کے متبعین صاحب اقتدار' حاکم اور صاحب امر بن کر رہیں اور یہود و نصاریٰ ان کے ماتحت۔تابع اور مطیع بن کر اسلامی حکومت میں رہیں اور سالانہ مقررہ جزیہ اسلامی حکومت کو ادا کریں۔گویا اسلام کو غلبہ شوکت وعزت کے ساتھ دنیا میں سربلند رہنا نصیب ہو اور باطل ادیان والے ان کے ماتحت اور ان کے زیر اثر ہو کر رہیں۔مگر آج قرآن کو چھوڑنے کا نتیجہ اس کے بالکل برعکس ہے۔یہود و نصاریٰ اور بے دین کفار و مشرکین تو دنیا کے مالک بنے ہوئے ہیں اور مسلمان ان کے تابع اور مطیع۔انا للہ و انا الیہ راجعون.

## جزیہ کے معنیٰ ومفہوم اور مقصد

جزیہ کے لفظی معنیٰ بدلہ اور جزا کے ہیں۔اصطلاح شرع میں اس سے مراد وہ رقم ہے جو کفار سے قتل کے بدلہ میں لی جاتی ہے۔وجہ یہ ہے کہ کفر و شرک اللہ اور رسول کی بغاوت ہے۔جس کی اصلی سزا قتل ہے مگر اللہ تعالیٰ نے اپنی رحمت کاملہ سے ان کی سزا میں یہ تخفیف کر دی کہ اگر وہ اسلامی حکومت کی رعیت بن کر عام اسلامی قانون کے ماتحت رہنا منظور کریں تو ان سے ایک معمولی رقم جزیہ کی لے کر چھوڑ دیا جائے اور اسلامی ملک کا باشندہ ہونے کی حیثیت سے ان کی جان و مال عزت و آبرو کی حفاظت اسلامی حکومت کے ذمہ ہو گی۔ان کی مذہبی رسوم میں کوئی مزاحمت نہ کی جائے۔اسی رقم کو جزیہ کہا جاتا ہے۔

## جزیہ کی مقدار

جزیہ کا تعین اگر باہمی مصالحت اور رضامندی سے ہو تو شرعاً اس کی کوئی حد مقرر نہیں۔جتنی مقدار اور جس چیز پر باہمی معاہدہ صلح کا ہو جائے وہی ان سے لیا جائے گا۔جیسا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے اہل نجران کے ساتھ ایسا ہی معاملہ فرمایا کہ ان کی پوری جماعت سے سالانہ دو ہزار حلے دینے پر معاہدہ ہو گیا۔حلہ دو کپڑوں کے جوڑے کو کہتے ہیں۔ایک تہ بند ایک چادر۔ہر حلہ کی قیمت کا اندازہ بھی یہ طے کر دیا گیا تھا کہ ایک اوقیہ چاندی کی قیمت کا ہو گا۔اوقیہ ۴۰ درہم یعنی ہمارے وزن کے اعتبار سے تقریباً ساڑھے گیارہ تولہ چاندی ہوتی ہے۔اسی طرح نصاریٰ بنی تغلب سے حضرت فاروق اعظمؓ کا اس پر معاہدہ ہوا کہ ان کا جزیہ اسلامی زکوٰۃ کے حساب سے وصول کیا جائے مگر زکوٰۃ سے دوگنا۔اور اگر مسلمانوں نے کسی ملک کو جنگ کے ذریعہ فتح کیا پھر وہاں کے باشندوں کی جائیدادوں کو انہی کی ملکیت پر برقرار رکھا اور وہ رعیت بن کر رہنے پر رضامند ہو گئے تو ان کے جزیہ کی مقرر شرح یہ ہو گی جو حضرت فاروق اعظمؓ نے اپنے عہد خلافت میں نافذ فرمائی کہ سرمایہ دار سے چار درہم ماہانہ اور متوسط حال سے اس کا نصف صرف دو درہم ماہانہ اور غریب سے جو تندرست اور محنت مزدوری یا صنعت و تجارت وغیرہ کے ذریعہ کماتا ہے اس سے اس کا بھی آدھا صرف ایک درہم ماہوار یعنی ساڑھے تین ماشہ چاندی یا اس کی قیمت لی جائے اور جو بالکل مفلس یا اپاہج یا معذور ہیں ان سے کچھ نہ لیا جائے۔اسی طرح عورتوں' بچوں اور بوڑھوں سے اور ان کے تارک الدنیا مذہبی پیشواؤں سے کچھ نہ لیا جائے۔

اتنی قلیل مقدار لینے کے لئے بھی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی ہدایات یہ تھیں کہ کسی شخص پر اس کی طاقت سے زیادہ بار نہ ڈالا جائے اور جو شخص کسی غیر مسلم باشندہ پر ظلم کرے گا تو میں قیامت کے روز ظالم کے مقابلہ میں اس غیر مسلم کی حمایت کروں گا۔(معارف القرآن جلد چہارم)

دعا کیجئے: یَا اَللہُ اسلام اور مسلمانوں کو پھر پہلا سا غلبہ اور عظمت وشوکت عطا فرما۔اور اہل اسلام کو سچا جذبہ جہاد عطا فرما۔

یَا اَللہُ ایسا بھی ہوا کہ گناہ کر کے میں نے آپ سے حسن ظن رکھا کہ آپ عذاب نہ دیں گے آپ معاف کر دیں گے اس وقت میرے نفس نے بھی پٹی پڑھائی کہ اللہ کا کرم و رحمت تو بہت وسیع ہے اور آپ پردہ ڈالتے رہے بس میں سمجھا کہ جب وہ پردہ پوشی فرما رہے ہیں تو عذاب بھی نہ دیں گے۔بس اسی خیال میں آ کر بہت سے گناہ کر لئے اے اللہ! مجھے معاف فرما دے۔ وَاٰخِرُ دَعْوٰنَا اَنِ الْحَمْدُ لِلّٰہِ رَبِّ الْعٰلَمِیْنَ

وَقَالَتِ الْيَهُودُ عُزَيْرُ ابْنُ اللهِ وَقَالَتِ النَّصٰرَى الْمَسِيحُ ابْنُ اللهِ ذٰلِكَ قَوْلُهُمْ

اور یہود نے کہا کہ عزیر خدا کے بیٹے ہیں اور نصاریٰ نے کہا کہ مسیح خدا کے بیٹے ہیں یہ اُن کا قول ہے ان کے منہ سے کہنے کا

بِأَفْوَاهِهِمْ يُضَاهِئُونَ قَوْلَ الَّذِينَ كَفَرُوا مِنْ قَبْلُ قَاتَلَهُمُ اللهُ أَنّٰى يُؤْفَكُونَ ﴿٣٠﴾

یہ بھی ان لوگوں کی سی باتیں کرنے لگے جو ان سے پہلے کافر ہو چکے ہیں خدا ان کو غارت کرے یہ کدھر الٹے جارہے ہیں۔

اِتَّخَذُوا أَحْبَارَهُمْ وَرُهْبَانَهُمْ أَرْبَابًا مِنْ دُونِ اللهِ وَالْمَسِيحَ ابْنَ مَرْيَمَ وَمَا

انہوں نے خدا کو چھوڑ کر اپنے علماء اور مشائخ کو رب بنا رکھا ہے اور مسیح بن مریم کو بھی حالانکہ ان کو

أُمِرُوا إِلَّا لِيَعْبُدُوا إِلٰهًا وَاحِدًا لَا إِلٰهَ إِلَّا هُوَ سُبْحَانَهُ عَمَّا يُشْرِكُونَ ﴿٣١﴾

صرف یہ حکم کیا گیا ہے کہ فقط ایک معبود کی عبادت کریں جس کے سوا کوئی لائق عبادت نہیں وہ انکے شرک سے پاک ہے۔

| | | | | | | | | |
|---|---|---|---|---|---|---|---|---|
| وَقَالَتِ اور کہا | الْيَهُودُ یہود | عُزَيْرُ عزیر | ابْنُ اللهِ اللہ کا بیٹا | وَقَالَتِ اور کہا | النَّصٰرَى نصاریٰ | الْمَسِيحُ مسیح | ابْنُ اللهِ اللہ کا بیٹا | ذٰلِكَ یہ |
| قَوْلُهُمْ انکی باتیں | بِأَفْوَاهِهِمْ اُن کے منہ کی | يُضَاهِئُونَ وہ ریس کرتے ہیں | قَوْلَ بات | الَّذِينَ+ كَفَرُوا وہ لوگ جنہوں نے کفر کیا (کافر) | | | | |
| مِنْ قَبْلُ پہلے | قَاتَلَهُمُ ہلاک کرے انہیں | اللهُ اللہ | أَنّٰى کہاں | يُؤْفَكُونَ بہکے جاتے ہیں وہ | اِتَّخَذُوا انہوں نے بنالیا | أَحْبَارَهُمْ اپنے احبار (علماء) | | |
| وَرُهْبَانَهُمْ اور اپنے راہب درویش | أَرْبَابًا رب (جمع) | مِنْ سے | دُونِ اللهِ اللہ کے سوا | وَالْمَسِيحَ اور مسیح | ابْنَ مَرْيَمَ ابن مریم | وَمَا اور نہیں | | |
| أُمِرُوا انہیں حکم دیا گیا | إِلَّا مگر | لِيَعْبُدُوا یہ کہ وہ عبادت کریں | إِلٰهًا وَاحِدًا معبود واحد | لَا نہیں | إِلٰهَ کوئی معبود | إِلَّا هُوَ اس کے سوا | سُبْحَانَهُ وہ پاک ہے | |
| عَمَّا اس سے جو | يُشْرِكُونَ وہ شرک کرتے ہیں | | | | | | | |

## یہودیوں کا باطل عقیدہ

ان آیات میں یہود و نصاریٰ کی حالت الگ الگ بیان کی گئی ہے۔ پہلے یہود کے متعلق بتلایا گیا کہ انہوں نے حضرت عزیر علیہ السلام کو (نعوذ باللہ) خدا کا بیٹا بتایا تھا۔ روایات سے معلوم ہوتا ہے کہ عہد نبوی صلی اللہ علیہ وسلم میں بعض یہود کا یہ عقیدہ تھا کہ حضرت عزیر خدا کے بیٹے ہیں لیکن یہ عقیدہ عام یہود کا نہ تھا اور زمانۂ مابعد میں تو بعض علماء نے لکھا ہے کہ اب کوئی یہودی اس عقیدہ کا نہیں رہا۔ حضرت عزیرؑ جن کو یہودی اپنے دین کا مجدد مانتے ہیں ان کا زمانہ حضرت عیسیٰ علیہ السلام کے ۴۵۰ سال قبل کے لگ بھگ بتایا جاتا ہے۔

## حضرت عزیر علیہ السلام کا واقعہ

یہود کو حضرت عزیرؑ کے متعلق جو یہ وہم ہوا اس کا قصہ تفسیر ابن کثیر میں اس طرح لکھا ہے کہ جب عمالقہ بنی اسرائیل پر غالب آ گئے تو ان کے علمائے تورات کو قتل کر دیا اور ان کے رؤسا کو قید کر لیا اور توراۃ کے نسخے چن چن کر ختم کر ڈالے۔ عزیر علیہ السلام علم کے اٹھ جانے سے اور علماء کے قتل ہو جانے سے اور بنی اسرائیل کی تباہی سے سخت رنجیدہ ہوئے آپ جنگلوں میں نکل گئے اور مدتوں روتے پھرے یہاں تک کہ پلکیں بھی جھڑ گئیں۔ ایک دن اسی طرح روتے ہوئے جارہے تھے کہ اتفاقاً کسی قبر پر کوئی بڑھیا عورت بیٹھی اور رواویلا کرتی دکھائی دی جو کہہ رہی تھی کہ ہائے میرے کھانے کا کیا ہوگا؟ میرے کپڑوں کا کیا ہوگا؟ حضرت عزیرؑ اس کے پاس ٹھہرے اور اس عورت سے پوچھا کہ پہلے تجھے کون کھلاتا اور پہناتا تھا؟ اس پر اس عورت نے کہا کہ اللہ تعالیٰ۔ اس پر آپ نے فرمایا کہ اللہ تعالیٰ تو اب بھی زندہ اور باقی

ہے۔ یہ سن کر اس عورت نے کہا کہ آپ یہ تو بتلائیں کہ بنی اسرائیل کو پہلے علم و کتاب دینے والا کون تھا؟ آپ نے فرمایا اللہ تعالیٰ۔ اس پر اس عورت نے کہا کہ پھر آپ یہ رونا دھونا لے کر کیوں بیٹھے ہیں؟ حضرت عزیزؑ اس پر متنبہ ہوئے کہ یہ جناب باری تعالیٰ کی طرف سے تنبیہ ہے چنانچہ حکم الٰہی ہوا کہ فلاں چشمہ پر جاؤ وہاں ایک بوڑھا ملے گا وہ جو کچھ تمہیں کھلائیں کھالو۔ چنانچہ آپ وہاں تشریف لے گئے۔ نہا کر نماز ادا کی۔ دیکھا کہ ایک شخص ہیں کہہ رہے ہیں کہ منہ کھولو۔ تو آپ نے منہ کھول دیا۔ انہوں نے کوئی چیز آپ کے منہ میں ڈالی۔ اسی وقت اللہ تعالیٰ نے آپ کا سینہ کھول دیا اور توریت آپ کو حفظ ہو گئی۔ آپ بنی اسرائیل میں واپس آئے اور ان سے فرمایا کہ میں تمہارے پاس توریت لایا ہوں اور توراۃ حفظ سنائی۔ پھر پہاڑوں اور غاروں میں توراۃ کے بعض نسخے جو چھپا دیئے تھے وہ لوگ نکال کر لائے اور ان سے مقابلہ کیا تو بالکل صحیح پایا۔ اب بعض جاہلوں کے دل میں شیطان نے یہ وسوسہ ڈال دیا کہ حضرت عزیر اللہ کے بیٹے ہیں۔

## عیسائیوں کا غلط عقیدہ

رہے نصاریٰ تو ان کے عقیدہ کی بنیاد کہ حضرت مسیح خدا کے بیٹے ہیں وہ ظاہر ہے کہ حضرت عیسیٰ علیہ السلام بغیر باپ کے پیدا ہوئے۔ شیر خوارگی کی حالت میں کلام کیا اور والدہ کی عصمت کی گواہی دی۔ پھر مردوں کو بحکم خداوندی زندہ کیا۔ پرندوں میں روح پھونکی۔ بیماروں کو یکدم تندرست کیا اور خود شادی بھی نہیں کی۔ اس کے علاوہ حضرت عیسیٰ علیہ السلام نے بار بار اللہ تعالیٰ کو اب یعنی باپ کا لفظ کہہ کر خطاب کیا اور مختلف دعاؤں میں یہ لفظ بولا اگرچہ آپ کا مقصود صرف محاورہ تھا۔ بغرض تعظیم الٰہی مگر عیسائی آپ کو عام طور پر خدا کا بیٹا کہنے لگے۔

## یہود و نصاریٰ کی گمراہی

پس ان دونوں گروہ کی غلط بیانی بتلائی جاتی ہے کہ یہ صرف ان کی زبانی باتیں ہیں۔ جو محض بے دلیل ہیں۔ جس طرح ان سے پہلے کے لوگ کفر و ضلالت میں تھے ان ہی کی تقلید میں انہوں نے یہ عقیدہ اختیار کیا ہے۔ خدا انہیں غارت کرے توحید کی صاف اور تیز روشنی پہنچنے کے بعد یہ کدھر اندھیرے میں چلے جا رہے ہیں۔ ان کے پیشوا اور مشائخ جو کچھ اپنی طرف سے کہہ دیتے ہیں خواہ حلال کو حرام یا حرام کو حلال کہہ دیں بس اسی کو سند سمجھ لیتے ہیں۔ کتب سماویہ سے کچھ سروکار نہ رکھا تھا۔ بس اپنے بڑوں کے احکام پر چلتے تھے اور ان کا یہ حال تھا کہ تھوڑا سا مال یا جاہ کا فائدہ دیکھا اور حکم شریعت کو بدل ڈالا جیسا کہ دو آیتوں کے بعد مذکور ہے۔ پس جو منصب خدا کا تھا یعنی حلال و حرام کی تشریع وہ انہوں نے اپنے پیشوا و مشائخ کو دے دیا تھا۔ اسی لحاظ سے آیت میں فرمایا کہ انہوں نے اپنے پیشوا عالموں اور درویشوں کو خدا ٹھہرالیا۔

## عدی بن حاتم حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے دربار میں

حدیث میں آیا ہے کہ عدی بن حاتم کو جب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا دین پہنچا تو شام کی طرف بھاگ نکلے۔ جاہلیت ہی میں یہ نصرانی بن گئے تھے۔ ان کی بہن اور قبیلہ کی ایک جماعت قید ہو گئی۔ پھر حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے حاتم کی سخاوت کے باعث بطور احسان ان کی بہن کو آزاد کر دیا اور کچھ رقم بھی دی۔ یہ سیدھی اپنے بھائی عدی کے پاس گئیں اور انہیں اسلام کی رغبت دلائی اور سمجھایا کہ تم رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس چلے جاؤ چنانچہ یہ مدینہ طیبہ آئے۔ اپنی قوم طے کے سردار تھے اور ان کے باپ حاتم طائی کی سخاوت تمام عرب میں مشہور تھی۔ جب عدی بن حاتم مدینہ آئے تو لوگوں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو خبر پہنچائی۔ آپ خود ان کے پاس تشریف لائے اس وقت عدی کی گردن میں چاندی کی صلیب لٹک رہی تھی۔ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی زبان مبارک سے اسی آیت اِتَّخَذُوْٓا اَحْبَارَهُمْ وَرُهْبَانَهُمْ اَرْبَابًا مِّنْ دُوْنِ اللّٰهِ کی تلاوت ہو رہی تھی یعنی یہود و نصاریٰ نے خدا کو چھوڑ کر اپنے علماء و مشائخ کو اپنا رب بنا رکھا ہے۔ تو عدی نے کہا کہ یہود و نصاریٰ نے اپنے علماء اور درویش کو کہاں اپنا رب بنا رکھا ہے؟ آپ نے فرمایا۔ ہاں سنو! ان کے کئے ہوئے حرام کو حرام سمجھنے لگے اور جسے ان کے

علماء اور درویش حلال بتلادیں اسے حلال سمجھنے لگے یہی ان کی عبادت تھی۔ پھر آپ نے فرمایا عدی کیا تم اس سے منکر ہو کہ اللہ سب سے بڑا ہے؟ کیا تمہارے خیال میں خدا سے بڑا اور کوئی ہے؟ کیا تم اس سے انکار کرتے ہو کہ معبود برحق اللہ تعالیٰ کے سوا کوئی نہیں؟ کیا تمہارے نزدیک اس کے سوا اور کوئی بھی عبادت کے لائق ہے؟ پھر آپ نے انہیں اسلام کی دعوت دی انہوں نے مان لی اور خدا کی توحید اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی رسالت کی گواہی دی۔ آپ کا چہرہ خوشی سے چمکنے لگا اور فرمانے لگے یہود پر غضب خدا اترا ہے اور نصرانی گمراہ ہو گئے ہیں۔

## اہل کتاب کا جھوٹا دعویٰ ایمان

یہاں آیت میں دو الزام یہود و نصاریٰ پر یعنی کسی کو خدا کا بیٹا قرار دینا (نعوذ باللہ) اور کسی کو شریعت سازی کا حق دے دینا کہ اپنی طرف سے حلال حرام جائز و ناجائز کے حدود بنالے اس بات کے الزام میں پیش کئے گئے ہیں کہ یہ لوگ ایمان باللہ کے دعوے میں جھوٹے ہیں۔ خدا کی ہستی کو چاہے یہ مانتے ہوں مگر ان کا تصور خدا کی ذات و صفات کا اس قدر غلط ہے کہ اس وجہ سے ان کا خدا کو ماننا نہ ماننے کے برابر ہو گیا ہے۔

## دعا کیجئے

یَا اَللّٰہُ بیشک آپ کی ذات پاک ہر طرح کے شرک سے پاک ہے۔ آپ ہی معبود حقیقی ہیں۔ آپ کے سوا کوئی عبادت کے لائق نہیں۔

یا اللہ! جب ہمیں آپ نے اسلام کی دولت عطا فرمائی ہے تو توحید کی حقیقت بھی نصیب فرمایئے اور ہر طرح کے شرک خفی و جلی سے ہماری اور تمام اہل اسلام کی حفاظت فرمایئے۔ آمین

یَا اَللّٰہُ جس گناہ کی وجہ سے نیکی زائل ہوگئی' گناہ پر گناہ بڑھے' تکالیف اتریں اور تیرے غضب کا باعث ہوں ان سب گناہوں کو معاف فرمادے۔

گناہ تو صرف آپ ہی معاف کر سکتے ہیں۔ آپ نے بہت سے گناہ اپنے علم میں چھپا لئے ہیں آپ ان کو معاف کر دیجئے۔

میں نے تیری مخلوق پر کسی قسم کا ظلم کیا یا تیرے دوستوں کے خلاف چلا۔ تیرے دشمنوں کی امداد کی ہو' اہل اطاعت کے مخالف' اہل معصیت سے جاملا ہوں' ان کا ساتھ دیا ہو' الٰہی! ان گناہوں کو بھی معاف فرمادے۔

وَاٰخِرُ دَعْوٰنَا اَنِ الْحَمْدُ لِلّٰہِ رَبِّ الْعٰلَمِیْنَ

يُرِيْدُوْنَ اَنْ يُّطْفِئُوْا نُوْرَ اللّٰهِ بِاَفْوَاهِهِمْ وَيَاْبَى اللّٰهُ اِلَّآ اَنْ يُّتِمَّ نُوْرَهٗ وَلَوْ كَرِهَ

وہ لوگ یوں چاہتے ہیں کہ اللہ کے نور کو اپنے منہ سے بجھادیں حالانکہ اللہ تعالیٰ بدوں اس کے کہ اپنے نور کو کمال تک پہنچادے مانے گا نہیں گو کافر لوگ

الْكٰفِرُوْنَ ﴿٣٢﴾ هُوَ الَّذِيْٓ اَرْسَلَ رَسُوْلَهٗ بِالْهُدٰى وَدِيْنِ الْحَقِّ لِيُظْهِرَهٗ عَلَى الدِّيْنِ

کیسے ہی ناخوش ہوں۔ وہ اللہ ایسا ہے کہ اس نے اپنے رسول کو ہدایت اور سچا دین دے کر بھیجا ہے تاکہ اس کو تمام دینوں

كُلِّهٖ ۙ وَلَوْ كَرِهَ الْمُشْرِكُوْنَ ﴿٣٣﴾

پر غالب کردے گو مشرک کیسے ہی ناخوش ہوں۔

| | | | | | | | | |
|---|---|---|---|---|---|---|---|---|
| يُرِيْدُوْنَ وہ چاہتے ہیں | اَنْ کہ وہ | يُّطْفِئُوْا وہ بجھادیں | نُوْرَ اللّٰهِ اللہ کا نور | بِاَفْوَاهِهِمْ اپنے منہ سے (جمع) | وَيَاْبَى اللّٰهُ اور نہ رہیگا اللہ | اِلَّا مگر | اَنْ یہ کہ | |
| يُّتِمَّ پورا کرے | نُوْرَهٗ اپنا نور | وَلَوْ خواہ | كَرِهَ پسند نہ کریں | الْكٰفِرُوْنَ کافر (جمع) | هُوَ وہ الَّذِيْ وہ جس نے | اَرْسَلَ بھیجا | رَسُوْلَهٗ اپنا رسول | بِالْهُدٰى ہدایت کیساتھ |
| وَ اور | دِيْنِ الْحَقِّ دینِ حق | لِيُظْهِرَهٗ تاکہ اسے غلبہ دے | عَلَى پر | الدِّيْنِ دین | كُلِّهٖ تمام۔ہر | وَلَوْ خواہ | كَرِهَ پسند نہ کریں | الْمُشْرِكُوْنَ مشرک |

## اہل کتاب گمراہی پھیلانا چاہتے ہیں

ان آیات میں بتلایا جاتا ہے کہ ان یہود و نصاریٰ میں جن کو یہاں ان کے عقائد کی وجہ سے کافر و مشرک کہا گیا ہے فقط یہی خرابی نہیں کہ خود تاریکی میں ہیں بلکہ اللہ کے آفتاب ہدایت کے چراغ کو اپنی پھونکوں سے بجھانا اور دوسروں کو بھی تاریکی میں رکھنا چاہتے ہیں۔ خود گمراہ ہیں دوسروں کو بھی گمراہ رکھنا چاہتے ہیں۔ اللہ نے ان کے عقائد اور اعمال کی اصلاح کے لئے جو قرآن نازل کیا اور رسول عربی صلی اللہ علیہ وسلم کو بھیجا اور آپ نے ان کو دعوت اسلام و ایمان دی تو اس سے یہ سرتابی کرتے ہیں بلکہ جھوٹ، بہتان اور افتراء باندھتے ہیں اور طرح طرح کی لغو باتیں کرتے ہیں تاکہ دین حق نہ پھیلے۔ مسلمانوں کو غلبہ و شوکت نہ نصیب ہو مگر ان کافروں اور مشرکوں یعنی یہود و نصاریٰ کے عزائم سے کیا ہوتا ہے۔ اللہ تو اپنے دین کی روشنی اطراف عالم میں پوری طرح پھیلا کر رہے گا۔

## اسلام غالب ہو کر رہا

شان اسلام مشرق و مغرب میں جلوہ گر ہو گی خواہ ان کافروں کو کتنا ہی بینا گوار ہو۔ دین اسلام غالب آکر رہے گا۔ اللہ نے اپنے رسول کو عقائد و اعمال کی اصلاح کے اصول و قواعد دے کر بھیجا ہی اس لئے ہے کہ اسلام کو ہر دین پر غالب کردے خواہ یہ مشرک یہود و نصاریٰ کتنا ہی برا مانیں۔

## غلبۂ اسلام کی پیشین گوئی

یہاں حق تعالیٰ نے یہ خبر دی ہے کہ اللہ تعالیٰ نے محمد رسول اللہ (صلی اللہ علیہ وسلم) کو اس لئے مبعوث فرمایا ہے کہ دین اسلام کو تمام دینوں پر غلبہ عطا کیا جائے اور یہی مضمون سورۃ الفتح میں اور سورۃ الصف میں بھی ذکر فرمایا گیا ہے۔ اب تحقیق طلب امر یہ ہے کہ ظہور اور غلبہ سے کیا مراد ہے؟ اس کے متعلق حضرت کاندھلویؒ اپنی تفسیر معارف القرآن میں لکھتے ہیں کہ غلبہ دو قسم کا ہوتا ہے۔ ایک دلیل و برہان کے اعتبار سے یعنی دین اسلام باعتبار دلیل اور برہان کے تمام دینوں پر غالب ہو۔ مطلب یہ کہ دین اسلام کی حقانیت پر ایسے براہین اور دلائل قائم کئے جائیں جس سے دین اسلام کا حق ہونا اور دوسرے دینوں کا باطل ہونا واضح ہو جائے اور غلبہ کی دوسری قسم یہ ہے کہ وہ باعتبار تیغ و سنان کے ہو یعنی دین حق کی شوکت اور سطوت کے سامنے دوسرے دین سرنگوں ہو جائیں اور اسلام ہی کی حکومت ہو اور اسی کا قانون ہو۔ ہم کہتے ہیں کہ آیت میں ظہور اور غلبہ سے دونوں قسم کا غلبہ

مراد ہے۔ دلیل و برہان کے اعتبار سے غلبہ تو اسلام کو ابتداء ہی سے حاصل تھا اور ہمیشہ رہے گا البتہ دوسری قسم کا غلبہ اسلام کو بتدریج حاصل ہوا۔ مکہ مکرمہ میں دین اسلام باعتبار قوت و شوکت کے ابتداءً کمزور تھا۔ ہجرت اور جہاد کے بعد بتدریج رفتہ رفتہ اسلام کی قوت و شوکت میں اضافہ ہوتا رہا یہاں تک کہ فتح مکہ سے حجاز اور نجد اور یمن کے تمام علاقہ پر اسلام کی حکومت قائم ہو گئی۔ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے زمانہ سعادت میں روئے زمین پر دو عظیم سلطنتیں تھیں۔ ایک ایران کی دوسرے روم کی۔ ان دونوں بادشاہوں کی سطوت و جبروت نے تمام دنیا کو گھیر رکھا تھا اور دوسرے مذاہب ان کی قوت کے سامنے مضمحل ہو رہے تھے۔ کسریٰ شاہ ایران مجوسی تھا اور قیصر روم عیسائی تھا۔ دنیا میں عیسائیت اور مجوسیت یہی دو مذاہب سب سے طاقتور تھے۔ جن کو کسریٰ اور قیصر کی سرپرستی حاصل تھی اور انہی کا دین تمام ادیان پر غالب تھا اور دیگر ادیان بمصداق الناس علیٰ دین ملوکھم مغلوب تھے۔ ملک عرب میں بت پرستی کا زور تھا اور کچھ قدرے قلیل عیسائی اور یہود بھی تھے۔ ان حالات میں یہ آیت نازل ہوئی جس میں یہ بشارت دی گئی کہ دین اسلام تمام دینوں پر غالب ہو کر رہے گا۔

## غلبۂ دین کی مرحلہ وار تکمیل

اب ظاہر ہے کہ اس غلبہ کی صورت سوائے اس کے نہیں ہو سکتی کہ روم اور ایران کی سلطنتیں درہم برہم ہو جائیں اور ان کی جگہ اسلام کی پر شوکت حکومت قائم ہو جائے کہ حکم اور قانون اسلام کا چلے۔ غلبۂ دین کی اس پیشین گوئی کے ظہور کا آغاز آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے دست مبارک سے ہوا کہ حجاز اور نجد اور یمن میں اسلام کو قوت و شوکت حاصل ہوئی اور دین اسلام کو بت پرستوں پر غلبہ حاصل ہو گیا۔ یہ غلبہ دین کی ایک منزل طے ہوئی تھی کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم اس عالم دنیا سے تشریف لے گئے اور وعدہ کی تکمیل آپ کے خلفائے ثلثہ کے ہاتھوں ہوئی اور انہیں کے زمانہ میں دنیا کی سب سے بڑی دو سلطنتیں روم اور ایران زیر و زبر ہوئیں اور ان دونوں سلطنتوں پر اسلام کا فاتحانہ قبضہ ہوا۔ حضرت عمرؓ کے زمانہ میں جب سلطنت قیصر مغلوب ہوئی تو گویا تمام ولایات فرنگ مغلوب ہو گئیں اس لئے کہ ولایات فرنگستان یعنی ریاست ہائے انگلستان سب قیصر روم کے ماتحت تھیں۔ اور حضرت عثمانؓ کے زمانہ میں سلطنت کسریٰ کا نام و نشان بھی نہ رہا۔ ۳۰ ہجری میں کسریٰ مارا گیا اور مغرب کی جانب میں اسلامی سلطنت کی حدود اندلس اور قیروان اور بحر محیط تک پہنچی اور مشرق میں بلاد چین تک پہنچی اور مشارق و مغارب سے مدینہ میں خراج آنے لگا اس طرح اللہ نے اپنے دین کو تمام دینوں پر غالب کیا اور اپنا وعدہ پورا فرمایا۔ (معارف القرآن جلد پنجم)

## پیروان اسلام میں روز بروز اضافہ ہو رہا ہے

الغرض ان آیات میں اشاعت اور غلبۂ اسلام کی ایک زبردست پیشین گوئی فرمائی گئی اور اس کی صداقت پر امت مسلمہ کی تاریخ گواہ ہے۔ یہود و نصاریٰ و مشرکین غرض ہر مخالف و معاند مکر و حیلۂ زور و جبر کے ہر ممکن طریقہ سے اسلام کی بیخ کنی میں لگا رہا اور لگا ہوا ہے لیکن اس کے باوجود اسلام ہے کہ پھیلتا ہی جاتا ہے اور پیروان اسلام کی تعداد میں اضافہ روز افزوں ہے یہاں تک کہ مسیحی مشنریوں نے بھی اعتراف کیا کہ بے دریغ روپیہ خرچ کرنے اور نہایت درجہ مستحکم نظام کے باوجود مسلمانوں کے مقابلہ میں ان کے مشن افریقہ وغیرہ میں ناکام ہو رہے ہیں۔

## ادیان باطلہ کا نیست و نابود ہونا

ان آیات کی تشریح میں مفسرین نے لکھا ہے کہ اسلام کا غلبہ باقی اور ادیان پر معقولیت اور حجت و دلیل کے اعتبار سے تو ہر زمانہ میں بحمد اللہ نمایاں طور پر حاصل رہا ہے۔ باقی حکومت و سلطنت کے اعتبار سے وہ اس وقت حاصل ہوا ہے اور ہوگا جبکہ مسلمان اصول اسلام کے پوری طرح پابند اور ایمان و تقویٰ کی راہوں میں مضبوط اور جہاد فی سبیل اللہ میں ثابت قدم تھے یا آئندہ ہوں گے اور دین حق کا ایسا غلبہ کہ باطل ادیان کو مغلوب کر کے بالکل صفحۂ ہستی سے محو کر دے یہ نزول عیسیٰ علیہ السلام کے بعد قرب قیامت میں ہوگا جیسا کہ احادیث سے معلوم ہوتا ہے۔

## دعا کیجئے

**یا اللہ** دشمنان دین، مشرکین، کفار، یہود و نصاریٰ سب ہی تیرے نور دین اسلام اور مسلمین کے بدخواہ اور در پے آزار رہے ہیں اور اب بھی ہیں مگر اے اللہ آپ نے اپنی قدرت وحکمت سے اپنی نصرت وتائید سے اسلام کو چمکایا اور غالب فرمایا اور کفر وشرک کو مٹایا اور مغلوب کیا۔ اب بھی آپ اپنی قدرت سے اور اپنی تائید ونصرت سے اسلام اور مسلمانوں کو غلبہ وشوکت عطا فرمائیں۔ دین حق کو فتح یابی اور کامرانی نصیب فرمائیں۔ آمین

**یا اللہ** جن گناہوں کے باعث ذلت وخواری میں آ گیا ہوں یا تیری رحمت ہی سے ناامید ہو گیا ہوں یا طاعت کی طرف آنے سے گریز کرتا رہا اپنے گناہ کو بڑا سمجھ کر نا امیدی پیدا کر لی ہوا سے معاف فرما دیجئے۔

بعض گناہ ایسے بھی کئے ہیں کہ میں جانتا تھا کہ یہ گناہ کی بات ہے اور آپ میرے حال کو جانتے ہیں لیکن گناہ کو ہلکا خیال کیا اور تیری پکڑ کا خیال نہ کیا۔ اپنی رو میں کر گزرا الٰہی! ان کو بھی معاف فرما دیجئے۔

دن کی روشنی میں تیرے بندوں سے چھپ کر گناہ کیا اور رات کے اندھیرے میں تیرا حکم توڑا یہ صرف میری نادانی ہی تھی کیونکہ میں یہ جانتا ہوں کہ آپ کے نزدیک ہر پوشیدہ ظاہر ہے۔ آپ جو چاہیں کر سکتے ہیں آپ کے یہاں سوائے آپ کی رحمت کے نہ مال کام آئے گا نہ اولاد کام آئے گی۔ اے اللہ! مجھے قلب سلیم عطا فرما اور مجھے معاف فرما۔

ان گناہوں سے جن کی وجہ سے تیرے بندوں میں ناپسندیدہ ہو جاؤں اور تیرے دوست نفرت کرنے لگیں اور تیرے اہل طاعت کو وحشت ہونے لگے ایسے گناہوں کا ارتکاب کر لیا ہو تو آپ معاف فرما دیجئے اور ان حالات سے پناہ میں رکھیئے۔

جو گناہ کفر تک پہنچائے، تنگی اور محتاجی لائے تنگی وسختی کا سبب ہو جائے، خیر سے دور کر دے، پردہ دری کا سبب بن جائے، فراخی کو روک لے اگر کر لئے ہوں تو معاف فرما ورنہ محفوظ رکھ یا اللہ العالمین!۔

وَاٰخِرُ دَعْوٰنَا اَنِ الْحَمْدُ لِلّٰهِ رَبِّ الْعٰلَمِيْنَ

یٰۤاَیُّهَا الَّذِیْنَ اٰمَنُوْۤا اِنَّ كَثِیْرًا مِّنَ الْاَحْبَارِ وَ الرُّهْبَانِ لَیَاْكُلُوْنَ اَمْوَالَ النَّاسِ

اے ایمان والو اکثر احبار اور رُہبان لوگوں کے مال ناشروع طریقے سے کھاتے ہیں

بِالْبَاطِلِ وَ یَصُدُّوْنَ عَنْ سَبِیْلِ اللّٰهِ ؕ وَ الَّذِیْنَ یَكْنِزُوْنَ الذَّهَبَ وَ الْفِضَّةَ

اور اللہ کی راہ سے باز رکھتے ہیں اور جو لوگ سونا اور چاندی جمع کر کر رکھتے ہیں اور ان کو اللہ کی راہ میں

وَ لَا یُنْفِقُوْنَهَا فِیْ سَبِیْلِ اللّٰهِ ۙ فَبَشِّرْهُمْ بِعَذَابٍ اَلِیْمٍ ۟ۙ یَّوْمَ یُحْمٰى عَلَیْهَا فِیْ

خرچ نہیں کرتے سو آپ ان کو ایک بڑی دردناک سزا کی خبر سنا دیجئے۔ جو کہ اس روز واقع ہوگی کہ ان کو دوزخ کی آگ میں تپایا جاوے گا

نَارِ جَهَنَّمَ فَتُكْوٰى بِهَا جِبَاهُهُمْ وَ جُنُوْبُهُمْ وَ ظُهُوْرُهُمْ ؕ هٰذَا مَا كَنَزْتُمْ لِاَنْفُسِكُمْ

پھر ان سے ان لوگوں کی پیشانیوں اور ان کی کروٹوں اور ان کی پشتوں کو داغ دیا جاوے گا یہ وہ ہے جس کو تم نے اپنے واسطے جمع کر کر کے رکھا تھا

فَذُوْقُوْا مَا كُنْتُمْ تَكْنِزُوْنَ ۟

سو اب اپنے جمع کرنے کا مزہ چکھو۔

| | | | | | | | |
|---|---|---|---|---|---|---|---|
| یٰۤاَیُّهَا اے | الَّذِیْنَ وہ لوگ جو | اٰمَنُوْۤا ایمان لائے | اِنَّ بیشک | كَثِیْرًا بہت | مِّنَ سے | الْاَحْبَارِ علماء | وَ الرُّهْبَانِ اور راہب (درویش) |
| لَیَاْكُلُوْنَ کھاتے ہیں | اَمْوَالَ مال (جمع) | النَّاسِ لوگ (جمع) | بِالْبَاطِلِ ناحق طور پر | وَ یَصُدُّوْنَ اور روکتے ہیں | عَنْ سے | سَبِیْلِ راستہ | اللّٰهِ اللہ |
| وَ اور | الَّذِیْنَ وہ لوگ جو | یَكْنِزُوْنَ جمع کر کے رکھتے ہیں | الذَّهَبَ سونا | وَ الْفِضَّةَ اور چاندی | وَ لَا یُنْفِقُوْنَهَا اور وہ اسے خرچ نہیں کرتے | فِیْ میں | |
| سَبِیْلِ اللّٰهِ اللہ کی راہ | فَبَشِّرْهُمْ سو انہیں خوشخبری دو | بِعَذَابٍ عذاب | اَلِیْمٍ دردناک | یَوْمَ جس دن | یُحْمٰى دہکائیں گے | عَلَیْهَا اس پر | فِیْ میں |
| نَارِ جَهَنَّمَ جہنم کی آگ | فَتُكْوٰى بِهَا پھر داغا جائیگا اس سے | جِبَاهُهُمْ ان کی پیشانی (جمع) | وَ اور | جُنُوْبُهُمْ انکے پہلو (جمع) | وَ ظُهُوْرُهُمْ اور انکی پیٹھ | | |
| هٰذَا یہ ہے | مَا جو | كَنَزْتُمْ تم نے جمع کر کے رکھا | لِاَنْفُسِكُمْ اپنے لئے | فَذُوْقُوْا پس مزہ چکھو | مَا جو | كُنْتُمْ تَكْنِزُوْنَ تم جمع کر کے رکھتے تھے | |

## اہل کتاب کے اہل علم واہل عبادت کا کردار

یہود ونصاریٰ کا ذکر گذشتہ آیات سے ہوتا چلا آ رہا ہے۔ یہود کے علماء کو احبار اور نصاریٰ کے عابدوں کو رہبان کہتے ہیں۔

اب ان احبار اور رہبان کی بعض حالتیں جن سے عوام میں گمراہی پھیلتی تھی بیان کی جاتی ہیں کہ ان کی بھی حالت عجیب ہے کہ بظاہر مذہبی پیشوا' درویش' تارک الدنیا بنے بیٹھے ہیں مگر باطن میں عجب خباثت بھری ہے۔ ان میں سے اکثر کی یہ حالت ہے کہ طرح طرح سے لوگوں کا مال مارتے اور اس کو جمع کرتے ہیں۔ تحفہ اور نذرانہ کے بہانہ سے لوگوں سے رشوتیں لیتے ہیں اور روپیہ لے کر کتاب الٰہی اور احکام میں تحریف کرتے ہیں احکام واخبار شرعیہ کو بدل ڈالتے ہیں۔ ادھر عوام الناس نے انہیں جیسا گذشتہ درس میں بیان ہوا خدا کا مرتبہ دے رکھا ہے۔ جو کچھ غلط سلط کہہ دیں وہ ہی ان کے نزدیک حجت ہے۔ اس طرح یہ احبار و رہبان نذرانے وصول کرنے اور اپنی سیادت وریاست قائم رکھنے کے لئے عوام کو مکر وفریب کے جال میں پھنسا کر راہ حق یعنی دین اسلام سے روکتے رہتے ہیں کیونکہ عوام اگر ان کے جال سے نکل جائیں اور دین حق اختیار کرلیں تو ان کی ساری

آمدنی بند ہو جائے یہ حال مسلمانوں کو خطاب کر کے سنایا جارہا ہے تا کہ متنبہ ہو جائیں کہ امتوں کی خرابی وتباہی کا بڑا سبب تین جماعتوں کا خراب اور بے راہ ہونا اور اپنے فرائض کو چھوڑ دینا ہے۔

## زکوٰۃ نہ دینے والے مالداروں کا انجام

علماء ومشائخ اور اغنیاء یعنی مالدار لوگ۔ان میں سے دو کا تو ذکر ہو چکا یعنی احبار اور رہبان کا۔تیسری جماعت یعنی اغنیاء اور مالدار لوگوں کے متعلق بتلایا جاتا ہے کہ جو لوگ دولت اکٹھی کریں خواہ حلال طریقہ سے ہو۔مگر خدا کے راستہ میں خرچ نہ کریں مثلاً زکوٰۃ نہ دیں حقوق واجبہ نہ نکالیں جہاد کے موقع پر مجاہدین اور سامان جہاد پر خرچ نہ کریں۔تو ان کی یہ سزا ہے کہ ان کے سونے چاندی کو اول دوزخ کی آگ میں تپایا جائے گا پھر اس تپائے ہوئے سونے چاندی سے ان کے بدن کو تپایا جائے گا۔بخیل دولتمند سے جب خدا کے راستہ میں خرچ کرنے کو کہا جائے تو اس کی پیشانی پر بل پڑ جاتے ہیں۔زیادہ کہو تو اعراض کر کے ادھر سے پہلو بدل لیتا ہے۔ اگر اس پر بھی جان نہ بچی تو پیٹھ پھیر کر چل دیتا ہے۔اس لئے سونا چاندی تپا کر ان ہی تین موقعوں یعنی پیشانی پہلو پیٹھ پر داغ دیئے جائیں گے تا کہ اس کے جمع کرنے اور گاڑنے کا مزہ چکھ لے۔اور داغ دیتے وقت ان سے کہا جائے گا کہ یہ وہی خزانہ تو ہے جو تم نے اپنے نفع کے لئے جمع کر رکھا تھا اور خدا کا حق ادا نہ کرنے کی وجہ سے آج تمہارے لئے باعث عذاب بنا۔

## مسلمانوں کے لئے عبرت وتنبیہ

مفسرین نے لکھا ہے کہ ان آیات کا مضمون مومنین کو خطاب کر کے اس لئے بتایا کہ یہ متنبہ ہوں اور ایسے کام نہ کریں اور ایسے علماء ومشائخ سے پرہیز کریں جو دنیا کی حرص وطمع میں گرفتار ہیں۔یہاں سونا چاندی کے جمع کرنے اور اس کو راہ خدا میں خرچ نہ کرنے پر جس عذاب کی خبر سنائی گئی ہے اس بارہ میں مفسرین کے مختلف اقوال ہیں۔ بعض کا قول ہے کہ اس سے یہودی اور عیسائی مذہبی پیشوا علماء ومشائخ ہی مراد ہیں جن کا تذکرہ متصل آیات میں ہوتا چلا آیا ہے حضرت ابن عباسؓ فرماتے ہیں کہ اس سے زکوٰۃ نہ دینے والے مسلمان مراد ہیں۔ حضرت ابن عباسؓ کی تائید اس واقعہ سے بھی ہوتی ہے کہ جب یہ آیت نازل ہوئی تو بعض مسلمانوں پر بہت دشوار گزری۔حضرت عمرؓ نے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت گرامی میں حاضر ہو کر مسلمانوں کی حالت کا تذکرہ کیا۔حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا اللہ نے تم پر زکوٰۃ اسی لئے تو فرض کی ہے کہ اس کو نکال کر بقیہ مال کو پاک رکھو۔تیسرا قول حضرت ابوذرؓ کا ہے کہ یہ آیت اہل کتاب اور اہل اسلام دونوں کے حق میں نازل ہوئی۔واللہ اعلم بالصواب۔

الغرض شریعت اسلامیہ کا حکم یہ ہے کہ مال اپنی ذات میں کوئی بری چیز نہیں بلکہ بہت سی نیکیوں کا ذریعہ ہے خواہ وہ اربہا ارب کیوں نہ ہو۔شریعت نے نہ ذاتی ملکیت کو ممنوع قرار دیا ہے اور نہ اس کی کوئی حد مقرر کی ہے۔البتہ اس میں حقوق واجب کئے ہیں۔حقوق واجبہ کے ادا کر دینے کے بعد مال دولت کی مضرت ختم ہو جاتی ہے اور اس کی منفعت باقی رہ جاتی ہے۔یہ حکم عام ہے۔

ان آیات سے اور دیگر احادیث سے امام ابوحنیفہ رحمۃ اللہ علیہ نے استدلال کیا کہ سونے اور چاندی کے زیورات پر زکوٰۃ واجب ہے۔

الغرض یہاں تک گذشتہ آیات میں پہلے اہل کتاب سے قتال کا حکم دیا اور پھر ان سے جہاد وقتال کے وجوہ بیان کئے اور پھر ان کے علماء ومشائخ کی حرص وطمع کو بیان کیا کہ اس حرص وطمع نے ان کی دین ودنیا کو خراب کیا۔اب پھر مشرکین عرب کی بعض حالتوں کو آگے بیان فرمایا جاتا ہے جس کا بیان ان شاءاللہ آئندہ درس میں ہوگا۔

دعا کیجئے: یا اللہ یہود ونصاریٰ کے احبار ورہبان کی مذمت ہمارے علمائے اسلام کے لئے بھی باعث عبرت ونصیحت ہو اور حرص وطمع کی لالچ سے ان کو بچنا نصیب ہو۔

یا اللہ جو گناہ باعث تنگی رزق ہوں باعث مانع خیر وبرکت ہوں باعث محرومی حلاوت عبادت ہوں سب معاف فرما دے۔

وَاٰخِرُ دَعْوٰنَا اَنِ الْحَمْدُ لِلّٰهِ رَبِّ الْعٰلَمِيْنَ

اِنَّ عِدَّةَ الشُّهُوْرِ عِنْدَ اللّٰهِ اثْنَا عَشَرَ شَهْرًا فِيْ كِتٰبِ اللّٰهِ يَوْمَ خَلَقَ السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضَ

یقیناً شمار مہینوں کا کتابِ الٰہی میں اللہ کے نزدیک بارہ مہینے ہیں جس روز اللہ تعالیٰ نے آسمان اور زمین پیدا کیے تھے

مِنْهَآ اَرْبَعَةٌ حُرُمٌ ۭ ذٰلِكَ الدِّيْنُ الْقَيِّمُ ڏ فَلَا تَظْلِمُوْا فِيْهِنَّ اَنْفُسَكُمْ وَقَاتِلُوا

ان میں چار خاص مہینے ادب کے ہیں یہی دین مستقیم ہے سوتم ان سب مہینوں کے بارے میں اپنا نقصان مت کرنا اور ان مشرکین سے

الْمُشْرِكِيْنَ كَاۗفَّةً كَمَا يُقَاتِلُوْنَكُمْ كَاۗفَّةً ۭ وَاعْلَمُوْٓا اَنَّ اللّٰهَ مَعَ الْمُتَّقِيْنَ ۝۳۶ اِنَّمَا النَّسِيْۗءُ

سب سے لڑنا جیسا کہ وہ تم سب سے لڑتے ہیں اور یہ جان رکھو کہ اللہ تعالیٰ متقیوں کا ساتھی ہے۔ مہینوں کا یہ ہٹا دینا

زِيَادَةٌ فِي الْكُفْرِ يُضَلُّ بِهِ الَّذِيْنَ كَفَرُوْا يُحِلُّوْنَهٗ عَامًا وَّيُحَرِّمُوْنَهٗ عَامًا

کفر میں اور ترقی ہے جس سے کفار گمراہ کیے جاتے ہیں کہ وہ اس حرام مہینے کو کسی سال حلال کر لیتے ہیں اور کسی سال حرام سمجھتے ہیں

لِّيُوَاطِــُٔـوْا عِدَّةَ مَا حَرَّمَ اللّٰهُ فَيُحِلُّوْا مَا حَرَّمَ اللّٰهُ ۭ زُيِّنَ لَهُمْ سُوْۗءُ اَعْمَالِهِمْ ۭ

تاکہ اللہ تعالیٰ نے جو مہینے حرام کیے ہیں ان کی گنتی پوری کر لیں پھر اللہ کے حرام کیے ہوئے مہینے کو حلال کر لیتے ہیں ان کی بداعمالیاں اُن کو مستحسن معلوم ہوتی ہیں

وَاللّٰهُ لَا يَهْدِي الْقَوْمَ الْكٰفِرِيْنَ ۝۳۷

اور اللہ تعالیٰ ایسے کافروں کو ہدایت نہیں دیتا۔

| | | | | | | | | |
|---|---|---|---|---|---|---|---|---|
| اِنَّ بیشک | عِدَّةَ تعداد | الشُّهُوْرِ مہینے | عِنْدَ اللّٰهِ اللہ کے نزدیک | اثْنَا عَشَرَ بارہ | شَهْرًا مہینے | فِيْ میں | كِتٰبِ اللّٰهِ اللہ کی کتاب | يَوْمَ جس دن |
| خَلَقَ اس نے پیدا کیا | السَّمٰوٰتِ آسمانوں | وَالْاَرْضَ اور زمین | مِنْهَا ان سے (اُن میں) | اَرْبَعَةٌ چار | حُرُمٌ حرمت والے | ذٰلِكَ یہ | | |
| الدِّيْنُ الْقَيِّمُ سیدھا دین | فَلَا تَظْلِمُوْا پھر نہ ظلم کرو تم | فِيْهِنَّ ان میں | اَنْفُسَكُمْ اپنے اوپر | وَ اور | قَاتِلُوا لڑو | الْمُشْرِكِيْنَ مشرکوں | | |
| كَاۗفَّةً سب کے سب | كَمَا جیسے | يُقَاتِلُوْنَكُمْ وہ تم سے لڑتے ہیں | كَاۗفَّةً سب کے سب | وَاعْلَمُوْٓا اور جان لو | اَنَّ کہ | اللّٰهَ اللہ | مَعَ ساتھ | |
| الْمُتَّقِيْنَ پرہیزگار (جمع) | اِنَّمَا یہ جو | النَّسِيْۗءُ مہینے کا ہٹادینا | زِيَادَةٌ اضافہ | فِي الْكُفْرِ کفر میں | يُضَلُّ گمراہ ہوتے ہیں | بِهٖ اس میں | | |
| الَّذِيْنَ كَفَرُوْا وہ لوگ جنہوں نے کفر کیا (کافر) | يُحِلُّوْنَهٗ وہ اُس کو حلال کرتے ہیں | عَامًا ایک سال | وَيُحَرِّمُوْنَهٗ اور اسے حرام کر لیتے ہیں | | | | | |
| عَامًا ایک سال | لِيُوَاطِــُٔوْا تاکہ وہ پوری کر لیں | عِدَّةَ گنتی | مَا جو | حَرَّمَ حرام کیا | اللّٰهُ اللہ | فَيُحِلُّوْا تو وہ حلال کرتے ہیں | مَا حَرَّمَ جو حرام کیا | اللّٰهُ اللہ |
| زُيِّنَ مزین کردیے گئے | لَهُمْ انہیں | سُوْۗءُ برے | اَعْمَالِهِمْ ان کے اعمال | وَاللّٰهُ اور اللہ | لَا يَهْدِي ہدایت نہیں دیتا | الْقَوْمَ قوم | الْكٰفِرِيْنَ کافر (جمع) | |

## نسیئ کی رسم اور اہل کتاب و مشرکین میں مشابہت

عرب میں حضرت ابراہیمؑ اور حضرت اسماعیلؑ کے وقت سے معمول چلا آتا تھا کہ سال کے بارہ مہینوں میں سے چار مہینے اشہر حرم یعنی ذیقعدہ، ذی الحجہ، محرم ورجب یہ خاص ادب اور احترام کے مہینہ سمجھے جاتے تھے۔ ان میں خونریزی اور جدال قتال بند کردیا جاتا تھا۔ اور امن وامان آزادی کے ساتھ سفر کرسکتے تھے۔ کوئی شخص ان ایام میں اپنے باپ کے قاتل سے بھی تعرض نہ کرتا تھا بلکہ بعض علماء نے لکھا ہے کہ اصل ملت ابراہیمی میں یہ

چار ماہ اشہر حرم قرار دیئے گئے تھے۔ اسلام سے ایک مدت پہلے جب عرب کی وحشت و جہالت حد سے بڑھ گئی اور باہمی جدال وقتال میں بعض بعض قبائل کی یہ حالت ہوگئی کہ وہ جذبہ انتقام میں کسی آسمانی یا زمینی قانون کے پابند نہ رہے تو نسیٔ کی رسم نکالی یعنی جب کسی زور آور قبیلہ کا ارادہ ماہ محرم میں جنگ کرنے کا ہوا تو قبیلہ کے سردار نے اعلان کر دیا کہ امسال ہم نے محرم کو اشہر حرم سے نکال کر اس کی جگہ صفر کو حرام کر دیا۔ پھر اگلے سال کہہ دیا کہ اس مرتبہ حسب دستور قدیم محرم حرام اور صفر حلال رہے گا۔ اس طرح سال میں چار مہینوں کی گنتی تو پوری کر لیتے تھے لیکن ان کی حرمت کی تعیین میں حسب خواہش ردوبدل کرتے رہتے تھے اور عام طور پر لوگ اسی کو قبول کر لیتے تھے گویا عہد جاہلیت میں کافروں کے کفر و گمراہی کو بڑھانے کے لئے ایک چیز یہ بھی تھی کہ خدا کے حلال یا حرام کئے ہوئے مہینہ کو بدل ڈالتے۔ ٹھیک اسی طرح یہود و نصاریٰ کا حال تھا۔ کہ انہوں نے حلال و حرام کی باگ ڈور غرض پرست احبار و رہبان کے ہاتھوں میں دے دی تھی۔ دونوں جماعتوں یعنی مشرکین و اہل کتاب کی مشابہت ظاہر کرنے کے لئے نسیٔ کی رسم کا ذکر یہاں کیا گیا اور اس کا ان آیات میں رد فرمایا گیا۔

## مہینوں کی ترتیب بدلنا گناہ کا کام ہے

بتلایا گیا کہ آج سے نہیں جب سے آسمان و زمین پیدا کئے خدا کے نزدیک بہت سے احکام شرعیہ جاری کرنے کے لئے سال کے بارہ مہینہ رکھے گئے ہیں جن میں سے چار اشہر حرم یعنی ادب و احترام کے مہینہ ہیں جن میں گناہ اور ظلم سے بچنے کا اور زیادہ اہتمام کرنا چاہئے۔ یہی سیدھا دین ابراہیم علیہ السلام کا ہے۔ اس لئے مسلمانوں کو ہدایت کی جارہی ہے کہ تم ان سب مہینوں کے بارہ میں دین کے خلاف کر کے جو کہ موجب گناہ ہے اپنا نقصان مت کرنا یعنی اس عادت جاہلیت کے موافق مت کرنا اور مشرکین سے جب کہ یہ اپنی کفریات کو جن میں یہ خاص عادت و رسم بھی آ گئی نہ چھوڑیں تو ان سے لڑنا جیسا کہ وہ مسلمانوں سے ہر وقت لڑنے کو تیار رہا کرتے ہیں اور اگر ان کی جمعیت اور سامان سے اندیشہ ہو تو یہ جان رکھو کہ اللہ تعالیٰ متقیوں کا ساتھی ہے یعنی ایمان اور تقویٰ کو اپنا شعار رکھو اور کسی سے مت ڈرو۔ پھر مشرکین کی رسم نسیٔ یعنی مہینوں کو ٹال دینے کی تردید فرمائی کہ یہ مشرکین کس طرح اللہ کے حرام کئے ہوئے مہینہ کو حلال کر لیتے ہیں تو گویا ان آیات میں سمجھایا گیا کہ یہ مشرکین اور اہل کتاب دونوں اللہ کے دین کو بگاڑ چکے ہیں اور چیزوں کا حلال و حرام کرنا انہوں نے اپنی رائے پر موقوف کر لیا ہے اس لئے ان سے لڑے اور ان کو دبائے بغیر چارہ نہیں۔

## تاریخ قمری کی حفاظت

ان آیات سے معلوم ہوا کہ چونکہ احکام شرعیہ کا مدار حساب قمری پر ہے اس لئے اس کی حفاظت اہل اسلام پر فرض علی الکفایہ ہے۔ پس اگر ساری امت دوسری اصطلاح کو اپنا معمول بنا لے جس سے حساب قمری ضائع ہو جائے تو سب گنہ گار ہوں گے اور اگر وہ محفوظ رہے تو دوسرے حساب کا استعمال بھی مباح ہے لیکن خلاف سنت و سلف ضرور ہے اور حساب قمری کا برتنا بوجہ اس کے فرض کفایہ ہونے کے یقیناً افضل و احسن ہے۔

## محترم مہینوں میں قتال

حضرت شاہ عبدالقادر صاحب مفسر و محدث دہلویؒ لکھتے ہیں کہ ان آیات سے نکلتا ہے کہ کافروں سے لڑنا ہمیشہ روا ہے چنانچہ غزوہ تبوک جس کا ذکر آگے آتا ہے ماہ رجب میں ہوا اور آپس میں ظلم کرنا ہمیشہ گناہ ہے اور ان مہینوں میں زیادہ۔ اکثر علماء کی رائے یہی ہے لیکن بہتر ہے کہ اگر کوئی کافر ان مہینوں کا ادب کرے تو ہم بھی ان مہینوں میں اس سے لڑائی کی ابتداء نہ کریں۔

## دعا کیجئے

یَااللّٰہ دین کے جذبہ کے ساتھ ہم کو کفار و مشرکین سے جنگ وقتال میں صبر و استقلال اور جراءت عطا فرما۔

یَااللّٰہ جو گناہ عمر کو خراب کریں امید سے ناامید کر دیں۔ نیک اعمال کو برباد کر دیں الٰہی! ایسے گناہوں سے بچا کر رکھنا اگر کر لئے ہوں تو معاف فرمانا۔ وَاٰخِرُ دَعْوٰنَا اَنِ الْحَمْدُ لِلّٰہِ رَبِّ الْعٰلَمِیْنَ

يٰۤاَيُّهَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا مَا لَكُمْ اِذَا قِيْلَ لَكُمُ انْفِرُوْا فِيْ سَبِيْلِ اللّٰهِ اثَّاقَلْتُمْ اِلَى الْاَرْضِ

اے ایمان والو تم لوگوں کو کیا ہوا کہ جب تم سے کہا جاتا ہے کہ اللہ کی راہ میں نکلو تو تم زمین کو لگے جاتے ہو

اَرَضِيْتُمْ بِالْحَيٰوةِ الدُّنْيَا مِنَ الْاٰخِرَةِ ۚ فَمَا مَتَاعُ الْحَيٰوةِ الدُّنْيَا فِي الْاٰخِرَةِ اِلَّا قَلِيْلٌ ۝

کیا تم نے آخرت کے عوض دنیاوی زندگی پر قناعت کر لی سو دنیاوی زندگی کا تمتع تو کچھ بھی نہیں بہت قلیل ہے۔

اِلَّا تَنْفِرُوْا يُعَذِّبْكُمْ عَذَابًا اَلِيْمًا ۙ وَّيَسْتَبْدِلْ قَوْمًا غَيْرَكُمْ وَلَا تَضُرُّوْهُ شَيْـًٔا ۗ

اگر تم نہ نکلو گے تو اللہ تعالیٰ تم کو سخت سزا دے گا اور تمہارے بدلے دوسری قوم پیدا کردے گا اور تم اللہ کو کچھ ضرر نہ پہنچا سکو گے

وَاللّٰهُ عَلٰى كُلِّ شَيْءٍ قَدِيْرٌ ۝

اور اللہ کو ہر چیز پر پوری قدرت ہے۔

| | | | | | | | | | |
|---|---|---|---|---|---|---|---|---|---|
| يٰۤاَيُّهَا اے | الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا جو لوگ ایمان لائے | مَا لَكُمْ تمہیں کیا ہوا | اِذَا جب | قِيْلَ کہا جاتا ہے | لَكُمْ تمہیں | اِنْفِرُوْا کوچ کرو | فِيْ میں | | |
| سَبِيْلِ اللّٰهِ اللہ کی راہ | اِثَّاقَلْتُمْ تم گرے جاتے ہو | اِلٰى طرف | الْاَرْضِ زمین | اَرَضِيْتُمْ کیا تم نے پسند کرلیا | بِالْحَيٰوةِ زندگی کو | الدُّنْيَا دنیا | مِنَ سے | | |
| الْاٰخِرَةِ آخرت | فَمَا سو نہیں | مَتَاعُ سامان | الْحَيٰوةِ زندگی | الدُّنْيَا دنیا | فِيْ میں | الْاٰخِرَةِ آخرت | اِلَّا مگر | قَلِيْلٌ تھوڑا | اِلَّا تَنْفِرُوْا اگر نہ نکلو گے |
| يُعَذِّبْكُمْ تمہیں عذاب دے گا | عَذَابًا عذاب | اَلِيْمًا دردناک | وَ اور | يَسْتَبْدِلْ بدلہ میں لے آئے گا | قَوْمًا اور قوم | غَيْرَكُمْ تمہارے سوا | | | |
| وَ اور | لَا تَضُرُّوْهُ نہ بگاڑ سکو گے اس کا | شَيْـًٔا کچھ بھی | وَاللّٰهُ اور اللہ | عَلٰى كُلِّ شَيْءٍ ہر چیز پر | قَدِيْرٌ قدرت رکھنے والا | | | | |

## غزوۂ تبوک کا واقعہ

تبوک ملک شام میں ایک مقام ہے جو مدینہ کے شمال میں سرحد شام پر واقع ہے۔ شام اس وقت عیسائیوں کی رومن سلطنت کا ایک صوبہ تھا جب آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم فتح مکہ اور غزوۂ حنین وغیرہ سے فارغ ہو کر مدینہ منورہ واپس تشریف لائے تو آپ کو اطلاع ملی کہ روم کا نصرانی بادشاہ مدینہ پر فوج کشی کرنا چاہتا ہے اور وہ فوج تبوک میں کہ اس کی عملداری کے حدود میں ہے جمع کی جاوے گی۔ آپ نے خود ہی مقابلہ کیلئے سفر کا ارادہ فرمایا اور مسلمانوں میں اس کا اعلان عام فرما دیا۔ ۳۰ ہزار کی جمعیت آپ کے ہمراہ جمع ہوگئی تاہم اب مقابلہ کسی قبیلہ سے نہیں بلکہ ایک باضابطہ قواعد دان شاہی فوج سے کرنا تھا پھر وہ موسم بھی شدید گرمی کا تھا۔ کھجوروں کے پکنے اور توڑنے کا زمانہ قریب تھا اور سفر خاصا دور دراز کا اس لئے اس غزوہ میں جانا بڑی ہمت کا کام تھا اس لئے ان آیات میں اس کی بہت ترغیب دی گئی ہے اور چونکہ منافقین بوجہ عدم ایمان و عدم اخلاص کے اس میں شرکت سے طرح طرح کے بہانے پیش لائے اور ان کی طرح طرح سے خباثتیں ظاہر ہوئیں۔ اس لئے ان پر بھی تشنیع ہوئی ہے۔ ایسی مہم میں مومنین مخلصین کے سوا کس کا حوصلہ تھا کہ جانبازانہ قدم اٹھا سکتا۔ بعض مسلمان بھی ایسے سخت وقت میں اس طویل اور پر مشقت سفر سے ہچکچا رہے تھے۔ لیکن اس ساری سختی، مشکلات اور تکالیف کے باوجود شرکت جہاد سے باز رہنے والوں کی مجموعی تعداد برائے نام تھی۔ بھاری اکثریت انہی مسلمانوں کی تھی جو اپنے سارے منافع و راحت کو قربان کر کے اللہ کی راہ میں ہر طرح کی مشقت برداشت کرنے کے لئے تیار ہو گئے۔ اسی لئے اس جہاد میں اسلامی لشکر کی تعداد تیس ہزار تھی۔ جو اس سے پہلے کسی جہاد میں نہ تھی۔ بہر حال ۳۰ ہزار سر فروش مجاہدین کا لشکر جرار لے کر

35

حدود شام کی طرف آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم روانہ ہو گئے۔ لشکر نصاریٰ کو جن کی تعداد دو لاکھ بتلائی جاتی ہے۔ جب لشکر اسلام کی اس مستعدی کی خبر ملی تو خود ہی ان کے حوصلہ پست ہو گئے اور ان کی ہمت فوج کشی کی نہ ہوئی۔ آپ نے مقام تبوک میں ڈیرے ڈال دیئے اور بیس دن وہاں قیام فرمایا۔ قیصر روم نے اپنی فوجیں ہٹا لیں اور اس طرح جو اخلاقی فتح حاصل ہوئی اس کو نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے کافی سمجھا اور سلطنت روم اور دارالاسلام کے درمیان جو چھوٹی چھوٹی ریاستیں واقع تھیں اور اب تک رومیوں کے زیر اثر رہی تھیں وہ فوجی دباؤ سے سلطنت اسلامی کی باجگزار بن گئیں۔ جن عرب قبائل کو رومی اب تک عرب کے خلاف استعمال کرتے تھے اب ان کا بیشتر حصہ رومیوں کے مقابلہ میں مسلمانوں کا معاون بن گیا۔

جب آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم تبوک سے غالب و منصور واپس تشریف لائے اور خدا نے بڑی بڑی سلطنتوں پر اسلام کی دھاک بٹھلادی تو منافقین مدینہ بڑے شرمندہ ہوئے نیز چند سچے مسلمان جو محض سستی اور کسل کی بناء پر غزوۂ تبوک میں شامل نہ ہوئے تھے بے حد نادم اور حسرت زدہ تھے۔ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی وفات کے بعد حضرت عمر فاروقؓ کے عہد خلافت میں تمام ملک شام فتح ہوا۔ غزوۂ تبوک رجب ۹ ہجری میں ہوا۔

## غزوۂ تبوک کے متعلق مختلف لوگوں کی حالتیں

یہاں سے سورۃ کے اخیر آیات تک غور کرنے سے معلوم ہوتا ہے کہ اس غزوہ کے متعلق لوگوں کی کئی حالتیں ہو گئی تھیں۔ اول جو بلاتردد ساتھ ہو لئے۔ دوم جو بعد تردد ساتھ ہو لئے۔ سوم جو عذر کی وجہ سے نہ جا سکے۔ چہارم وہ مومنین جو باوجود عذر نہ ہونے کے محض سستی کے سبب نہ جا سکے۔ پنجم اکثر منافقین جو باوجود عذر نہ ہونے کے نفاق کے سبب نہیں گئے۔ آیات کثیرہ میں ان ہی کا ذکر ہے۔ ششم بعض منافقین جو بقصد تجسس و شرارت ساتھ ہو لئے تھے۔ ان میں سے ہر ایک کا ذکر ختم سورۃ تک کہیں کہیں آیا ہے۔

## مسلمانوں کو جہاد کی ترغیب

ان آیات میں مسلمانوں کو خطاب کر کے بڑی شدت سے جہاد کی طرف ابھارا جاتا ہے اور بتلایا ہے کہ تھوڑے سے عیش و آرام میں پھنس کر جہاد کو چھوڑنا گویا بلندی سے پستی کی طرف گر جانے کے مترادف ہے۔ مومن صادق کی نظر میں دنیا کے عیش و آرام اور مال و دولت کی آخرت کے مقابلہ میں کوئی وقعت نہ ہونی چاہئے۔ چنانچہ حدیث میں بھی ہے کہ اگر خدا کے نزدیک دنیا کی وقعت مچھر کے پر کے برابر بھی ہوتی تو کسی کافر کو ایک گھونٹ پانی کا نہ دیتا۔ پھر آگے ان آیات میں بتلایا جاتا ہے کہ خدا کا کام کسی پر منحصر اور موقوف نہیں۔ تم اگر سستی کرو گے تو وہ اپنی قدرت کاملہ سے کسی دوسری قوم کو دین حق کی خدمت کے لئے کھڑا کر دے گا اور تم اس سعادت سے محروم رہو گے جو تمہارے ہی نقصان کا باعث ہے۔ درحقیقت یہ تو خدا کا فضل و احسان ہے کہ وہ تمہیں اپنے دین کی خدمت کا موقع دے رہا ہے۔

## سستی و کاہلی کے اثرات اور اس کا علاج

ان آیات میں بظاہر اس چوتھی جماعت کا ذکر ہے جو بغیر کسی صحیح اور قوی عذر کے محض اپنی سستی کی بناء پر شریک جہاد نہ ہو سکے تھے۔ ان کو اس سستی اور غفلت پر تنبیہ کی گئی اور ساتھ ہی غفلت اور سستی کا سبب اور پھر اس کا علاج بھی تعلیم فرمایا گیا۔

''مرض کا جو سبب اور علاج اس جگہ بیان فرمایا گیا ہے اگرچہ اس جگہ اس کا تعلق ایک خاص واقعہ سے تھا لیکن اگر غور کیا جائے تو ثابت ہوگا کہ دین کے معاملہ میں ہر کوتاہی، سستی اور غفلت اور تمام جرائم اور گناہوں کا اصلی سبب یہی دنیا کی محبت اور آخرت سے غفلت ہے۔ اسی لئے حدیث میں رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم کا ارشاد ہے۔ حب الدنیا رأس کل خطیئة یعنی دنیا کی محبت ہر خطا و گناہ کی بنیاد ہے۔ اسی لئے آیت مذکورہ میں فرمایا گیا کہ ''اے ایمان والو! تمہیں کیا ہو گیا کہ جب تمہیں اللہ کے راستہ میں نکلنے کے لئے کہا جاتا ہے تو تم زمین کو لگتے جاتے ہو (حرکت کرنا نہیں چاہتے) کیا تم آخرت کے بدلے صرف دنیا کی زندگی پر مگن ہو گئے''۔

تشخیص مرض کے بعد اس کا علاج اگلے جملہ میں اس طرح ارشاد

ہوا کہ ''دنیوی زندگی سے نفع اٹھانا تو کچھ بھی نہیں بہت قلیل وحقیر ہے'' جس کا حاصل یہ ہے کہ بڑی فکر آخرت کی دائمی زندگی کی ہونی چاہئے۔ اور یہ فکر آخرت ہی درحقیقت سارے امراض کا واحد اور مکمل علاج ہے اور انسداد جرائم کے لئے بے نظیر نسخۂ اکسیر ہے۔ عقائد اسلام کے بنیادی اصول تین ہیں۔ توحید' رسالت اور آخرت۔ ان میں عقیدۂ آخرت درحقیقت اصلاح عمل کی روح اور جرائم اور گناہوں کے آگے ایک آہنی دیوار ہے۔ اگر غور کیا جائے تو واضح طور پر معلوم ہوگا کہ دنیا میں امن وسکون اس عقیدہ کے بغیر قائم ہی نہیں ہوسکتا۔ آج کی دنیا میں مادی ترقیات اپنے شباب کو پہنچی ہوئی ہیں۔ جرائم کے انسداد کے لئے بھی کسی ملک اور قوم میں مادی تدبیروں کی کوئی کمی نہیں۔ قانون کی جکڑ بندی اور اس کے لئے انتظامی مشینری روز بروز ترقی پر ہے مگر اس کے ساتھ یہ بھی آنکھوں دیکھا حال ہے کہ جرائم ہر جگہ اور ہر قوم میں روز بروز ترقی ہی پر ہیں۔ ہماری نظر میں اس کی وجہ اس کے سوا نہیں کہ مرض کی تشخیص اور علاج کا رخ صحیح نہیں۔ مرض کا سرچشمہ مادہ پرستی اور مادیات میں انہماک اور آخرت سے غفلت اور اعراض ہے اور اس کا واحد علاج ذکر اللہ اور آخرت کی فکر ہے۔ جس وقت اور جس جگہ بھی دنیا میں اس اکسیری نسخہ کو استعمال کیا گیا پوری قوم اور اس کا معاشرہ صحیح انسانیت کی تصویر بن کر فرشتوں کے لئے قابل رشک ہوگیا۔ عہد رسالتؐ اور عہد صحابہ کرام کا مشاہدہ اس لئے کافی دلیل ہے آج کی دنیا جرائم کا انسداد تو چاہتی ہے مگر خدا اور آخرت سے غافل ہوکر چاہتی ہے اور قدم قدم پر ایسے سامان جمع کرتی ہے جس میں رہ کر خدا اور آخرت کی طرف دھیان بھی نہ آئے تو اس کا لازمی نتیجہ وہی ہے جو آنکھوں کے سامنے آرہا ہے کہ بہتر سے بہتر قانون اور قانونی مشینریاں سب فیل نظر آتی ہیں۔ جرائم اپنی جگہ نہ صرف موجود بلکہ روز بروز طوفانی رفتار سے بڑھ رہے ہیں۔ کاش ایک مرتبہ عقلائے دنیا اس قرآنی نسخہ کو استعمال کر کے دیکھیں تو انہیں معلوم ہو کہ کس قدر آسانی کے ساتھ جرائم پر قابو پایا جاسکتا ہے۔ آگے دوسری آیت میں سستی اور کاہلی برتنے والوں کو ان کے مرض اور علاج پر متنبہ کرنے کے بعد آخری فیصلہ یہ بھی سنا دیا کہ ''اگر تم جہاد کے لئے نہ نکلے تو اللہ تعالیٰ تمہیں دردناک عذاب میں مبتلا کردیں گے اور تمہاری جگہ کسی اور قوم کو کھڑا کردیں گے' اور دین پر عمل نہ کرنے سے تم اللہ کو یا اللہ کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم کو کوئی نقصان نہ پہنچا سکو گے کیونکہ اللہ تعالیٰ ہر چیز پر قادر ہے''۔ (معارف القرآن)

## دعا کیجئے

**یَا اَللّٰہُ** ہم کو اور ہماری پوری قوم کو جہاد فی سبیل اللہ کا جذبۂ صادق عطا فرما۔ یا اللہ دین کے مقابلہ میں دنیا کی اہمیت کو ہماری نظروں میں ہیچ کردے۔ یا اللہ آخرت کا فکر ہمارے دلوں میں ایسا بٹھادے کہ جو ہم ہر چھوٹی بڑی نافرمانی سے رک جائیں۔ یا اللہ یہ آپ کا فضل واحسان ہے کہ اگر کسی سے دین کی کوئی خدمت لے لیں یا اللہ ہم ناکاروں کو بھی اپنی رحمت سے دین کی خدمت کا اخلاص کے ساتھ کوئی حصہ عطا فرمادے۔ آمین۔

**یَا اَللّٰہُ** آپ نے قلب کو پاک کیا' میں نے گناہوں سے ناپاک کرلیا' آپ نے پردہ رکھا میں نے خود اس کو چاک کردیا اپنے برے اخلاق کو مزین کیا اور نیک بنا رہا ایسے گناہ بھی معاف فرمادے۔

وَاٰخِرُ دَعْوٰنَا اَنِ الْحَمْدُ لِلّٰهِ رَبِّ الْعٰلَمِيْنَ

إِلَّا تَنصُرُوهُ فَقَدْ نَصَرَهُ اللَّهُ إِذْ أَخْرَجَهُ الَّذِينَ كَفَرُوا ثَانِيَ اثْنَيْنِ إِذْ هُمَا فِي الْغَارِ

اگر تم لوگ رسول اللہ ﷺ کی مدد نہ کرو گے تو اللہ تعالیٰ آپ کی مدد اس وقت کر چکا ہے جبکہ آپ کو کافروں نے جلاوطن کر دیا تھا جبکہ دو میں ایک آپ تھے

إِذْ يَقُولُ لِصَاحِبِهِ لَا تَحْزَنْ إِنَّ اللَّهَ مَعَنَا فَأَنزَلَ اللَّهُ سَكِينَتَهُ عَلَيْهِ وَأَيَّدَهُ

جس وقت کہ دونوں غار میں تھے جبکہ آپ اپنے ہمراہی سے فرما رہے تھے کہ غم نہ کرو یقیناً اللہ تعالیٰ ہمارے ہمراہ ہے سو اللہ تعالیٰ نے آپ پر اپنی تسلی نازل فرمائی

بِجُنُودٍ لَّمْ تَرَوْهَا وَجَعَلَ كَلِمَةَ الَّذِينَ كَفَرُوا السُّفْلَىٰ ۗ وَكَلِمَةُ اللَّهِ هِيَ الْعُلْيَا ۗ

اور آپ کو ایسے لشکروں سے قوت دی جن کو تم لوگوں نے نہیں دیکھا اور اللہ تعالیٰ نے کافروں کی بات نیچی کر دی اور اللہ ہی کا بول بالا رہا

وَاللَّهُ عَزِيزٌ حَكِيمٌ ﴿٤٠﴾

اور اللہ زبردست حکمت والا ہے۔

| | | | | | | | |
|---|---|---|---|---|---|---|---|
| إِلَّا تَنصُرُوهُ اگر تم مدد نہ کرو گے اس کی | فَقَدْ نَصَرَهُ تو البتہ اس کی مدد کی ہے | اللَّهُ اللہ | إِذْ جب | أَخْرَجَهُ اس کو نکالا | الَّذِينَ وہ لوگ | كَفَرُوا جو کافر ہوئے (کافر) | |
| ثَانِيَ دوسرا | اثْنَيْنِ دو میں | إِذْ هُمَا جب وہ دونوں | فِي میں | الْغَارِ غار | إِذْ جب | يَقُولُ وہ کہتے تھے | لِصَاحِبِهِ اپنے ساتھی سے |
| لَا تَحْزَنْ گھبراؤ نہیں | إِنَّ یقیناً | اللَّهَ اللہ | مَعَنَا ہمارے ساتھ | فَأَنزَلَ تو نازل کی | اللَّهُ اللہ | سَكِينَتَهُ اپنی تسکین | عَلَيْهِ اس پر |
| وَ اور | أَيَّدَهُ اس کی مدد کی | بِجُنُودٍ ایسے لشکروں سے | لَّمْ تَرَوْهَا جو تم نے نہیں دیکھے | وَجَعَلَ اور کر دی | كَلِمَةَ بات | الَّذِينَ وہ لوگ جو | كَفَرُوا انہوں نے کفر کیا (کافر) |
| السُّفْلَىٰ پست | وَ اور | كَلِمَةُ اللَّهِ اللہ کا کلمہ | هِيَ وہ | الْعُلْيَا بالا | وَاللَّهُ اور اللہ | عَزِيزٌ غالب | حَكِيمٌ حکمت والا |

## اللہ تعالیٰ اپنے پیغمبر کی نصرت کیلئے کافی ہے

غزوۂ تبوک کے سلسلہ میں گذشتہ آیات میں ان لوگوں کو تنبیہ کی گئی تھی جنہوں نے جہاد میں شرکت سے کچھ سستی اور پست ہمتی دکھلائی تھی اور فرمایا گیا تھا کہ تم اگر جہاد پر نہ جاؤ گے تو اللہ کی پکڑ میں آ جاؤ گے اور تمہاری بجائے اللہ دوسری قوم کو اسلام کی حمایت کے لئے پیدا فرما دے گا۔ اسی سلسلہ میں یہ بتلایا جاتا ہے کہ بالفرض اگر تم نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی مدد جہاد کی شرکت سے نہ کرو گے تو نہ سہی۔ آپ کا منصور اور کامیاب ہونا کسی کی حمایت اور امداد پر موقوف نہیں اللہ تعالیٰ آپ کی مدد و نصرت کے لئے کافی ہے اللہ تعالیٰ آپ کو براہ راست غیب سے امداد پہنچا سکتا ہے اور وہ سب کچھ کر سکتا ہے چنانچہ نصرت خداوندی کی مثال میں ہجرت کے واقعہ کو بتلایا جاتا ہے کہ ایک وقت پہلے ایسا آ چکا ہے جب ایک یار غار کے سوا کوئی آپ کے ساتھ نہ تھا اور جب کہ دونوں غار ثور میں تھے۔ اور آپ نے حضرت ابوبکر صدیقؓ کو مغموم دیکھ کر ان سے فرمایا تھا کہ تم ملول مت ہو حق تعالیٰ ہم دونوں کے ساتھ ہے۔ نہ یہ کفار میرا کچھ کر سکتے ہیں جس کی وجہ سے تم کو غم ہے نہ تمہارا کچھ کر سکتے ہیں۔ چنانچہ اللہ تعالیٰ نے اپنے پیغمبر صلی اللہ علیہ وسلم پر اپنی خاص تسکین نازل فرمائی اور فرشتوں کو آپ کی حفاظت کے لئے نازل فرمایا اور کفار کی ساری تدبیروں کو خاک میں ملا دیا اور وہ اپنے ارادوں میں ناکام رہے اور اللہ تعالیٰ ہی کی بات اونچی رہی۔

## واقعۂ ہجرت

مکہ والوں کے مظالم سے تنگ آ کر چند مسلمان مکہ سے ہجرت کر گئے تھے۔ آخر آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کو بھی ہجرت کا حکم ہوا۔ مشرکین کا آخری مشورہ یہ قرار پایا تھا کہ ہر قبیلہ کا ایک نوجوان منتخب ہو اور وہ سب مل کر یک وقت آپ پر تلواروں سے حملہ کر دیں تا کہ خون

بہادینا پڑے تو سب قبائل پر تقسیم ہو جائے اور بنی ہاشم کی یہ ہمت نہ ہو کہ خون کے انتقام میں سارے عرب سے لڑائی مول لیں۔ جس شب میں اس ناپاک ارادہ کو عملی جامہ پہنانے کی تجویز تھی آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کو حضرت جبرئیل علیہ السلام نے آ کر اطلاع دی۔ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے حضرت علیؓ کو حکم دیا کہ میری سبز چادر اوڑھ کر میرے بستر پر لیٹ جاؤ اور ڈرو مت تم کو کوئی کسی قسم کا گزند نہ پہنچا سکے گا۔ قریش اگرچہ حضورؐ کے جانی دشمن تھے لیکن آپ کو صادق و امین سمجھتے تھے اور امانتیں آپ ہی کے پاس رکھتے تھے۔ آپ نے وہ سب امانتیں حضرت علیؓ کے سپرد کیں کہ صبح کو یہ امانتیں لوگوں تک پہنچا دینا۔ پھر خود بنفس نفیس ظالموں کے ہجوم میں سے **شاهت الوجوه** فرماتے ہوئے اور ان کی آنکھوں میں خاک جھونکتے ہوئے صاف نکل آئے۔ حضرت ابوبکر صدیقؓ کے گھر تشریف لے گئے اور ان کو ہمراہ لے کر جبل ثور جو مکہ سے قریب تین میل پر ہے وہاں پہنچ کر ایک غار میں قیام فرمایا یہ غار جو اب غار ثور کے نام سے مشہور ہے ایک پہاڑ کی بلندی پر ایک بھاری چٹان میں ہے جس میں داخل ہونے کا صرف ایک راستہ ہے وہ بھی ایسا تنگ کہ انسان اس میں کھڑے ہو کر یا بیٹھ کر اس میں گھس نہیں سکتا۔ صرف لیٹ کر داخل ہونا ممکن تھا۔ غار کے اندر اول حضرت ابوبکر صدیقؓ نے جا کر اسے اپنی چادر سے صاف کیا۔ غار کے اندر بہت سے سوراخ تھے جو آپ نے اپنی چادر پھاڑ پھاڑ کر سب سوراخ کپڑے سے بند کئے کہ کوئی کیڑا گزند نہ پہنچا سکے۔ ایک بڑا سوراخ باقی تھا جس کا بھراؤ کپڑا نہ ہونے کے باعث نہ ہو سکا۔ اس میں اپنا پاؤں کا انگوٹھ حضرت صدیقؓ نے اڑا دیا۔ یہ سب انتظام کر کے حضور صلی اللہ علیہ وسلم سے اندر تشریف لانے کو کہا اور حضورؐ کا سر مبارک اپنے زانو پر رکھ کر عرض کیا یا رسول اللہ آپ تھوڑی دیر سو رہیں تا کہ سفر کا تکان رفع ہو جائے۔ غرض آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے آرام فرمایا اور حضرت ابوبکر صدیقؓ غار کے پتھر سے کمر لگا کر اور اس سوراخ میں پیر کا انگوٹھا اڑا کر اطمینان کے ساتھ بیٹھ گئے جو درحقیقت کسی زہریلے سانپ کا بل تھا اور وہ سانپ اپنی آمد و رفت کا راستہ بند دیکھ کر اندر گھبرا رہا تھا۔ آخر وہ مقید رہنے کی تاب نہ لا سکا اور اس نے حضرت صدیق اکبرؓ کے اس انگوٹھے میں کاٹ لیا جو اس کو باہر نکلنے سے روک رہا تھا۔ حضرت صدیقؓ کو سانپ کے زہر نے بے چین کر دیا لیکن وہ پیر اپنی جگہ سے اس لئے نہ ہلایا کہ اس کے حرکت کرنے میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی آنکھ کھل جانے کا اندیشہ تھا۔ یہاں تک کہ حضرت صدیقؓ کے چہرہ کا رنگ متغیر ہونے لگا اور بے تابی کے سبب آنکھوں سے آنسو گرنے لگے۔ اس وقت حضور صلی اللہ علیہ وسلم بیدار ہوئے اور اپنے رفیق کی حالت غیر دیکھ کر وجہ پوچھی۔ حضرت ابوبکرؓ نے واقعہ بیان کیا تو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ان کا انگوٹھا سوراخ سے علیحدہ کر دیا اور دہن مبارک کا لعاب کاٹی ہوئی جگہ پر لگا دیا جس نے تریاق کا اثر کیا۔ سوزش یکدم زائل ہو گئی اور فوراً آرام ہو گیا۔ ادھر کفار قدموں کے نشان سے پہچاننے والوں کی مدد سے حضورؐ کی تلاش میں نکلے۔ انہوں نے غار ثور تک نشان قدم کی شناخت کی۔ مگر خدا کی قدرت کہ غار کے دروازہ پر مکڑی نے جالا تن لیا اور جنگلی کبوتر نے انڈے دیدئے یہ دیکھ کر کفار کہنے لگے کہ یہ جالا تو پرانا معلوم ہوتا ہے۔ اگر کوئی اندر داخل ہوتا تو یہ جالا اور انڈے کیسے صحیح سالم رہ سکتے تھے۔ حضرت ابوبکر صدیقؓ کو اندر سے کفار کے پاؤں نظر پڑتے تھے۔ انہیں فکر تھی کہ جان سے زیادہ محبوب جس کے لئے سب کچھ فدا کر چکے ہیں دشمنوں کو نظر نہ پڑ جائیں گھبرا کر کہنے لگے یا رسول اللہ اگر ان لوگوں نے ذرا جھک کر اپنے قدموں کی طرف نظر کی تو ہم کو دیکھ پائیں گے اور عرض کیا یا رسول اللہ اگر میں مارا جاؤں تو فقط ایک شخص ہلاک ہوگا لیکن نصیب دشمناں اگر آپ مارے گئے تو ساری امت ہلاک ہو جائے گی اس وقت آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے حضرت ابوبکر کی تسلی کے لئے ارشاد فرمایا لَا تَحۡزَنۡ اِنَّ اللّٰهَ مَعَنَا اے ابوبکر! تم غمگین نہ ہو۔ تسلی رکھو اور یقین جانو کہ اللہ تعالیٰ ہمارے ساتھ ہے۔ اور حضرت ابوبکرؓ کی تسکین کے لئے دعاء بھی فرمائی جس سے اللہ کی طرف سے حضرت ابوبکرؓ پر ایک خاص سکینت اور خاص طمانیت نازل ہوئی۔ اور ایک روایت میں ہے کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ اے ابوبکر تمہارا کیا خیال ہے ان دو کی نسبت جن کا تیسرا اللہ ہے یعنی جب اللہ تعالیٰ ہمارے ساتھ ہے تو پھر کس کا ڈر ہے۔ چنانچہ اللہ تعالیٰ نے غار ثور پر فرشتوں کا پہرہ لگا

دیا جس کی وجہ سے مشرکین کے دلوں پر ایسا رعب چھایا کہ غار کے اندر جھانکنے کی ہمت نہ ہوئی اور مشرکین کا اس جانب خیال بھی نہ ہوا کہ غار کے اندر گھس کر تلاش کریں کیونکہ جالے کا تناؤ اور انڈوں کا نظر آنا اس بات کی ظاہر علامت تھی کہ غار کے اندر کوئی نہیں گیا۔ یہ تائید غیبی ہی کا کرشمہ تھا کہ مکڑی کا جالا جیسی کمزور چیز مضبوط اور مستحکم قلعوں سے بڑھ کر ذریعہ تحفظ بن گیا۔ اس طرح خداوند قدوس نے دشمنوں کی تدابیر خاک میں ملا دیں اور کفار کو غار کے کنارہ سے نامراد واپس کر دیا آپ تین روز غار میں قیام فرما کر بعافیت تمام مدینہ منورہ پہنچ گئے۔ بیشک انجام کار خدا ہی کا بول بالا رہتا ہے اور اللہ ہی غالب ہے جس کو چاہے جس طرح عزت و غلبہ عطا فرمائے اور حکمت والا ہے کبھی اسباب کے پردہ میں مدد کرتا ہے اور کبھی بلا اسباب کے مدد فرماتا ہے تو اس آیت میں حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی ہجرت کے واقعہ کو پیش کر کے بتلا دیا گیا کہ اللہ تعالیٰ کا رسول کسی انسان کی نصرت اور امداد کا محتاج نہیں۔ اللہ تعالیٰ آپ کا حامی و ناصر ہے اور وہ غیب سے آپ کی مدد فرماتا ہے۔

## حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی فضیلت

اس آیت مبارکہ سے سیدنا حضرت ابوبکر صدیقؓ کی فضیلت کیسی صریح اور صاف معلوم ہوئی کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی معیت کسی حال میں نہ چھوڑی۔ اور اپنی جان کی کوئی پرواہ نہ کی۔ اگر فکر ہوئی تو حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی۔ واقعی اس واقعہ غار میں حضرت صدیق اکبرؓ کی جان نثاری قابل صد آفریں ہے۔ یار غار کی مثل جو دنیا میں مشہور ہے وہ یہیں سے چلی ہے۔ جو شخص یاری و غمگساری کا حق ادا کرے اور اس کی محبت اور اخلاص انتہا کو پہنچ جائے تو ایسے محب مخلص کو محاورہ میں یار غار کہتے ہیں۔ حضرت عمرؓ فرمایا کرتے تھے کہ اگر ابوبکر مجھے صرف غار کی فضیلت دیدیں اور مجھ سے تمام عمر کی عبادت اور نیکیاں لے لیں تو میں اس پر راضی ہوں۔ امت مرحومہ کا اس پر اتفاق ہے کہ اس وقت آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے رفیق غار صرف حضرت صدیقؓ تھے۔ حتیٰ کہ مخالفین بھی اس کے مقر اور معترف ہیں پس یہ ایک ایسی فضیلت ہے جو حضرت صدیقؓ کی شان عظمت کو واضح کر رہی ہے اور اگر عنداللہ آپ کو شرف قبولیت حاصل نہ ہوتا تو آپ کی اس فضیلت کو خصوصیت اور خاص شان کے ساتھ قرآن کریم میں ذکر کرنے کی کوئی وجہ نہیں۔ سب کو معلوم ہے کہ جس شب آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے مکہ مکرمہ سے ہجرت کی تو حضرت علی کرم اللہ وجہہ کو اپنی جگہ پر سلایا اور خود حضرت ابوبکر کی رفاقت میں غار ثور کی طرف روانہ ہوئے بلاشبہ حضرت علی کرم اللہ وجہہ کی یہ جان نثاری بھی قابل تحسین و صد آفرین ہے مگر حق جل شانہ نے اس آیت میں سفر ہجرت اور حضرت صدیق کی رفاقت کا بیان کیا ہے اور حضرت علیؓ کے بستر پر سونے کا واقعہ ذکر نہیں فرمایا اور قرآن کریم میں جس تشخیص و تعیین کے ساتھ اور صراحت و وضاحت کے ساتھ حضرت ابوبکر صدیق کی رفاقت اور فضیلت کو بیان کیا ہے اس طرح کسی اور کی فضیلت کا بیان نہیں پس جو شخص اس آیت کو پڑھے گا اس کو حضرت صدیق اکبرؓ کے سرتاج اہل ایمان اور سالار قافلہ اہل عرفان ہونے میں کوئی شک نہیں رہ سکتا۔

## دعا کیجئے

یَااَللّٰہُ آپ نے جس طرح اپنے رسول پاک صلی اللہ علیہ وسلم کی مدد فرمائی اے اللہ اب بھی اپنے رسول پاک صلی اللہ علیہ وسلم کے نام لیواؤں کی مدد فرما دے۔

یَااَللّٰہُ وہ گناہ جن کے ارتکاب سے آپ کے وعدوں سے محروم ہو جاؤں اور آپ کے غصہ و عذاب میں آ جاؤں۔ الٰہی! مجھ پر رحمت رکھنا اور ایسے سب گناہ معاف فرما دیں۔ وَاٰخِرُ دَعْوٰنَا اَنِ الْحَمْدُ لِلّٰہِ رَبِّ الْعٰلَمِیْنَ

اِنْفِرُوْا خِفَافًا وَّثِقَالًا وَّجَاهِدُوْا بِاَمْوَالِكُمْ وَاَنْفُسِكُمْ فِيْ سَبِيْلِ اللّٰهِ ۭ ذٰلِكُمْ خَيْرٌ لَّكُمْ

نکل پڑو تھوڑے سامان سے اور زیادہ سامان سے اور اللہ کی راہ میں اپنے مال اور جان سے جہاد کرو یہ تمہارے لئے بہتر ہے

اِنْ كُنْتُمْ تَعْلَمُوْنَ ۝۴۱ لَوْ كَانَ عَرَضًا قَرِيْبًا وَّسَفَرًا قَاصِدًا لَّاتَّبَعُوْكَ وَلٰكِنْۢ بَعُدَتْ

اگر تم یقین رکھتے ہو۔اگر کچھ لگتے ہاتھ ملنے والا ہوتا اور سفر بھی معمولی سا ہوتا تو یہ لوگ ضرور آپ کے ساتھ ہو لیتے لیکن ان کو

عَلَيْهِمُ الشُّقَّةُ ۭ وَسَيَحْلِفُوْنَ بِاللّٰهِ لَوِ اسْتَطَعْنَا لَخَرَجْنَا مَعَكُمْ ۚ يُهْلِكُوْنَ

تو مسافت ہی دور دراز معلوم ہونے لگی اور ابھی خدا کی قسمیں کھا جاویں گے کہ اگر ہمارے بس کی بات ہوتی تو ہم ضرور تمہارے ساتھ چلتے

اَنْفُسَهُمْ ۚ وَاللّٰهُ يَعْلَمُ اِنَّهُمْ لَكٰذِبُوْنَ ۝۴۲ ع

یہ لوگ اپنے آپ کو تباہ کر رہے ہیں اور اللہ جانتا ہے کہ یہ لوگ یقیناً جھوٹے ہیں۔

| | | | | | | |
|---|---|---|---|---|---|---|
| اِنْفِرُوْا تم نکلو | خِفَافًا ہلکے | وَثِقَالًا اور (یا) بھاری | وَجَاهِدُوْا اور جہاد کرو | بِاَمْوَالِكُمْ اپنے مالوں سے | وَاَنْفُسِكُمْ اور اپنی جانوں | فِيْ میں |
| سَبِيْلِ اللّٰهِ اللہ کی راہ | ذٰلِكُمْ یہ تمہارے لئے | خَيْرٌ بہتر | لَّكُمْ تمہارے لئے | اِنْ اگر | كُنْتُمْ تم ہو | تَعْلَمُوْنَ جانتے ہو | لَوْ اگر | كَانَ ہوتا |
| عَرَضًا مال (غنیمت) | قَرِيْبًا قریب | وَّسَفَرًا اور سفر | قَاصِدًا آسان | لَّاتَّبَعُوْكَ تو آپ کے پیچھے ہو لیتے | وَلٰكِنْ اور لیکن | بَعُدَتْ دور نظر آیا |
| عَلَيْهِمُ اُن پر | الشُّقَّةُ راستہ | وَسَيَحْلِفُوْنَ اور اب قسمیں کھائیں گے | بِاللّٰهِ اللہ کی | لَوِ اسْتَطَعْنَا اگر ہم سے ہوسکتا | لَخَرَجْنَا ہم ضرور نکلتے | |
| مَعَكُمْ تمہارے ساتھ | يُهْلِكُوْنَ وہ ہلاک کر رہے ہیں | اَنْفُسَهُمْ اپنے آپ | وَاللّٰهُ اور اللہ | يَعْلَمُ جانتا ہے | اِنَّهُمْ کہ وہ | لَكٰذِبُوْنَ یقیناً جھوٹے ہیں |

## غزوۂ تبوک کی تیاری کا حکم ایک آزمائش

گذشتہ آیات میں اہل اسلام کو سمجھا دیا گیا کہ اگر تم اللہ اور رسول کے حکم پر مستعدی کے ساتھ کمربستہ ہو کر نہ اٹھے تو اللہ کے کام کسی کی شرکت کرنے یا نہ کرنے سے رکے نہیں رہتے۔ اگر سعادت دارین حاصل کرنی ہے تو اس کا یہی وقت ہے کام کیلئے تیار ہو جاؤ۔

غزوۂ تبوک کے لئے تیاری کا حکم واقعی مسلمانوں کے لئے بڑا سخت امتحان تھا۔ حنین اور طائف سے لڑتے لڑتے تھکے ماندے واپس آئے تھے۔ گرمی بلا کی پڑ رہی تھی۔ سفر کافی لمبا تھا اور جس علاقے میں سے شام کی سرحد تک پہنچنے کے لئے گزرنا تھا وہاں تپتی ہوئی ریت کے میدان اور گرم ہواؤں کے سوا کچھ نہ تھا۔ اوپر سے پانی کی کم یابی۔ مدینہ میں اس وقت بڑی چہل پہل تھی۔ کھجوریں پک کر تیار ہو گئی تھیں۔ کھانے پینے کی کمی نہ تھی۔ تیز دھوپ سے پناہ لینے کے لئے سایہ دار درخت تھے۔ یہ سب آرام و راحت کے اسباب چھوڑ کر جنگل بیابان میں دور دراز کا سفر اختیار کرنا۔ لو کے جھلسا دینے والے تھپیڑے کھانا۔ تپتی ہوئی دھوپ میں چلنا۔ حقیقت میں یہ کام اللہ کے انہی بندوں کا تھا جن کے سینہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے فیض صحبت سے تمام کدورتوں اور وساوس سے پاک صاف ہو گئے تھے اور جن کے دل عشق الٰہی اور اس کے رسول کی محبت سے لبریز تھے۔ انہوں نے دنیا کو اصلی رنگ میں دیکھ لیا تھا اور اسے آخرت کے مقابلہ میں بالکل ہیچ سمجھتے تھے۔ قرآن مجید کے الفاظ اور احکام ان کی ہمتوں کیلئے تازیانہ کا کام دیتے تھے۔ چنانچہ جب اس غزوۂ تبوک کے لئے جہاد کا عمومی حکم نازل ہوا اور ارشاد ہوا کہ کوئی پیادہ ہو یا سوار۔ غنی ہو یا فقیر۔ جوان ہو یا بوڑھا' فارغ ہو یا مشغول' خوشحال ہو یا تنگدست' بھاری ہوں یا ہلکے' پیشہ ور ہوں یا تاجر' قوی ہوں یا کمزور غرض جو جس

حال میں ہو فوراً اٹھ کھڑا ہو اور راہ خدا میں جہاد کے لئے چل پڑے۔ جس کے پاس صرف جان ہو وہ جان اور جس کے پاس مال بھی ہو وہ جان اور مال دونوں لے کر حاضر ہو۔ اس وقت کوئی عذر نہ سنا جائے گا۔ یہ ان باتوں کے سوچنے کا موقع نہیں کہ گرمی سخت ہے۔ ساز و سامان نہیں ہے۔ یا پختہ فصلیں کاٹنی ہیں۔ اس وقت اپنے سپہ سالار اعظم محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم پر پورا اعتماد کرو اور یقین رکھو کہ اس سفر جنگ میں تمہارے لئے بہتری ہی بہتری ہے آگے چل کر تمہیں خود معلوم ہو جائے گا کہ اس سفر سے مسلمانوں کے کیا ہاتھ آئے گا۔ بظاہر تو نقصان ہی نقصان نظر آ رہا ہے۔ گھر کا آرام و ٹھنڈ چھوڑنا' گرمی کی شدت برداشت کرنا' خشک جنگلوں میں بھوکے پیاسے سفر کرنا پھر فصلوں کا نقصان الگ رہا۔

## صحابۂ کرام رضی اللہ عنہم کی فداکاریاں

اس عمومی حکم جہاد کو سن کر مومنین مخلصین جان و مال سے غزوۂ تبوک کے سفر کے لئے تیاری میں مصروف ہو گئے۔ سب سے پہلے حضرت صدیق اکبرؓ نے کل مال لا کر حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے سامنے پیش کر دیا جس کی مقدار چار ہزار درہم تھی۔ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے دریافت کیا کہ اہل و عیال کے لئے کچھ چھوڑا ہے؟ تو حضرت صدیقؓ نے جواب دیا کہ صرف اللہ اور اس کے رسول کو چھوڑ آیا ہوں۔ حضرت عمر فاروقؓ نے اپنے تمام مال کا نصف حصہ پیش کیا۔ حضرت عبدالرحمٰن بن عوفؓ نے ۲۰۰ اوقیہ چاندی لا کر حاضر کی۔ حضرت عاصمؓ بن عدی نے ۷۰ وسق کھجوریں پیش کیں۔ حضرت عثمان غنیؓ نے ۳۰۰ اونٹ مع ساز و سامان کے اور ایک ہزار دینار یعنی اشرفیاں لا کر بارگاہ نبوی میں پیش کئے۔ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نہایت مسرور ہوئے بار بار ان اشرفیوں کو پلٹتے تھے اور یہ فرماتے جاتے تھے کہ اس عمل صالح کے بعد عثمان کو کوئی عمل ضرر نہیں پہنچا سکے گا۔ اے اللہ میں عثمان سے راضی ہوا تو بھی اس سے راضی ہو۔ اکثر صحابہ نے اپنی اپنی حیثیت کے موافق اس مہم میں امداد کی مگر پھر بھی سواری اور زادراہ کا پورا سامان نہ ہو سکا۔ چند صحابہ آپ کی خدمت میں حاضر ہوئے اور عرض کیا یا رسول اللہ! ہم بالکل نادار ہیں اگر سواری کا ہم کو کچھ تھوڑا بہت بھی سہارا ہو جائے تو ہم اس سعادت سے محروم نہ رہیں۔ آپ نے فرمایا کہ میرے پاس کوئی سواری نہیں۔ اس پر وہ حضرات روتے ہوئے واپس چلے۔ انہی بے سہارا حضرات صحابہ کی شان میں اسی سورۂ توبہ میں آگے یہ آیت نازل ہوئی۔ وَلَا عَلَى الَّذِينَ إِذَا مَا أَتَوْكَ لِتَحْمِلَهُمْ قُلْتَ لَا أَجِدُ مَا أَحْمِلُكُمْ عَلَيْهِ تَوَلَّوا وَّأَعْيُنُهُمْ تَفِيضُ مِنَ الدَّمْعِ حَزَنًا أَلَّا يَجِدُوا مَا يُنفِقُونَ ﴿٩٢﴾ یعنی "اور نہ لوگوں پر کوئی گناہ اور الزام ہے کہ جس وقت وہ آپ کے پاس اس واسطے آتے ہیں کہ آپ ان کو کوئی سواری دے دیں اور آپ ان سے کہہ دیتے ہیں کہ میرے پاس تو کوئی چیز نہیں جس پر میں تم کو سوار کر دوں تو وہ اس حالت سے واپس چلے جاتے ہیں کہ ان کی آنکھوں سے آنسو رواں ہوتے ہیں اس غم میں کہ افسوس ان کو سامان جہاد کی تیاری میں خرچ کرنے کو کچھ میسر نہیں"۔ روایت میں آتا ہے کہ ایسے بے سہارا حضرات میں بعض کا معاملہ تو یہ ہوا کہ شروع میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ان سے عذر کر دیا کہ میرے پاس سواری کا کوئی انتظام نہیں مگر یہ لوگ روتے ہوئے واپس ہوئے اور روتے رہے تو اللہ تعالیٰ نے ان کے لئے ایسا سامان کر دیا کہ چھ اونٹ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس اسی وقت آ گئے۔ آپ نے یہ ان کو دے دیئے (مظہری) اور ان میں سے تین صاحبان کے لئے سواری کا انتظام حضرت عثمان غنیؓ نے کر دیا حالانکہ وہ اس سے پہلے بہت بڑی تعداد کا انتظام اپنے خرچ سے کر چکے تھے۔ بعض پھر بھی ایسے رہے کہ جن کو آخر تک سواری نہ ملی اور وہ مجبور ہو کر رہ گئے جن کا عذر اللہ تعالیٰ نے قبول فرمایا۔

## منافقوں کا کردار

البتہ منافقوں نے طرح طرح کے حیلے بہانے شروع کر دیئے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم اسلامی لشکر کو ساتھ لے کر چل دیئے لیکن منافقین ہر منزل پر بچھڑتے جاتے تھے اور حیلے بہانے کر کے اجازت لے کر واپس جا رہے تھے۔ کچھ لوگ پہلے ہی مدینہ میں رہ گئے تھے۔ غرض حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم تبوک پر پہنچے وہاں کچھ قیام کیا اور

کچھ مدت کے بعد واپس ہوئے تو راستہ میں منافقوں کے حق میں آیات نازل ہوئیں اور جس میں منافقین کے متعلق بتایا گیا کہ اگر انہیں تھوڑی سی دور چل کر مال غنیمت ملنے کی امید ہوتی اور سفر میں تکلیفیں اور صعوبتیں نہ ہوتیں تو یہ لوگ خوشی خوشی ساتھ ہو لیتے مگر سفر دور دراز کا تھا اور مال غنیمت کے حصول کی قطعی امید نہ تھی اس لئے ساتھ نہ گئے۔ اب مسلمان مدینہ پہنچیں گے تو یہ اللہ کی قسمیں کھا کر عذر پیش کریں گے کہ حضور ہم میں طاقت نہ تھی ہم مجبور تھے اگر مجبوری نہ ہوتی تو ضرور آپ کے ساتھ چلتے مگر اس دروغ گوئی، حیلہ تراشی اور جھوٹی قسمیں کھانے کا وبال ان کو بھگتنا ہوگا۔ وہی اپنے ہاتھوں خود اپنے کو تباہ کریں گے۔ خدا کو خوب معلوم ہے کہ وہ جھوٹے ہیں۔

## غیر مکلّف لوگ

یہاں پہلی آیت میں جہاد کا عمومی حکم دیا گیا لیکن جن لوگوں میں جہاد کی اہلیت و صلاحیت ہی نہیں مثلاً بچے اور غلام اور عورتیں، بیمار، لنجے اپاہج وہ بوڑھے جن میں چلنے کی طاقت نہیں ایسے غیر مکلف اور نا قابل جہاد لوگ اس حکم سے مستثنیٰ ہیں باقی لوگوں کے واسطے عمومی حکم ہے۔

الغرض غزوۂ تبوک جو عیسائی رومیوں کے مقابلہ میں پیش آیا تھا اور جو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا آخری غزوہ تھا جس میں آپ نے بنفس نفیس شرکت فرمائی تھی اس میں اب اہل اسلام کو تاکید کے طور پر اس حکم کا اعادہ فرمایا گیا کہ جب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے تم لوگوں کو جہاد کے لئے نکلنے کا حکم عام دیدیا تو اب تم پر ہر حال میں نکلنا فرض ہو گیا اور اس حکم کی تعمیل ہی میں تمہارے لئے دین و دنیا کی بہتری و بھلائی ہے۔ اس حکم کو سن کر مومنین مخلصین اپنے سارے منافع اور راحت و آرام کو قربان کر کے اللہ کی راہ میں ہر طرح کی مشقت برداشت کرنے کے لئے تیار ہو گئے اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے ہمراہی تبوک پہنچ گئے مگر منافقین کا طبقہ اپنے نفاق کی وجہ سے اس سخت امتحان میں اپنے نفاق کو نہ چھپا سکا اور شرکت جہاد سے الگ رہا۔ انہی منافقین کا ذکر اگلی آیات میں فرمایا گیا ہے، جنہوں نے جھوٹے عذر پیش کر کے غزوۂ تبوک میں نہ جانے کی اجازت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے حاصل کر لی تھی جس کا بیان ان شاء اللہ آئندہ درس میں ہوگا۔

## دعا کیجئے

یَا اللّٰہُ

ہمیں بھی جان و مال سے اپنی راہ میں جہاد کرنے کی توفیق عطا فرماویں۔
اپنے اور اپنے رسول ﷺ کے حکم پر مستعدی سے عمل پیرا ہونے کی ہم کو ہدایت نصیب فرما۔
اس وقت جہاں جہاں کفر و اسلام میں مقابلہ درپیش ہے مجاہدین اسلام اور اسلامی لشکر کو اپنی تائید و نصرت سے فتح یاب اور غالب فرما۔ کفار اور مشرکین کے لشکر کو تہس نہس فرما کر ان کو قتل و قید اور ہزیمت کی سزا نصیب فرما۔ آمین۔

یَا اللّٰہُ

ایسے گناہوں سے معافی چاہتا ہوں جس کی وجہ سے آپ کے ذکر سے غافل رہا ہوں اور آپ کی وعیدوں اور ڈرانے کی آیات سے لاپرواہ ہو گیا اور سرکشی کرتا رہا الٰہی! معاف فرما دے۔
تکالیف میں مبتلا ہو کر کبھی میں نے شرک کر لیا ہو یا آپ کی شان میں گستاخی کر لی ہو۔ آپ کے بندوں سے آپ کی شکایت کی ہو بجائے آپ کے در پر آنے کے بندوں پر حاجت اتاری ہو یا آپ کی مخلوق کے سامنے اس طرح مسکینی کا اظہار کیا ہو یا چاپلوسی کی ہو کہ جیسے حاجت روائی اسی کے قبضے میں ہے۔ اِلٰہ العالمین ایسے گناہوں کی بھی معافی عطا فرما۔

وَاٰخِرُ دَعْوٰنَا اَنِ الْحَمْدُ لِلّٰهِ رَبِّ الْعٰلَمِيْنَ

عَفَا اللّٰهُ عَنكَ ۚ لِمَ أَذِنتَ لَهُمْ حَتّٰى يَتَبَيَّنَ لَكَ الَّذِينَ صَدَقُوا وَتَعْلَمَ الْكٰذِبِينَ ﴿٤٣﴾

اللہ تعالیٰ نے آپ کو معاف کردیا۔ آپ نے ان کو اجازت کیوں دیدی تھی جب تک کہ آپ کے سامنے سچے لوگ ظاہر نہ ہو جاتے اور جھوٹوں کو معلوم نہ کر لیتے۔

لَا يَسْتَأْذِنُكَ الَّذِينَ يُؤْمِنُونَ بِاللّٰهِ وَالْيَوْمِ الْاٰخِرِ أَن يُجَاهِدُوا بِأَمْوَالِهِمْ وَأَنفُسِهِمْ ۗ

جو لوگ اللہ پر اور قیامت کے دن پر ایمان رکھتے ہیں وہ اپنے مال اور جان سے جہاد کرنے کے بارہ میں آپ سے رخصت نہ مانگیں گے

وَاللّٰهُ عَلِيمٌ بِالْمُتَّقِينَ ﴿٤٤﴾ إِنَّمَا يَسْتَأْذِنُكَ الَّذِينَ لَا يُؤْمِنُونَ بِاللّٰهِ وَالْيَوْمِ الْاٰخِرِ

اور اللہ تعالیٰ ان متقیوں کو خوب جانتا ہے۔ البتہ وہ لوگ آپ سے رخصت مانگتے ہیں جو اللہ پر اور قیامت کے دن پر ایمان نہیں رکھتے

وَارْتَابَتْ قُلُوبُهُمْ فَهُمْ فِي رَيْبِهِمْ يَتَرَدَّدُونَ ﴿٤٥﴾

اور ان کے دل شک میں پڑے ہوئے ہیں سو وہ اپنے شکوک میں پڑے ہوئے حیران ہیں۔

| | | | | | | | | |
|---|---|---|---|---|---|---|---|---|
| عَفَا معاف کرے | اللّٰهُ اللہ | عَنكَ تمہیں | لِمَ کیوں | أَذِنتَ تم نے اجازت دی | لَهُمْ انہیں | حَتّٰى یہاںتک کہ | يَتَبَيَّنَ ظاہر ہوجائے | لَكَ آپ پر |
| الَّذِينَ وہ لوگ جو | صَدَقُوا سچے | وَتَعْلَمَ اور آپ جان لیتے | الْكٰذِبِينَ جھوٹے | لَا يَسْتَأْذِنُكَ نہیں مانگتے آپ سے رخصت | الَّذِينَ وہ لوگ جو | | | |
| يُؤْمِنُونَ ایمان رکھتے ہیں | بِاللّٰهِ اللہ پر | وَالْيَوْمِ الْاٰخِرِ اور یوم آخرت | أَن کہ | يُجَاهِدُوا وہ جہاد کریں | بِأَمْوَالِهِمْ اپنے مالوں سے | وَأَنفُسِهِمْ اور اپنی جان (جمع) | | |
| وَاللّٰهُ اور اللہ | عَلِيمٌ خوب جانتا ہے | بِالْمُتَّقِينَ متقیوں کو | إِنَّمَا وہی صرف | يَسْتَأْذِنُكَ آپ سے رخصت مانگتے ہیں | الَّذِينَ وہ لوگ جو | | | |
| لَا يُؤْمِنُونَ ایمان نہیں رکھتے | بِاللّٰهِ اللہ پر | وَالْيَوْمِ الْاٰخِرِ اور یوم آخرت | وَارْتَابَتْ اور شک میں پڑے ہیں | قُلُوبُهُمْ اُنکے دل | فَهُمْ سو وہ | | | |
| فِي میں | رَيْبِهِمْ اپنے شک | يَتَرَدَّدُونَ بھٹک رہے ہیں | | | | | | |

## منافقین کی عذر خواہیاں

گذشتہ آیت میں منافقین کا ذکر ہوا تھا۔ اب ان آیات میں انہی منافقوں کے حال کی اور زیادہ وضاحت کی گئی ہے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس منافقین آتے اور کہتے کہ ہم اس جنگ میں شرکت ضرور کرتے لیکن اس وقت ہم مجبور ہیں۔ کیونکہ حالات ہی کچھ ایسے ہیں کہ ہم شامل نہیں ہو سکتے۔ آپ یہ دیکھ کر کہ ان کو شامل ہونا نہ ہونا برابر ہے اور ان کے ساتھ چلنے میں فساد کے سوا اور کوئی بہتری نہیں تو ان کا عذر قبول فرما لیتے اور انہیں گھر ٹھہرنے کی اجازت دے دیتے۔

## منافقین کو اجازت نہ ملتی تو بہتر ہوتا

یہاں ان آیات میں پہلے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کو مخاطب فرما کر بتلایا گیا کہ اگر آپ انہیں اجازت ٹھہرنے کی نہ دیتے تو زیادہ بہتر ہوتا تاکہ جھوٹے اور سچوں میں تمیز ہو جاتی۔ ان کا بھرم کھل جاتا اور یہ کھلم کھلا نافرمان اور جھوٹے ثابت ہو جاتے اور اپنے آپ کو سچے اور فرمانبردار لوگوں میں کبھی نہ گنوا سکتے اور سب مسلمانوں کو معلوم ہو جاتا کہ اس طرح بہانہ کرنا نفاق ہے اور ایسے موقع پر رخصت طلب کرنا ایمان والوں کا کام نہیں۔ پختہ ایمان والے تو ایسے موقعوں کا انتظار کرتے رہتے ہیں کہ تن دہی سے کام کر کے اللہ عزوجل کے سامنے سرخرو ہوں اور آخرت میں انعام و اکرام کے مستحق ہوں۔ جہاد سے بیٹھ رہنے کے لئے بہانہ تلاش کرنا اور رخصت کی درخواست کرنا اول درجہ کی بے ایمانی کی نشانی ہے کیونکہ ایمان اس کی اجازت ہی نہیں دیتا کہ اللہ کے حکم سے بچنے کے لئے عذر تلاش کئے جائیں

چنانچہ بتلایا گیا کہ جو اللہ پر اور آخرت کے دن پر ایمان رکھتے ہیں وہ کبھی اپنی جان و مال کو اللہ کی حکم برداری سے بڑھ کر عزیز نہیں رکھتے وہ تو انتظار کرتے رہتے ہیں کہ کب موقع آئے اور کب ہم اللہ کے لئے اپنی جان و مال پیش کریں۔ بہانہ بازیاں تو وہ لوگ کرتے ہیں جو زبانی تو بہت کچھ کہتے رہتے ہیں لیکن دل میں نہ وہ اللہ کو مانتے ہیں اور نہ آخرت کو کچھ سمجھتے ہیں ان کے دل شک وشبہ میں گرفتار رہتے ہیں اور دنیا کے نفع اور آرام کو سب کچھ سمجھتے ہیں کبھی مسلمانوں سے ان کو فائدہ پہنچ گیا تو ان کی سی کہنے لگے اور جہاں کچھ سختیاں جھیلنے اور مصیبتیں برداشت کرنے اور قربانیاں دینے کا موقع آیا تو طرح طرح کے بہانے تراش کر کھسک گئے اور ظاہرداری کے لئے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے غیر حاضری کی رخصت بھی حاصل کر لی۔ بے حیا بن کر جہاد سے علیحدہ رہنے کی اجازت لینا انہی کا شیوہ ہے جن کو خدا کے وعدوں پر یقین نہیں۔ نہ آخرت کی زندگی کو سمجھتے ہیں۔ حق تعالیٰ نے اسلام و مسلمین کے غالب و منصور ہونے کی جو خبریں دی ہیں ان کے متعلق ہمیشہ شک وشبہ میں گرفتار رہتے ہیں۔

## سچا مومن کون ہے؟

ان آیات سے معلوم ہوا کہ پختہ اور سچے ایمان کی علامت یہ ہے کہ اللہ اور رسول کا حکم ملتے ہی فوراً تعمیل کے لئے تیار ہو جائے جو اس کی تعمیل سے حیلے بہانے کر کے قاصر رہا وہ اصل ایمان سے بے بہرہ ہے۔ نیز ان آیات سے یہ بھی ظاہر ہوا کہ اللہ اور رسول کے حکم کے اتباع میں دل و جان سے دین اسلام کی حمایت کرنے اور اپنی ساری طاقت اور تمام ذرائع اس کو سربلند کرنے کی سعی میں کھپا دینے اور حتی الوسع کسی قربانی سے دریغ نہ کرنے والا ہی سچا مومن ہے۔ بخلاف اس کے جو اسلام اور مسلمانوں کا ساتھ دینے سے دل چرائے اور اسلام کی سربلندی کے لئے جان و مال کی بازی لگانے سے پہلوتہی کرے اور حیلے بہانے سے اپنی جان کو بچانے کی کوشش کرے اس کی یہ روش ظاہر کرتی ہے کہ اس کے دل میں حقیقی ایمان نہیں ہے گو وہ زبانی کیسے ہی بلند دعوے ایمان و اسلام کے کرے۔

## دعا کیجئے

**یَا اللّٰہُ** ہمیں ایمان حقیقی نصیب فرمائیں۔ ہمیں بھی دل و جان سے اسلام کی حمایت کرنے اور اپنی تمام قوتوں کو اسلام کی سربلندی میں خرچ کرنے کی توفیق کاملہ عطا فرما۔ ہمارے دلوں میں سچا جذبۂ جہاد عطا فرما اور دین اسلام کے لئے ہر طرح کی سختی جھیلنے، مصیبت اٹھانے اور قربانی پیش کرنے کی ہمت عطا فرما۔ یا اللہ منافقانہ خصلتوں سے ہمارے قلوب کو محفوظ فرما۔ شک اور تردد سے ہمارے دلوں کو پاک فرما۔ یا اللہ آپ کی نصرت اور حمایت پر ہم کو یقین کامل نصیب ہو اور آپ کی تائید اور توفیق ہر حال میں ہمارے شامل حال ہو۔ آمین۔

**یَا اللّٰہُ** ان معاصی کی مغفرت کا طلبگار ہوں کہ بوقت معصیت تیرے سوا کسی دوسرے کو پکارا ہو اور غیر اللہ سے امداد کی دعا کی ہو۔ تیری عبادت میں جانی و مالی گناہ کا اختلاط کر لیا یا مال کی طمع میں شریعت کا خیال نہ کیا ہو یا کسی مخلوق کی اطاعت کی اور تیری نافرمانی کی، تیرے حکم کو ٹالا اور اس کے برخلاف مخلوق کے حکم کو سراہا ہو۔ محض دنیا کی خاطر ناجائز منت وسماجت کی ہو حالانکہ میں جانتا بھی ہوں کہ آپ کے سوا کوئی حاجت پورا کرنے والا نہیں۔ الٰہی! ان گناہوں کو بھی معاف فرما دے۔

وَاٰخِرُ دَعْوٰنَا اَنِ الْحَمْدُ لِلّٰہِ رَبِّ الْعٰلَمِیْنَ

وَلَوْ اَرَادُوا الْخُرُوْجَ لَاَعَدُّوْا لَهٗ عُدَّةً وَّلٰكِنْ كَرِهَ اللّٰهُ انْۢبِعَاثَهُمْ فَثَبَّطَهُمْ وَقِيْلَ

اور اگر وہ لوگ چلنے کا ارادہ کرتے تو اس کا کچھ سامان تو درست کرتے لیکن اللہ تعالیٰ نے اُن کے جانے کو پسند نہیں کیا اس لئے اُنکو توفیق نہیں دی

اقْعُدُوْا مَعَ الْقٰعِدِيْنَ ﴿۴۶﴾ لَوْ خَرَجُوْا فِيْكُمْ مَّا زَادُوْكُمْ اِلَّا خَبَالًا وَّلَاَاوْضَعُوْا خِلٰلَكُمْ

اور یوں کہہ دیا گیا کہ اپاہج لوگوں کے ساتھ تم بھی یہاں ہی دھرے رہو اگر یہ لوگ تمہارے شامل ہو جاتے تو سوا اس کے کہ اور دونا فساد کرتے اور کیا ہوتا

يَبْغُوْنَكُمُ الْفِتْنَةَ ۚ وَفِيْكُمْ سَمّٰعُوْنَ لَهُمْ ۗ وَاللّٰهُ عَلِيْمٌۢ بِالظّٰلِمِيْنَ ﴿۴۷﴾ لَقَدِ ابْتَغَوُا

اور تمہارے درمیان فتنہ پردازی کی فکر میں دوڑے دوڑے پھرتے اور تم میں ان کے کچھ جاسوس موجود ہیں اور ان ظالموں کو اللہ خوب سمجھے گا۔انہوں نے

الْفِتْنَةَ مِنْ قَبْلُ وَقَلَّبُوْا لَكَ الْاُمُوْرَ حَتّٰى جَآءَ الْحَقُّ وَظَهَرَ اَمْرُ اللّٰهِ وَهُمْ كٰرِهُوْنَ ﴿۴۸﴾

تو پہلے بھی فتنہ پردازی کی فکر کی تھی اور آپ کیلئے کارروائیوں کی الٹ پھیر کرتے ہی رہے یہاں تک کہ سچا وعدہ آ گیا اور اللہ کا حکم غالب رہا اور ان کو ناگوار ہی گذرتا رہا۔

| | | | | | | | | |
|---|---|---|---|---|---|---|---|---|
| وَلَوْ اور اگر | اَرَادُوْا وہ ارادہ کرتے | الْخُرُوْجَ نکلنے کا | لَاَعَدُّوْا ضرور تیار کرتے | لَهٗ اس کیلئے | عُدَّةً کچھ سامان | وَلٰكِنْ اور لیکن | كَرِهَ ناپسند کیا | |
| اللّٰهُ اللہ | انْۢبِعَاثَهُمْ انکا اُٹھنا | فَثَبَّطَهُمْ سو ان کو روک دیا | وَقِيْلَ اور کہا گیا | اقْعُدُوْا بیٹھ جاؤ | مَعَ ساتھ | الْقٰعِدِيْنَ بیٹھنے والے | لَوْ اگر | خَرَجُوْا وہ نکلتے |
| فِيْكُمْ تم میں | مَا نہ | زَادُوْكُمْ تمہیں بڑھاتے | اِلَّا مگر | خَبَالًا خرابی | وَ اور | لَاَاوْضَعُوْا دوڑے پھرتے | خِلٰلَكُمْ تمہارے درمیان | |
| يَبْغُوْنَكُمْ تمہارے لئے چاہتے ہیں | الْفِتْنَةَ بگاڑ | وَفِيْكُمْ اور تم میں | سَمّٰعُوْنَ سننے والے (جاسوس) | لَهُمْ ان کے | وَاللّٰهُ اور اللہ | عَلِيْمٌ خوب جانتا ہے | | |
| بِالظّٰلِمِيْنَ ظالموں کو | لَقَدِ ابْتَغَوُا البتہ چاہا تھا انہوں نے | الْفِتْنَةَ بگاڑ | مِنْ قَبْلُ اس سے قبل | وَقَلَّبُوْا انہوں نے اُلٹ پلٹ کیں | لَكَ تمہارے لئے | | | |
| الْاُمُوْرَ تدبیریں | حَتّٰى یہانتک کہ | جَآءَ آ گیا | الْحَقُّ حق | وَظَهَرَ اور غالب آ گیا | اَمْرُ اللّٰهِ امرِ الٰہی | وَهُمْ اور وہ | كٰرِهُوْنَ پسند نہ کرنے والے | |

## منافقین غزوۂ تبوک میں جاتے تو فتنہ پھیلاتے

ان آیات میں بھی منافقین ہی کے متعلق بیان جاری ہے اور بتلایا جاتا ہے کہ ان کا ارادہ ہی گھر سے نکلنے کا نہیں ورنہ اس کا کچھ تو سامان کرتے۔حکم جہاد سنتے ہی جھوٹے عذر نہ لے دوڑتے۔حقیقت یہ ہے کہ خدا نے ان کی شرکت کو پسند ہی نہیں کیا۔اور اس کی وجہ بھی بتلائی جاتی ہے کہ یہ جاتے تو وہاں فتنے اٹھاتے کیونکہ انہیں اسلام اور جہاد سے کوئی دلچسپی تو ہے نہیں۔اگر مسلمانوں میں مل کر یہ نکلتے بھی تو دوسروں کو بھی فرض سے غافل کرنے کی کوشش کرتے۔اس لئے خدا نے انہیں مجاہدین میں شامل ہونے سے روک دیا اس طرح کہ رکنے کا وبال انہی کے سر پر رہے گویا ان کو تکوینا کہہ دیا گیا کہ جاؤ عورتوں بچوں اور اپاہج آدمیوں کے ساتھ گھر میں گھس کر بیٹھ رہو۔پھر آگے اور ان کی حالت بیان کی جاتی ہے کہ اگر یہ دکھلاوے کے مسلمان تمہارے ساتھ نکلتے تو اپنی بزدلی اور نامردی کی وجہ سے دوسروں کی ہمتیں بھی سست کر دیتے اور آپس میں لگا بجھا کر مسلمانوں میں تفریق ڈالنے کی کوشش کرتے اور جھوٹی افواہیں اڑا کر ان کو دشمنوں سے ہیبت زدہ کرنا چاہتے۔غرض ان کے وجود سے بھلائی میں تو کوئی اضافہ نہ ہوتا ہاں برائی بڑھ جاتی اور فتنہ انگیزی کا زور ہوتا۔ان ہی وجوہ سے خدا نے ان کو جانے کی توفیق نہ بخشی۔

## منافقین کی فتنہ انگیزیاں

آگے مزید ان کی حالت بتلائی گئی کہ اب بھی ان منافقین کے جاسوس تم میں موجود ہیں جن کی باتوں کو سادہ لوح افراد سنتے اور تھوڑے بہت متاثر ہوتے ہیں۔گو یہ ویسا فتنہ فساد تو برپا نہیں کر سکتے

جو ان شریروں کے وجود سے ہوسکتا تھا تاہم کچھ نہ کچھ فتنہ انگیزی کرتے ہی رہتے ہیں۔

جس وقت آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم مدینہ منورہ تشریف لائے تو یہود اور منافقین مدینہ آپ کے خلاف طرح طرح کی فتنہ انگیزیاں کرتے رہے اور اسلام کی روز افزوں ترقیات کا تختہ الٹنے کے لئے بہت کچھ الٹ پھیر کی مگر بدر میں جب کفر وشرک کے بڑے بڑے ستون گر گئے اور حیرت انگیز طریقہ پر اسلام کا غلبہ ظاہر ہوا تو بہت سے لوگ خوف کھا کر محض زبان سے کلمۂ اسلام پڑھنے لگے مگر چونکہ دل میں کفر چھپا ہوا تھا اس لئے جوں جوں اسلام اور مسلمانوں کی کامیابی اور غلبہ دیکھتے دل ہی دل میں جلتے اور غیظ کھاتے۔ غرض ان کی فتنہ پردازی اور مکاری کوئی نئی چیز نہیں۔ شروع سے ان کا یہی وطیرہ رہا ہے مگر آخر دیکھ لیا کہ حق کس طرح غالب ہو کر رہتا ہے۔ اور باطل کیسے ذلیل و رسوا کیا جاتا ہے۔

## عذر کی مقبولیت اور عدم قبولیت کا اصول

ایک اہم اصول جس سے دین کے معاملہ میں کسی عذر کے معقول ہونے یا نامعقول ہونے کا امتیاز ہوسکے یہ معلوم ہوا کہ عذر انہی لوگوں کا قابل قبول ہوسکتا ہے جو تعمیل حکم کے لئے تیار ہوں اور پھر کسی اتفاقی حادثہ کے سبب معذور ہو گئے۔ معذوروں کے تمام معاملات کا یہی حکم ہے اور جس نے تعمیل حکم کے لئے کوئی تیاری ہی نہیں کی اور ارادہ ہی نہیں کیا پھر اگر کوئی عذر بھی پیش آ گیا تو یہ عذر گناہ بدتر از گناہ کی ایک مثال ہوگی اور صحیح عذر نہیں سمجھا جائے گا۔ مثلاً جو شخص نماز جمعہ کی حاضری کے لئے تیاری مکمل کر چکا ہے اور جانے کا ارادہ کر رہا ہے کہ دفعۃً کوئی ایسا عذر پیش آ گیا جس کی وجہ سے جمعہ کی نماز کے لئے نہ جا سکا تو اس کا عذر معقول ہے اور اللہ تعالیٰ ایسے شخص کو اس کی عبادت کا پورا اجر عطا فرماتے ہیں اور جس نے کوئی تیاری کی ہی نہیں پھر اتفاقاً کوئی عذر بھی سامنے آ گیا تو وہ محض ایک بہانہ ہے۔ کسی نے صبح کو سویرے نماز کے لئے اٹھنے کی تیاری پوری کی۔ گھڑی میں الارم لگایا یا کسی کو مقرر کیا جو وقت پر جگا دے پھر اتفاق سے یہ تدبیریں غلط ہو گئیں جس کی وجہ سے نماز فجر قضا ہو گئی تو یہ عذر صحیح اور معقول ہے جیسے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو ایک سفر میں لیلۃ التعریس میں پیش آیا کہ وقت پر جاگنے کے لئے یہ انتظام فرمایا کہ حضرت بلالؓ کو مامور فرمایا اور بٹھا دیا کہ وہ صبح ہوتے ہی سب کو جگا دیں مگر اتفاق سے ان پر بھی نیند غالب آ گئی اور آفتاب نکلنے کے بعد سب کی آنکھ کھلی تو یہ عذر نماز کے قضا ہونے کا صحیح اور معقول ہے جس کی بناء پر آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے صحابہ کرام کو تسلی دیتے ہوئے فرمایا۔ **لاتفریط فی النوم. انما التفریط فی الیقظة** یعنی نیند میں آدمی معذور ہے۔ کوتاہی وہ ہے جو جاگتے ہوئے کوتاہی کرے۔ تو چونکہ اپنی طرف سے وقت پر جاگنے کا مکمل انتظام کر لیا گیا تھا اس لئے یہ عذر نماز کے قضا ہو جانے کا صحیح اور معقول تھا۔ خلاصہ یہ کہ تعمیل حکم کے لئے تیاری کرنے یا نہ کرنے ہی سے کسی عذر کے معقول یا نامعقول ہونے کا فیصلہ کیا جا سکتا ہے۔ محض زبانی جمع خرچ سے کچھ نہیں ہوتا۔

(معارف القرآن از حضرت مفتی محمد شفیع صاحبؒ)

### دعا کیجئے

یَا اللّٰہُ آپ نے جس طرح پہلے منافقوں اور کافروں کی چالوں سے اسلام کو اور مسلمانوں کو محفوظ رکھا اور اسلام اور حق کو غالب فرمایا۔

اے اللہ اب بھی منافقوں اور کافروں کی چالوں سے اسلام اور اہل اسلام کو محفوظ فرما۔

یَا اللّٰہُ گناہ تو بڑا تھا مگر نفس نے معمولی سمجھا اور اس کے کرتے ہوئے نہ ڈرا نہ رکا۔ الٰہی! ان کی بھی معافی دیدے۔

وَاٰخِرُ دَعْوٰنَا اَنِ الْحَمْدُ لِلّٰہِ رَبِّ الْعٰلَمِیْنَ

وَمِنْهُمْ مَّنْ يَّقُوْلُ ائْذَنْ لِّيْ وَلَا تَفْتِنِّيْ ؕ اَلَا فِي الْفِتْنَةِ سَقَطُوْا ؕ وَاِنَّ جَهَنَّمَ

اور ان میں بعضا شخص وہ ہے جو کہتا ہے کہ مجھ کو اجازت دے دیجئے اور مجھ کو خرابی میں نہ ڈالئے خوب سمجھ لو کہ یہ لوگ خرابی میں تو پڑ ہی چکے اور یقینا

لَمُحِيْطَةٌۢ بِالْكٰفِرِيْنَ ﴿۴۹﴾ اِنْ تُصِبْكَ حَسَنَةٌ تَسُؤْهُمْ ۚ وَاِنْ تُصِبْكَ مُصِيْبَةٌ يَّقُوْلُوْا

دوزخ ان کافروں کو گھیرے گی۔ اگر آپ کو کوئی اچھی حالت پیش آتی ہے تو وہ ان کیلئے موجب غم ہوتی ہے اور اگر آپ پر کوئی حادثہ آپڑتا ہے تو کہتے ہیں

قَدْ اَخَذْنَآ اَمْرَنَا مِنْ قَبْلُ وَيَتَوَلَّوْا وَّهُمْ فَرِحُوْنَ ﴿۵۰﴾ قُلْ لَّنْ يُّصِيْبَنَآ اِلَّا مَا كَتَبَ اللّٰهُ

کہ ہم نے تو پہلے سے اپنا احتیاط کا پہلو اختیار کر لیا تھا اور وہ خوش ہوتے ہوئے چلے جاتے ہیں۔ آپ فرما دیجئے ہم پر کوئی حادثہ نہیں پڑ سکتا مگر وہی جو

لَنَا ۚ هُوَ مَوْلٰىنَا ۚ وَعَلَى اللّٰهِ فَلْيَتَوَكَّلِ الْمُؤْمِنُوْنَ ﴿۵۱﴾

اللہ تعالیٰ نے ہمارے لئے مقدر فرمایا ہے وہ ہمارا مالک ہے مسلمانوں کو اپنے سب کام اللہ کے سپرد رکھنے چاہئیں۔

| | | | | | | | | | | |
|---|---|---|---|---|---|---|---|---|---|---|
| وَمِنْهُمْ اور ان میں سے | مَنْ جو۔کوئی | يَّقُوْلُ کہتا ہے | ائْذَنْ اجازت دیں | لِّيْ مجھے | وَلَا تَفْتِنِّيْ اور نہ ڈالیں مجھے آزمائش میں | اَلَا یاد رکھو | فِي میں | | | |
| الْفِتْنَةِ آزمائش | سَقَطُوْا وہ پڑ چکے ہیں | وَاِنَّ اور بیشک | جَهَنَّمَ جہنم | لَمُحِيْطَةٌ گھیرے ہوئے | بِالْكٰفِرِيْنَ کافروں کو | اِنْ اگر | تُصِبْكَ تمہیں پہنچے | | | |
| حَسَنَةٌ کوئی بھلائی | تَسُؤْهُمْ انہیں بری لگے | وَاِنْ اور اگر | تُصِبْكَ تمہیں پہنچے | مُصِيْبَةٌ کوئی مصیبت | يَّقُوْلُوْا تو وہ کہیں | قَدْ اَخَذْنَا ہم نے پکڑ لیا تھا | | | | |
| اَمْرَنَا اپنا کام | مِنْ قَبْلُ اس سے پہلے | وَ اور | يَتَوَلَّوْا وہ لوٹ جاتے ہیں | وَهُمْ اور وہ | فَرِحُوْنَ خوشیاں مناتے | قُلْ آپ کہدیں | لَنْ يُّصِيْبَنَا ہرگز نہ پہنچے گا ہمیں | | | |
| اِلَّا مگر | مَا جو | كَتَبَ لکھ دیا | اللّٰهُ اللہ | لَنَا ہمارے لئے | هُوَ وہی | مَوْلٰىنَا ہمارا مولا | وَ اور | عَلَى اللّٰهِ اللہ پر | فَلْيَتَوَكَّلِ بھروسہ چاہیے | الْمُؤْمِنُوْنَ مومن |

## شان نزول......جد بن قیس کی بہانہ بازی

گذشتہ سے منافقین کے متعلق بیان ہوتا چلا آرہا ہے جو بظاہر مسلمان بنے ہوئے تھے۔ غزوۂ تبوک کے موقع پر جو منافق بہانے کر کے پیچھے ٹھہر جانے کی اجازتیں مانگ رہے تھے۔ انہی میں ایک شخص جد بن قیس تھا جو اپنے قبیلہ بنو سلمہ کا سردار بھی تھا۔ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے جد بن قیس سے بھی ہمراہ چلنے اور جہاد میں شریک ہونے کو فرمایا تھا۔ اس نے بطور بہانے کے عرض کیا یارسول اللہ میری تمام قوم جانتی ہے کہ میں عورتوں کی محبت میں مشہور ہوں اور روم کی عورتوں کا حسن مشہور ہے۔ اگر میں اہل روم کے مقابلہ پر گیا تو مجھے اندیشہ ہے کہ میں رومی عورتوں کو دیکھ کر ضبط نہ کرسکوں گا لہذا آپ مجھ کو فتنے میں نہ ڈالیں۔ یعنی جہاد پر نہ لے جائیں۔ ہاں میں مال سے آپ کی مدد کر سکتا ہوں۔ یہ آیات اسی منافق جد بن قیس کے متعلق نازل ہوئیں۔

## منافقوں کی جھوٹی پرہیز گاری

اسی واقعہ کی طرف اشارہ کر کے حق تعالیٰ بتلاتے ہیں کہ منافق بظاہر آپ سے فتنہ سے بچنے کی درخواست کرتے ہیں اور معلوم ہوتا ہے کہ بڑے نیکوکار اور پرہیزگار ہیں لیکن واقعہ یہ ہے کہ زنان روم کا فتنہ تو بعد ہی میں پیش آئے گا یہ تو اس سے پہلے ہی فتنہ میں پڑے ہوئے ہیں۔ رسول کے حکم سے سرتابی اور فرمان الٰہی کو حیلہ بہانہ سے ٹالنا یہ زبردست فتنہ ہے جس میں یہ مبتلا ہیں غرض یہ کہ یہ دل میں کافر اور ظاہر میں مومن بنے ہوئے ہیں۔ ان کو معلوم ہونا چاہئے کہ جہنم ان سب کافروں کو اپنے گھیرے میں لئے ہوئے ہے جس سے یہ نکل نہیں سکتے۔ ان کی یہ نفاق انگیزیاں اور بہانہ بازیاں دخول جہنم کا سبب ہیں۔ نفاق کی اس لعنت نے انہیں جہنم کے گڑھے میں ڈال دیا ہے۔

## منافقوں کی کم ظرفی اور اس کا جواب

پھر منافقین کی ایک اور کم ظرفی کو بتلایا جاتا ہے جن کی عادت تھی کہ جب مسلمانوں کو غلبہ اور کامیابی نصیب ہوتی تو دل میں جلتے اور کڑھتے تھے اور باطنی خباثت اور اندرونی عداوت کے باعث جو سارے فتنوں کی جڑ ہے ان کو مسلمانوں کی فتح بری معلوم ہوتی اور اگر کبھی کوئی سختی کی بات پیش آ گئی مثلاً کچھ مسلمان شہید یا مجروح ہو گئے تو فخریہ کہتے کہ ہم نے ازراہ دوراندیشی پہلے ہی اپنے بچاؤ کا انتظام کر لیا تھا ہم سمجھتے تھے کہ یہ افتاد پڑنے والی ہے لہذا ان کے ساتھ گئے ہی نہیں۔ غرض ڈینگیں مارتے ہوئے اور خوشی سے بغلیں بجاتے ہوئے اپنی مجلسوں سے اٹھتے اور خوش وخرم اپنے گھروں کو واپس جاتے۔ اس پر حق تعالیٰ اہل ایمان کو یہ تعلیم فرما رہے ہیں کہ ان منافقین سے کہدو کہ راحت ومصیبت جو آنی ہے وہ تو آ کر ہی رہے گی سختی یا نرمی جو جس وقت کے لئے مقدر ہے وہ تو ٹل نہیں سکتی۔ مگر ہم چونکہ ظاہر اور باطن سے خدا کو اپنا حقیقی مولا اور پروردگار سمجھتے ہیں لہذا ہماری گردنیں اس کے فیصلے اور حکم کے سامنے جھکی ہوئی ہیں وہی ہمارا نگہبان اور مددگار ہے اس کی طرف سے جو کچھ ہمیں ملے گا اس میں سراسر ہماری ہی بہتری ہوگی۔

## مومن کی شان

اس لئے مومن کی شان یہ ہے کہ وہ اپنے سارے معاملات اللہ کے سپرد کر دیتا ہے اور ہمہ تن اس کی اطاعت اور فرمانبرداری میں مشغول ہو جاتا ہے اور اللہ پر توکل کرتا ہے۔ جس کا مطلب یہ ہے کہ وہ اپنی ساری قوتیں اور طاقتیں اللہ کے حکموں کی تعمیل میں لگا دیتا ہے اور مصیبت اور سختیوں سے اس کی ہمت پست نہیں ہونے پاتی کیونکہ اسے کامل یقین ہوتا ہے کہ اللہ تعالیٰ اس کی مدد کریگا۔

## مسئلہ تقدیر وتوکل

آخری آیت قُلْ لَّنْ يُّصِيْبَنَآ اِلَّا مَا كَتَبَ اللّٰهُ لَنَا هُوَ مَوْلٰنَا وَ عَلَى اللّٰهِ فَلْيَتَوَكَّلِ الْمُؤْمِنُوْنَ اگرچہ مختصر سی آیت ہے مگر اس آیت نے مسئلہ تقدیر اور مسئلہ توکل کی اصل حقیقت بھی واضح کر دی کہ تقدیر و توکل پر یقین رکھنے کا یہ حاصل نہ ہونا چاہئے کہ آدمی ہاتھ پر ہاتھ رکھ کر بیٹھ جائے اور یہ کہے کہ جو کچھ قسمت میں ہوگا وہ ہو جائے گا۔ بلکہ ہونا یہ چاہئے کہ اسباب اختیاریہ کے لئے اپنی پوری توانائی اور ہمت صرف کی جائے اور بقدر قدرت اسباب جمع کرنے کے بعد معاملہ کو تقدیر و توکل کے حوالے کریں۔ نظر صرف اللہ تعالیٰ پر رکھیں کہ نتائج ہر کام کے اسی کے قبضہ قدرت میں ہیں۔ مسئلہ تقدیر وتوکل میں عام دنیا کے لوگ بڑی افراتفری میں پائے جاتے ہیں۔ کچھ بے دین لوگ تو وہ ہیں جو سرے سے تقدیر وتوکل کے قائل ہی نہیں۔ انہوں نے مادی اسباب ہی کو خدا بنایا ہوا ہے اور کچھ ناواقف ایسے بھی ہیں جنہوں نے تقدیر وتوکل کو اپنی کم ہمتی اور بیکاری کا بہانہ بنا لیا ہے۔ رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی جہاد کے لئے پوری پوری ممکنہ تیاری اور اس کے بعد اس آیت کے نزول نے اس افراط وتفریط کو ختم کر کے صحیح راہ دکھلا دی یعنی اسباب اختیاریہ بھی اللہ تعالیٰ ہی کی دی ہوئی نعمت ہیں۔ ان سے فائدہ نہ اٹھانا ناشکری اور بیوقوفی ہے۔ البتہ اسباب کو اسباب کے درجہ سے آگے نہ بڑھاؤ اور عقیدہ یہ رکھو کہ نتائج وثمرات ان اسباب کے تابع نہیں بلکہ فرمان حق جل شانہٗ کے تابع ہیں۔ (معارف القرآن از حضرت مفتی صاحبؒ)

## دعا کیجئے

یَا اللّٰہ منافقانہ خصلتوں سے ہمارے قلوب کو پاک کر دے۔

یَا اللّٰہ ہمیں بھی اپنی ذات عالی پر بھروسہ اور توکل کرنے والا مسلمان بنا دیجئے۔

یَا اللّٰہ جتنے حقوق تیری مخلوق کے مجھ پر ہیں میں ان کے عوض مرہون ہوں۔ الٰہی! ان سب کو میری طرف سے انکے حقوق ادا کر دیجئے بلکہ ان کے حقوق سے اور ان کو زیادہ دیدیجئے اور مجھے ان سے معاف کرا دیجئے۔

وَاٰخِرُ دَعْوٰنَا اَنِ الْحَمْدُ لِلّٰهِ رَبِّ الْعٰلَمِيْنَ

قُلْ هَلْ تَرَبَّصُوْنَ بِنَآ اِلَّآ اِحْدَى الْحُسْنَيَيْنِ ؕ وَنَحْنُ نَتَرَبَّصُ بِكُمْ اَنْ يُّصِيْبَكُمُ

آپ فرمادیجئے کہ تم تو ہمارے حق میں دو بہتریوں میں سے ایک بہتری ہی کے منتظر رہتے ہو اور ہم تمہارے حق میں اس کے منتظر رہا کرتے ہیں کہ خدا تعالیٰ

اللّٰهُ بِعَذَابٍ مِّنْ عِنْدِهٖۤ اَوْ بِاَيْدِيْنَا ۖ فَتَرَبَّصُوْۤا اِنَّا مَعَكُمْ مُّتَرَبِّصُوْنَ ﴿۵۲﴾ قُلْ اَنْفِقُوْا طَوْعًا

تم پر کوئی عذاب واقع کرے گا اپنی طرف سے یا ہمارے ہاتھوں سے سو تم انتظار کرو ہم تمہارے ساتھ انتظار میں ہیں۔ آپ فرمادیجئے کہ تم خواہ

اَوْ كَرْهًا لَّنْ يُّتَقَبَّلَ مِنْكُمْ ؕ اِنَّكُمْ كُنْتُمْ قَوْمًا فٰسِقِيْنَ ﴿۵۳﴾ وَمَا مَنَعَهُمْ اَنْ تُقْبَلَ

خوشی سے خرچ کرو یا ناخوشی سے تم سے کسی طرح مقبول نہیں بلاشبہ تم عدول حکمی کرنے والے لوگ ہو۔ اور ان کے خیرات قبول ہونے سے

مِنْهُمْ نَفَقٰتُهُمْ اِلَّآ اَنَّهُمْ كَفَرُوْا بِاللّٰهِ وَبِرَسُوْلِهٖ وَلَا يَاْتُوْنَ الصَّلٰوةَ اِلَّا وَهُمْ كُسَالٰى

اور کوئی چیز بجز اس کے مانع نہیں کہ انہوں نے اللہ کے ساتھ اور اس کے رسول کے ساتھ کفر کیا اور وہ لوگ نماز نہیں پڑھتے مگر ہارے جی سے

وَلَا يُنْفِقُوْنَ اِلَّا وَهُمْ كٰرِهُوْنَ ﴿۵۴﴾

اور خرچ نہیں کرتے مگر ناگواری کے ساتھ۔

| | | | | | | | | |
|---|---|---|---|---|---|---|---|---|
| قُلْ هَلْ آپ کہدیں کیا | تَرَبَّصُوْنَ تم انتظار کرتے ہو | بِنَا ہم پر | اِلَّآ مگر | اِحْدَى ایک کا | الْحُسْنَيَيْنِ دو خوبیوں | وَنَحْنُ اور ہم | | |
| نَتَرَبَّصُ انتظار کرتے ہیں | بِكُمْ تمہارے لئے | اَنْ کہ | يُّصِيْبَكُمْ تمہیں پہنچے | اللّٰهُ اللہ | بِعَذَابٍ کوئی عذاب | مِّنْ سے | عِنْدِهٖ اس کے پاس | |
| اَوْ یا | بِاَيْدِيْنَا ہمارے ہاتھوں سے | فَتَرَبَّصُوْا سو تم انتظار کرو | اِنَّا ہم | مَعَكُمْ تمہارے ساتھ | مُّتَرَبِّصُوْنَ انتظار کرنے والے (منتظر) | قُلْ آپ کہدیں | | |
| اَنْفِقُوْا تم خرچ کرو | طَوْعًا خوشی سے | اَوْ یا | كَرْهًا ناخوشی سے | لَّنْ يُّتَقَبَّلَ ہرگز نہ قبول کیا جائیگا | مِنْكُمْ تم سے | اِنَّكُمْ بیشک تم | كُنْتُمْ تم ہو | |
| قَوْمًا قوم | فٰسِقِيْنَ فاسق (جمع) | وَمَا اور نہ | مَنَعَهُمْ ان سے مانع ہوا | اَنْ کہ | تُقْبَلَ قبول کیا جائے | مِنْهُمْ ان سے | نَفَقٰتُهُمْ ان کا خرچ | |
| اِلَّآ مگر | اَنَّهُمْ یہ کہ وہ | كَفَرُوْا منکر ہوئے | بِاللّٰهِ اللہ کے | وَبِرَسُوْلِهٖ اور اسکے رسول کے | وَ اور | لَا يَاْتُوْنَ وہ نہیں آتے | الصَّلٰوةَ نماز | اِلَّآ مگر |
| وَهُمْ اور وہ | كُسَالٰى سست | وَ اور | لَا يُنْفِقُوْنَ وہ خرچ نہیں کرتے | اِلَّآ مگر | وَهُمْ اور وہ | كٰرِهُوْنَ ناخوشی سے | | |

## منافقوں کی کم ظرفی کا دوسرا جواب

ان آیات میں بیان فرمایا گیا ہے کہ مسلمان منافقین سے کہدیں کہ ہمارے لئے جیسے اچھی حالت بہتر ہے ویسے ہی حوادث بھی باعتبار انجام کے بہتر ہیں کہ اس میں رفع درجات و کفارۂ سیئات ہے۔ اس طرح مسلمان کا کسی وقت نقصان نہیں ہوتا اگر فتح پائی تو غازی ہوا ثواب کمایا اور مارا گیا تو شہید ہوا درجہ شہادت پایا گویا اس جواب کا حاصل یہ ہے کہ اللہ تعالیٰ حکیم ہیں۔ مصیبت میں بھی ہمارے فائدہ کی رعایت فرماتے ہیں اس لئے ہم ہر حال میں فائدہ میں ہیں۔ رہے منافق تو وہ بہر حال نقصان میں ہیں اور دو برائیوں میں سے ایک برائی ان کو ضرور پہنچ کر رہے گی یا نفاق و شرارت کی بدولت بلاواسطہ قدرت کی طرف سے کوئی عذاب ان پر مسلط ہوگا یا مسلمانوں کے ہاتھوں سے خدا ان کو سزا دلوائے گا گویا ان کا مرنا اور جینا دونوں ان کے لئے ضرر رساں ہے اور اس کی وجہ محض ان کا نفاق اور قلبی کفر اور اعمال کی ریاکاری ہے۔ نماز پڑھتے ہیں تو دکھاوٹ کی۔ ایمان اور اسلام کا اقرار کرتے ہیں تو دکھاوٹ کے لئے۔

## جد بن قیس کی بہانہ بازی کا جواب

گذشتہ آیات میں یہ بیان ہوا تھا کہ جد بن قیس نے رومی

عورتوں کے فتنہ کا بہانہ کر کے غزوۂ تبوک میں شرکت نہ کرنے کا عذر کیا تھا مگر اپنے نفاق پر پردہ ڈالنے کے لئے یہ کہا تھا کہ میں مالی اعانت کرسکتا ہوں۔اس کا جواب دیا جاتا ہے کہ بے اعتقاد کا مال قبول نہیں خواہ خوشی سے خرچ کرے یا ناخوشی سے یعنی خوشی سے خدا کے راستہ میں خرچ کرنے کی انکوتوفیق کہاں تاہم اگر بالفرض خوشی سے بھی خرچ کریں تب بھی خدا قبول نہ کرے گا اور اس کی وجہ بھی بتلا دی گئی کہ عدم قبول کا سبب اصل تو ان کا کفر ہے کہ کافر کا ہر عمل مردہ اور بے جان ہوتا ہے۔باقی نماز میں ہارے جی سے آنا' یا برے دل سے خرچ کرنا یہ سب باطنی کفر کے ظاہری آثار ہیں۔ ایمان اور اخلاص جو شرائط ہیں قبولیت کے وہ ان میں مفقود ہیں۔محض اپنی نمود اور شہرت کے لئے زبان سے امداد مالی کا ذکر کرتے ہیں۔ایسی امداد کی اسلام کو ضرورت نہیں۔

بخلاف ان کے مسلمان خدا اور رسول پر ایمان رکھتے ہیں اللہ کو خوش کرنے اور اس کی اطاعت وفرمانبرداری میں نماز ادا کرتے ہیں اور خدا کی راہ میں خرچ کرنے کو اپنی سعادت سمجھتے ہیں۔ایسے لوگوں کی خیر خیرات اللہ کے یہاں مقبول ہے اور جو کافر ومنافق ہیں ان کا کوئی عمل مقبول نہیں جب تک اللہ اور رسول سے صحیح تعلق نہ قائم کریں اور خدا اور اس کے رسول سے صحیح تعلق ایمان کے ساتھ قائم ہوتا ہے۔

## دعا کیجئے

**یَا اللّٰہُ** آپ ہی ہمارے لئے بہتری کی صورت ظاہر فرمادیں۔ ہمارے دلوں میں سچا جذبہ جہاد عطا فرمادیں ہم اپنی نمازوں کو ذوق شوق اور اہتمام اور فکر سے ادا کرنے والے ہوں اور اللہ کے راستہ میں اپنے مال کو اخلاص کے ساتھ خرچ کرنے والے ہوں۔

یا اللہ ریا اور نمائش جو منافقانہ اعمال میں سے ہیں ان سے ہمارے دل ودماغ کو پاک رکھئے۔اور ان سے کامل طور پر بچایئے۔آمین۔

**یَا اللّٰہُ** میرے تمام ہر قسم کے اہل حقوق کو بخش دیجئے ان کو دوزخ سے بچا کر جنت الفردوس عطا فرمایئے۔اے اللہ! اگرچہ حقوق بہت ہیں مگر آپ کے پردۂ عفو میں کچھ بھی نہیں مجھے سبکدوش فرما کر عفو وعافیت ومعافات کے ساتھ دنیا سے اٹھایئے۔

کسی آپ کے بندے یا بندی کا مال ناحق لیا ہو' کسی کی آبرو خراب کردی ہو اس کے جسم کے کسی حصہ پر مارا ہو۔اس پر ظلم کیا ہو۔انہوں نے مطالبہ حق کیا لیکن میں نے طاقت نہ ہونے کی وجہ سے نہ دیا ہو یا لاپرواہی برتی ہو ان سے بھی معاف نہ کراسکا ہوں آپ کے سب اختیار میں ہے میری معافی فرمادیجئے۔

وَاٰخِرُ دَعْوٰنَا اَنِ الْحَمْدُ لِلّٰهِ رَبِّ الْعٰلَمِيْنَ

فَلَا تُعْجِبْكَ اَمْوَالُهُمْ وَلَآ اَوْلَادُهُمْ ۭ اِنَّمَا يُرِيْدُ اللّٰهُ لِيُعَذِّبَهُمْ بِهَا فِي الْحَيٰوةِ الدُّنْيَا 36

سو اُن کے اموال اور اولاد آپ کو تعجب میں نہ ڈالیں اللہ کو صرف یہ منظور ہے کہ ان چیزوں کی وجہ سے دنیوی زندگی میں اُن کو گرفتار عذاب رکھے

وَتَزْهَقَ اَنْفُسُهُمْ وَهُمْ كٰفِرُوْنَ ۵۵

اور اُن کی جان کفر ہی کی حالت میں نکل جاوے۔

| | | | | | | | | | |
|---|---|---|---|---|---|---|---|---|---|
| فَلَا تُعْجِبْكَ سو تمہیں تعجب نہ ہو | اَمْوَالُهُمْ ان کے مال | وَلَا اور نہ | اَوْلَادُهُمْ ان کی اولاد | اِنَّمَا یہی | يُرِيْدُ چاہتا ہے | اللّٰهُ اللہ | لِيُعَذِّبَهُمْ کہ عذاب دے انہیں | | |
| بِهَا اس سے | فِي میں | الْحَيٰوةِ الدُّنْيَا دنیا کی زندگی | وَتَزْهَقَ اور نکلیں | اَنْفُسُهُمْ انکی جانیں | وَهُمْ اور وہ | كٰفِرُوْنَ کافر ہوں | | | |

## کفار و منافقین کی مالداری پر اشکال

گذشتہ آیات میں منافقین کے متعلق بتلایا گیا تھا کہ خواہ وہ مال خوشی سے خرچ کریں یا ناخوشی سے وہ مقبول نہیں۔ اول تو خدا کے راستہ میں خوشی سے مال خرچ کرنے کی ان کو توفیق کہاں تاہم بالفرض اگر وہ خوشی سے خرچ بھی کریں تب بھی خدا قبول نہ کرے گا اور اس عدم قبول کا اصلی سبب یعنی ان کا کفر بھی گذشتہ آیات میں بیان کر دیا گیا تھا۔

اب یہ شبہ ہو سکتا تھا کہ جب ایسے مردود ہیں تو ان کو مال و دولت اور اولاد کی کثرت وغیرہ نعمتوں سے کیوں نوازا گیا؟ جب یہ غیر مقبولین ہیں تو انہیں مال و اولاد کی نعمتیں کیسے نصیب ہو رہی ہیں؟ اس کا جواب اس آیت میں دیا گیا جس میں اگرچہ بظاہر خطاب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے ہے لیکن جواب کی یہ تعلیم دینا کل مسلمانوں کو مقصود ہے۔ چنانچہ آج بھی یہ وسوسہ کافر قوموں کی خوشحالی، کثرت آبادی، اور ان کی ظاہر اقبال مندی کو دیکھ کر اکثر کمزور ایمان والے مسلمانوں کے دلوں میں پیدا ہوتا ہے حالانکہ دنیوی نعمتوں کے لئے مقبولیت ذرا بھی شرط نہیں عموماً دنیا پرست طبقہ مرفہ حال اور فارغ البال ہوتا ہے سیدھے سادھے مسلمان ان کی دولت مندی اور آسودگی سے مرعوب ہو جاتے ہیں اور بعض شبہ کرنے لگتے ہیں کہ یہ خدا کے مقبول بندے ہیں ورنہ یہ اس قدر بے غم اور ہم اتنے بدحال کیوں ہوتے۔ منافقین بھی اپنی مالداری پر مغرور ہو کر عام مسلمانوں پر رعب جمانا چاہتے تھے۔ مدینہ کے منافقین زیادہ تر بلکہ تمام تر مال دار اور سن رسیدہ لوگ تھے۔ ابن کثیرؒ نے ان کی جو فہرست دی ہے اس میں صرف ایک نوجوان کا ذکر ملتا ہے اور غریب ان میں سے کوئی بھی نہیں۔ یہ لوگ مدینہ میں جائیدادیں اور پھیلے ہوئے کاروبار رکھتے تھے۔ اسلام جب مدینہ پہنچا اور آبادی کے ایک بڑے حصہ نے پورے اخلاص اور جوش ایمانی کے ساتھ اسے قبول کر لیا تو ان لوگوں نے اپنے آپ کو ایک عجیب مخمصہ میں مبتلا پایا۔ اگر وہ دین اسلام کا ساتھ دیتے ہیں تو اس کے معنیٰ یہ ہیں کہ وہ سارے عرب سے بلکہ اطراف و اکناف کی قوموں اور سلطنتوں سے بھی لڑائی مول لینے کے لئے تیار ہو جائیں مگر اسلام کی بڑھتی ہوئی شوکت و غلبہ کو دیکھ کر یہ بھی ہمت نہ ہوتی تھی کہ کفر و انکار پر کھلم کھلا قائم رہتے۔ اس میں بھی ان کو اپنی ریاست، عزت اور شہرت سب خاک میں ملتی ہوئی نظر آتی تھی۔ اس لئے ان کو اپنے مفاد کے تحفظ کی بہترین صورت یہی نظر آئی کہ ایمان کا دعویٰ کریں تاکہ مسلمانوں کے درمیان اپنی ظاہری عزت اور اپنی جائیدادوں اور اپنے کاروبار کو برقرار رکھ سکیں مگر مخلصانہ ایمان نہ اختیار کریں تاکہ ان خطرات اور نقصانات سے دوچار نہ ہوں جو اس وقت اخلاص کے ساتھ اسلام کو اختیار کرنے والوں کو لازماً پیش آنے تھے۔

## اشکال کا ازالہ

انہی منافقین کی دولت مندی اور کثرت مال و اولاد کی حقیقت کو بتلایا جاتا ہے کہ یہ نعمتیں ان کے حق میں نعمتیں نہیں بڑا عذاب ہیں۔ جس طرح ایک لذیذ اور خوشگوار غذا تندرست آدمی کی صحت و قوت کو

بڑھاتی ہے مگر فاسد مادہ سے بھرے ہوئے مریض کو ہلاکت سے قریب تر کر دیتی ہے۔ یہی حال ان دنیوی نعمتوں مال و دولت کا ہے۔ایک کافر کے حق میں یہ چیزیں بدمزاجی کی وجہ سے زہر ہلاہل ہیں۔ چونکہ کفار دنیا کی حرص و محبت میں غرق ہوتے ہیں اس لئے اول اس کے جمع کرنے میں کوفت اٹھاتے ہیں پھر ذرا صدمہ یا نقصان پہنچ گیا تو جس قدر محبت ان چیزوں سے ہے اسی قدر غم سوار ہوتا ہے اور کوئی وقت اس کے فکر و اندیشہ اور ادھیڑ بن سے خالی نہیں جاتا اور یہ دکھ فقط زندگی ہی کا نہیں مرنے کے وقت پھر جب موت ان محبوب چیزوں سے جدا کرتی ہے اس وقت کے صدمہ اور حسرت کا اندازہ کرنا مشکل ہے روح مال و اولاد میں لگی رہتی ہے گویا موت بھی چین کی نصیب نہیں۔غرض دنیا کے عاشق اور حریص کو کسی وقت حقیقی چین اور اطمینان میسر نہیں۔

چنانچہ یورپ اور امریکہ وغیرہ کے بڑے بڑے سرمایہ داروں کے اقوال و احوال اس پر شاہد ہیں باقی مومنین جو مال و دولت کے نہ پجاری ہوتے ہیں۔اور نہ اسے زندگی کا نصب العین جانتے ہیں اور چونکہ ان کے دل میں حب دنیا کا مرض نہیں ہوتا اس لئے یہی چیزیں ان کے حق میں نعمت اور دین کی اعانت کا ذریعہ بنتی ہیں۔اس کے علاوہ اکثر کفار کثرت مال و اولاد پر مغرور ہو کر کفر و طغیان میں اور زیادہ شدید ہو جاتے ہیں۔جو اس کا سبب بنتا ہے کہ اخیر دم تک کافر ہی رہیں نیز منافقین مدینہ جن کے حق میں یہ آیت نازل ہوئی ان کا حال یہ تھا کہ بادل نخواستہ جہاد وغیرہ کے موافق ریا اور نفاق سے مال خرچ کرتے تھے اور ان کی اولاد میں بعض لوگ مخلص مسلمان ہو کر نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے ہمراہ جہاد مین شریک ہوتے تھے۔ یہ دونوں چیزیں منافقین کے منشائے قلبی کے بالکل خلاف تھیں اس طرح اموال و اولاد ان کے لئے دنیا میں عذاب بن گئے تھے۔

## دعا کیجئے

**یا اللہ** نے ہم کو جو دنیا میں مال و دولت اور اولاد وغیرہ عطا کر رکھی ہیں اس کو ہمارے لئے حصول آخرت کا ذریعہ بنائیں۔

یا اللہ اپنے ذکر و فکر اور اپنی رضا کو ہماری زندگی کا نصب العین بنا دیجئے اور ایمان و اسلام کی موت نصیب فرما کر آخرت کی دائمی راحت چین و سکون عطا فرمائیے۔آمین۔

**یا اللہ** جتنے میرے گناہ آپ کے علم میں ہیں۔سب معاف فرما دیجئے۔
آپ کا وعدہ ہے کہ اگر کوئی بندہ اتنے کہ زمین و آسمان بھر جائے گناہ لے کر بھی آئے تو میں اتنی مغفرت لے کر چلتا ہوں اور اسے معاف کر دیتا ہوں' الٰہی! مجھے بھی معاف فرما دیجئے۔

وَاٰخِرُ دَعْوٰنَا اَنِ الْحَمْدُ لِلّٰهِ رَبِّ الْعٰلَمِيْنَ

وَيَحْلِفُوْنَ بِاللّٰهِ اِنَّهُمْ لَمِنْكُمْ ۭ وَمَا هُمْ مِّنْكُمْ وَلٰكِنَّهُمْ قَوْمٌ يَّفْرَقُوْنَ ۝ لَوْ يَجِدُوْنَ

اور یہ لوگ اللہ کی قسمیں کھاتے ہیں کہ وہ تم میں کے ہیں حالانکہ وہ تم میں کے نہیں لیکن وہ ڈرپوک لوگ ہیں۔ان لوگوں کو اگر کوئی

مَلْجَاً اَوْ مَغٰرٰتٍ اَوْ مُدَّخَلًا لَّوَلَّوْا اِلَيْهِ وَهُمْ يَجْمَحُوْنَ ۝ وَمِنْهُمْ مَّنْ يَّلْمِزُكَ

پناہ کی جگہ مل جاتی یا غار یا کوئی گھس بیٹھنے کی ذرا جگہ تو یہ ضرور منہ اٹھا کر اُدھر چل دیتے۔اور ان میں بعض وہ لوگ ہیں جو صدقات کے بارہ

فِي الصَّدَقٰتِ ۚ فَاِنْ اُعْطُوْا مِنْهَا رَضُوْا وَاِنْ لَّمْ يُعْطَوْا مِنْهَآ اِذَا هُمْ يَسْخَطُوْنَ ۝

میں آپ پر طعن کرتے ہیں سو اگر ان صدقات میں سے ان کو مل جاتا ہے تو وہ راضی ہو جاتے ہیں اور اگر ان صدقات میں سے انکو نہیں ملتا تو وہ ناراض ہو جاتے ہیں

وَلَوْ اَنَّهُمْ رَضُوْا مَآ اٰتٰىهُمُ اللّٰهُ وَرَسُوْلُهٗ ۙ وَقَالُوْا حَسْبُنَا اللّٰهُ سَيُؤْتِيْنَا اللّٰهُ مِنْ فَضْلِهٖ

اور ان کیلئے بہتر ہوتا اگر وہ لوگ اس پر راضی رہتے جو کچھ ان کو اللہ نے اور اس کے رسول نے دیا تھا اور یوں کہتے کہ ہم کو اللہ کافی ہے آئندہ اللہ تعالیٰ اپنے فضل سے

وَرَسُوْلُهٗٓ ۙ اِنَّآ اِلَى اللّٰهِ رٰغِبُوْنَ ۝

ہم کو اور دے گا اور اس کے رسول دیں گے ہم اللہ ہی کی طرف راغب ہیں۔

| | | | | | | | | |
|---|---|---|---|---|---|---|---|---|
| وَيَحْلِفُوْنَ اور قسمیں کھاتے ہیں | بِاللّٰهِ اللہ کی | اِنَّهُمْ بیشک وہ | لَمِنْكُمْ البتہ تم میں سے | وَمَا حالانکہ نہیں | هُمْ وہ | مِنْكُمْ تم میں سے | وَلٰكِنَّهُمْ اور لیکن وہ | |
| قَوْمٌ لوگ | يَفْرَقُوْنَ ڈرتے ہیں | لَوْ يَجِدُوْنَ اگر وہ پائیں | مَلْجَاً پناہ کی جگہ | اَوْ مَغٰرٰتٍ اور غار (جمع) | اَوْ یا | مُدَّخَلًا گھسنے کی جگہ | لَّوَلَّوْا تو وہ پھر جائیں | |
| اِلَيْهِ اسکی طرف | وَهُمْ اور وہ | يَجْمَحُوْنَ رسیاں تڑاتے ہیں | وَمِنْهُمْ اور ان میں سے | مَنْ جو (بعض) | يَّلْمِزُكَ طعن کرتا ہے آپ پر | فِي میں | | |
| الصَّدَقٰتِ صدقات | فَاِنْ سو اگر | اُعْطُوْا انہیں دیدیا جائے | مِنْهَا اس سے | رَضُوْا وہ راضی ہو جائیں | وَاِنْ اور اگر | لَّمْ يُعْطَوْا انہیں نہ دیا جائے | | |
| مِنْهَا اس سے | اِذَا اسی وقت | هُمْ وہ | يَسْخَطُوْنَ ناراض ہو جاتے ہیں | وَلَوْ کیا اچھا ہوتا | اَنَّهُمْ اگر وہ | رَضُوْا راضی ہو جاتے | مَآ جو | اٰتٰىهُمُ انہیں دیا |
| اللّٰهُ اللہ | وَرَسُوْلُهٗ اور اسکا رسول | وَقَالُوْا اور وہ کہتے | حَسْبُنَا ہمیں کافی ہے | اللّٰهُ اللہ | سَيُؤْتِيْنَا اب ہمیں دیگا | اللّٰهُ اللہ | مِنْ سے | |
| فَضْلِهٖ اپنا فضل | وَرَسُوْلُهٗ اور اس کا رسول | اِنَّآ بیشک ہم | اِلَى طرف | اللّٰهِ اللہ | رٰغِبُوْنَ رغبت رکھتے ہیں | | | |

## منافقین کا مفاد پرستانہ ایمان

گذشتہ آیات سے منافقین کا حال بیان ہوتا چلا آرہا ہے۔منافقوں کو اندیشہ تھا کہ اگر اظہار اسلام نہ کریں گے تو مسلمان ان کی حفاظت اور سرپرستی نہ کریں گے بلکہ دوسرے کافروں کی طرح سمجھیں گے اور ان کے ساتھ ویسا ہی برتاؤ کریں گے جیسا دیگر مشرکوں کے ساتھ کرتے ہیں اس ڈر کی وجہ سے بظاہر مسلمان بنے ہوئے تھے ظاہر میں نمازیں پڑھتے زکوٰۃ دیتے اور دوسرے ارکان اسلامی بجالاتے مگر دل میں مسلمانوں سے نفرت کرتے کیونکہ صدق دل سے تو اسلام اختیار نہیں کیا تھا اور مسلمانوں سے اپنے بچاؤ کی تدبیریں کرتے رہتے تھے۔چنانچہ ان آیات میں بتلایا گیا کہ یہ منافقین محض اس خوف سے کہ کفر ظاہر کریں تو کفار کا سا معاملہ ان کے ساتھ بھی ہونے لگے گا۔قسمیں کھاتے ہیں اور مسلمانوں سے کہتے ہیں کہ ہم تو تمہاری ہی جماعت مسلمین میں شامل ہیں حالانکہ یہ بالکل غلط ہے۔اگر آج ان کو کوئی پناہ کی جگہ مل جائے یا کسی غار میں

چھپ کر زندگی بسر کر سکیں یا کم از کم ذرا سر گھسانے کی جگہ ہاتھ آ جائے غرض حکومت اسلامی کا خوف نہ رہے تو سب دعوے چھوڑ کر بے تحاشا اسی طرف بھاگنے لگیں چونکہ نہ اسلامی حکومت کے مقابلہ کی طاقت ہے نہ کوئی پناہ کی جگہ ملتی ہے۔اس لئے اللہ تعالیٰ کی انتہائی پختہ قسمیں کھا کر کہتے ہیں کہ ہم بھی تم میں سے ہیں یعنی جیسے تم مخلص مسلمان ہو ہم بھی سچے مسلم ہیں مگر حق تعالیٰ نے ظاہر فرما دیا کہ واقع میں وہ مسلمان نہیں ایسی باتیں صرف ڈر کی وجہ سے کہتے ہیں ورنہ اگر ان کو کوئی پناہ اور بچاؤ کی جگہ مل جائے تو فوراً بھاگ کر وہاں پناہ گیر ہو جائیں گے اور تمہاری طرف رخ بھی نہ کریں گے۔تو یہاں منافقین کی ایک بدترین حالت جھوٹی قسموں کا کھانا بتلایا گیا۔جھوٹی قسم کھانا ایسی سخت چیز ہے کہ ایک حدیث میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا کہ جھوٹی قسم کھانا بستیوں کو اجاڑ دیتا ہے۔

## صدقات وخیرات میں منافقوں کی طمع

آگے منافقین کی ایک دوسری قبیح حالت کا اظہار کیا جاتا ہے کہ بعض اہل نفاق تقسیم صدقات کے وقت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم پر نکتہ چینی کرتے ہیں اور دنیوی حرص اور خود غرضی کی راہ سے حضور کی نسبت زبان طعن کھولتے ہیں کہ تقسیم میں انصاف کا پہلو ملحوظ نہیں رکھا گیا۔اگر خواہش کے موافق ان کو مال دے دیا جائے تو راضی رہتے ہیں ورنہ ناراض ہو جاتے ہیں حالانکہ مناسب تو یہ تھا کہ اللہ اور رسول کے حکم پر راضی رہتے اور خدا اور رسول کی مرضی پر خوش ہوتے اور اللہ کی خوشنودی کو اپنا مرکز توجہ اور مآل زندگی قرار دیتے۔ بجائے مال کے اللہ کو اپنا کفیل اور کارساز جانتے اور اس بات کا یقین رکھتے کہ یہ مال بے مقدار چیز ہے۔اللہ اپنے فضل سے اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اپنی عنایت سے آئندہ ہم کو بہت کچھ عطا کریں گے مگر انہوں نے ایسا نہ کیا اور مال حقیر کو قبلہ مقصود ٹھہرا لیا۔

## دعا کیجئے

یَا اَللّٰہُ منافقین کا طبقہ اہل اسلام کے لئے ہمیشہ مار آستین بنا رہا ہے اور اب بھی یہی ثابت ہو رہا ہے۔اس ملک خداداد میں منافقین در پردہ تدبیریں کرتے رہتے ہیں۔

یا اللہ ان منافقین کی قسمت میں اگر ہدایت مقدر ہے تو ان کو اسلام وایمان کی سچی محبت عطا فرما دے۔ورنہ ان کے وجود سے اس ملک خداداد کو پاک کردے۔اور ان مار آستینوں کو ذلیل وخوار کر کے ملیامیٹ کرنے والا کوئی مرد مجاہد پیدا فرما دے۔آمین۔

یَا اَللّٰہُ جب بندہ تین مرتبہ رب اغفرلی کہتا ہے تو آپ فرماتے ہیں اے بندے! میں نے معاف کیا اور مجھے کوئی پرواہ نہیں الٰہ العالمین! میں تین مرتبہ استغفار کرتا ہوں۔رب اغفرلی رب اغفرلی رب اغفرلی

وَاٰخِرُ دَعْوٰنَا اَنِ الْحَمْدُ لِلّٰہِ رَبِّ الْعٰلَمِیْنَ

| |
|---|
| إِنَّمَا الصَّدَقٰتُ لِلْفُقَرَآءِ وَالْمَسٰكِيْنِ وَالْعٰمِلِيْنَ عَلَيْهَا وَالْمُؤَلَّفَةِ قُلُوْبُهُمْ وَفِي الرِّقَابِ |
| صدقات تو صرف حق ہے غریبوں کا اور محتاجوں کا اور جو کارکن ان صدقات پر متعین ہیں اور جن کی دلجوئی کرنا ہے اور غلاموں کی گردن چھڑانے میں |
| وَالْغٰرِمِيْنَ وَفِيْ سَبِيْلِ اللّٰهِ وَابْنِ السَّبِيْلِ ۭ فَرِيْضَةً مِّنَ اللّٰهِ ۭ وَاللّٰهُ عَلِيْمٌ حَكِيْمٌ ﴿۶۰﴾ |
| اور قرضداروں کے قرضہ میں اور جہاد میں اور مسافروں میں یہ حکم اللہ کی طرف سے مقرر ہے اور اللہ تعالیٰ بڑے علم والے بڑی حکمت والے ہیں |

| | | | | | | | | |
|---|---|---|---|---|---|---|---|---|
| إِنَّمَا صرف | الصَّدَقٰتُ زکوٰۃ | لِلْفُقَرَآءِ مفلس (جمع) | وَالْمَسٰكِيْنِ مسکین (جمع) محتاج | وَالْعٰمِلِيْنَ اور کام کرنیوالے | عَلَيْهَا اس پر | وَالْمُؤَلَّفَةِ اور الفت دیجائے | | |
| قُلُوْبُهُمْ انکے دل | وَفِي اور میں | الرِّقَابِ گردنوں (کے چھڑانے) | وَالْغٰرِمِيْنَ تاوان بھرنے والے قرضدار | وَ اور | فِيْ میں | سَبِيْلِ اللّٰهِ اللہ کی راہ | | |
| وَابْنِ السَّبِيْلِ اور مسافر | فَرِيْضَةً فریضہ (ٹھہرایا ہوا) | مِنَ سے | اللّٰهِ اللہ | وَاللّٰهُ اور اللہ | عَلِيْمٌ علم والا | حَكِيْمٌ حکمت والا | | |

## مصارف زکوٰۃ اور منافقوں کے اعتراضات کا رد

گذشتہ آیات میں بعض ان منافقین کا ذکر ہوا تھا جو صدقات و مال زکوٰۃ کی تقسیم کے وقت دنیوی حرص اور خود غرضی کی راہ سے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی ذات مبارک پر اعتراض کرتے اور نعوذ باللہ کہتے تھے کہ تقسیم میں انصاف کا پہلو ملحوظ نہیں رکھا گیا۔ چونکہ تقسیم صدقات کے معاملہ میں آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم پر طعن کیا گیا تھا اس لئے اس آیت میں متنبہ فرمایا جاتا ہے کہ صدقات کی تقسیم کا طریقہ خدا کا مقرر کیا ہوا ہے۔ اس نے صدقات و زکوٰۃ کے مصارف متعین فرما کر فہرست نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کو دے دی ہے آپ اسی کے موافق تقسیم کرتے ہیں اور کریں گے کسی کے خواہش کے تابع نہیں ہو سکتے۔ خود ایک حدیث میں آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا کہ خدا نے زکوٰۃ صدقات کی تقسیم کو نبی یا غیر نبی کسی کی مرضی پر نہیں چھوڑا بلکہ بذات خود اس کے مصارف متعین کر دیئے ہیں۔ جو آٹھ ہیں۔ جیسا کہ اس آیت میں بیان فرمائے گئے۔ یعنی فقراء، مساکین، عاملین، مولفۃ القلوب، رقاب، غارمین، فی سبیل اللہ، ابن السبیل

آیت میں زکوٰۃ وصدقات کے ان آٹھوں مصارف کو بیان فرما کر تصریح فرما دی گئی کہ یہ حکم اللہ کی طرف سے مقرر ہے جو علیم بھی ہے اور حکیم بھی۔

اس آیت میں باجماع صحابہ و تابعین اسی صدقہ واجبہ کے مصارف کا بیان ہے جو نماز کی طرح مسلمانوں پر فرض ہے کیونکہ جو مصارف اس آیت میں متعین کئے گئے ہیں وہ صدقات فرض کے مصارف ہیں۔ نفلی صدقات میں روایات کی تصریحات کی بناء پر بہت وسعت ہے اور وہ ان آٹھ مصاف میں منحصر نہیں ہیں۔

## زکوٰۃ کا پہلا مصرف فقراء

اب ان آٹھوں مصارف کی قدرے تفصیل و تشریح سن لیجئے جن کا ذکر اس آیت میں فرمایا گیا ہے۔

سب سے پہلے زکوٰۃ وصدقات کا مستحق فقراء کو کہا گیا۔ فقیر سے مراد ہر وہ شخص ہے جو اپنی معیشت کے لئے دوسرے کی مدد کا محتاج ہو۔ یہ لفظ تمام حاجتمندوں کے لئے عام ہے خواہ وہ جسمانی نقص یا بڑھاپے کی وجہ سے مستقل طور پر محتاج اعانت ہو گئے ہوں یا کسی عارضی سبب سے سردست مدد کے محتاج ہوں۔

جمہور علماء یہ کہتے ہیں کہ فقیر وہ ہے کہ جس کے پاس کچھ بھی نہ ہو غرض کہ سخت افلاس اور بدحالی کا نام فقر ہے۔

## دوسرا مصرف مساکین

فقراء کے بعد مساکین کو مستحق زکوٰۃ وصدقات بتلایا گیا۔ مسکنت

کے لفظ میں عاجزی، درماندگی، بیچارگی کے مفہومات شامل ہیں۔ اس اعتبار سے مساکین وہ لوگ ہیں جو عام حاجتمندوں کی بہ نسبت زیادہ خستہ حال ہوں۔ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے اس لفظ کی تشریح کرتے ہوئے خصوصیت کے ساتھ ایسے لوگوں کو مستحق امداد ٹھہرایا ہے جو اپنی ضروریات کے مطابق ذرائع نہ پا رہے ہوں اور سخت تنگ حال ہوں مگر نہ تو ان کی خودداری کسی کے آگے ہاتھ پھیلانے کی اجازت دیتی ہو نہ انجان انہیں حاجت مند سمجھ کر ان کی مدد کو ہاتھ بڑھائے چنانچہ ایک حدیث میں ارشاد ہے کہ مسکین وہ ہے جو اپنی حاجت بھر مال نہیں پاتا اور نہ پہچانا جاتا ہے کہ اس کی مدد کی جائے اور نہ کھڑا ہو کر لوگوں سے مانگتا ہے۔ بہرحال احتیاج فقیر میں بھی پائی جاتی ہے اور مسکین میں بھی۔

## تیسرا مصرف عاملین

پھر عاملین کو مستحق زکوٰۃ بتایا گیا جو لوگ اسلامی حکومت کی طرف سے تحصیل و وصول صدقات و زکوٰۃ پر مامور ہوں یعنی وہ لوگ جو زکوٰۃ وغیرہ وصول کرنے والے اور وصول شدہ مال کی حفاظت کرنے اور ان کا حساب کتاب لکھنے اور انہیں تقسیم کرنے میں حکومت کی طرف سے استعمال کئے جائیں۔ ایسے لوگ خواہ فقیر مسکین نہ ہوں ان کی خدمت کا معاوضہ بہرحال صدقات و زکوٰۃ ہی کی مد سے دیا جائے گا۔ پس عاملین کو جو کچھ دیا جاتا ہے وہ ان کی دینی خدمت کا صلہ اور انعام ہے نہ کہ بطور صدقہ اور زکوٰۃ۔

## چوتھا مصرف-مولفۃ القلوب

پھر مؤلفۃ القلوب کو مستحق زکوٰۃ وصدقات بتلایا گیا۔ تالیف قلب کے معنیٰ ہیں دل موہنا اس سے مراد ایسے نومسلم ہیں جنہوں نے اسلام تو قبول کر لیا مگر ہنوز ان کا اسلام کمزور ہے اور وہ غریب و نادار ہیں اندیشہ ہے کہ پھسل نہ جائیں۔ اس لئے ان کو صدقات و زکوٰۃ کی مد سے دیا جائے گا۔ تاکہ اسلام پر ثابت قدم رہیں اور مالی امداد سے توقع یہ ہو کہ انہیں اسلام سے مزید محبت پیدا ہو جاوے گی۔ جمہور علماء کا قول ہے کہ یہ حکم رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے زمانہ کے لئے مخصوص تھا اور حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی وفات کے بعد یہ مد نہیں رہی۔ امام قرطبیؒ نے اپنی تفسیر میں لکھا ہے کہ حضرت صدیق اکبرؓ کے عہد خلافت میں صحابہ کا اس پر اجماع ہو گیا کہ اب زکوٰۃ اور صدقات میں مولفۃ القلوب کا حصہ ختم ہو گیا۔ البتہ مولفۃ القلوب میں جو لوگ حاجت مند اور غریب ہوں تو فقراء میں ہونے کی وجہ سے اب بھی ان کو زکوٰۃ دی جاسکتی ہے۔

## پانچواں مصرف: رقاب

پھر رقاب یعنی گردنوں کے چھڑانے کی مد میں زکوٰۃ وصدقات کی رقم خرچ کی جاسکتی ہے۔ گردن چھڑانے سے مراد یہ ہے کہ غلاموں کی آزادی میں زکوٰۃ کا مال صرف کیا جائے مثلاً کسی غلام کو اس کے آقا نے کہہ دیا ہو کہ تو اتنا روپیہ دے دے تو آزاد ہے۔ اس غلام کو زکوٰۃ دی جائے تاکہ وہ اپنے آقا کو دے کر آزاد ہو جائے۔ مگر شرط یہ ہے کہ وہ غلام یا باندی مسلمان ہوں۔ مگر اس وقت مسئلہ غلامی پوری دنیا سے تقریباً ختم ہو چکا ہے۔

## چھٹا مصرف: قرضدار

پھر غارمین یعنی قرضداروں کے قرض ادا کرنے میں زکوٰۃ و صدقات کی رقم خرچ کی جاسکتی ہے خواہ وہ قرض دار بجائے خود غنی و متمول ہو مثلاً جس کے پاس دس ہزار روپیہ موجود ہو اور گیارہ ہزار کا قرضدار ہے تو اس کو زکوٰۃ دینا درست ہے۔ دنیا میں اسلام ہی ایک ایسا مذہب ہے جس نے مقروضوں کے ساتھ عملی ہمدردی کا سبق دیا ہے اور اس گروہ کو بھی فقراء و مساکین ہی کی طرح حاجتمند سمجھا ہے مگر متعدد فقہاء کی رائے یہ ہے کہ جس شخص نے بداعمالیوں اور فضول خرچیوں میں اپنا مال اڑا کر اپنے آپ کو قرضداری میں مبتلا کیا ہو اس

کی مدد نہ کی جائے جب تک وہ توبہ نہ کرے۔ کیونکہ حدیث میں ہے کہ جس نے معصیت کے کاموں کیلئے قرض لیا ہو اس کو صدقات میں سے کچھ نہ دیا جائے۔

## ساتواں مصرف: فی سبیل اللہ

پھر فی سبیل اللہ کی مد میں زکوٰۃ کی رقم خرچ کی جاسکتی ہے۔ یہاں اکثر مفسرین نے فی سبیل اللہ سے مراد جہاد فی سبیل اللہ لیا ہے۔ یعنی بے سروسامان مجاہدین کی امداد میں ان کے سفر خرچ کے لئے ان کی سواری کے لئے۔ آلات واسلحہ اور سروسامان کی فراہمی کے لئے زکوٰۃ سے مدد دی جاسکتی ہے۔ خواہ وہ خود کھاتے پیتے لوگ ہوں اور اپنی ذاتی ضروریات کے لئے ان کو مدد کی ضرورت نہ ہو۔ بعض فقہاء یہ کہتے ہیں کہ فی سبیل اللہ سے دین کے طالب علم مراد ہیں جو خالص دین کی تعلیم میں مشغول ہوں اور ان کے پاس کوئی ذریعہ معاش نہ ہو تو ایسے حاجتمند طالب علموں کو زکوٰۃ دینا جائز ہے خالص دینی تعلیم کے لئے۔ خالص دینی تعلیم کی قید اس لئے لگائی گئی کہ جو خالص دنیوی تعلیم کا طالب ہو وہ تو ظاہر ہے کہ وہ کسی طرح بھی فی سبیل اللہ کا مصداق نہیں ہوسکتا۔ البتہ جو دینی و دنیوی مخلوط تعلیم کا طالب علم ہو وہ بھی صحیح طور پر فی سبیل اللہ کا مصداق نہیں۔۔ اور تمام فقہاء کا اجماع ہے کہ فاسق فاجر کو زکوٰۃ دینا جائز نہیں۔ (معارف القرآن از حضرت کاندھلویؒ۔ جلد پنجم)

## آٹھواں مصرف: مسافر

اخیر میں آٹھواں مصرف ابن السبیل فرمایا گیا یعنی مسافر خواہ اپنے گھر میں غنی ہو لیکن حالت سفر میں اگر وہ مدد کا محتاج ہو جائے تو اس کی زکوٰۃ کی مد سے مدد کی جاسکتی ہے۔ بعض مفسرین کے نزدیک ابن السبیل سے وہ حاجی مراد ہیں جن کے پاس سفر میں کچھ نہ رہا ہو۔ پس یہ آٹھ مصارف زکوٰۃ کے یہاں بیان کئے گئے۔ مصارف زکوٰۃ کی ان قسموں میں شرط یہ ہے کہ لینے والا مسلمان ہو اور ہاشمی و مطلبی سید نہ ہو۔ آیت میں اگرچہ یہ شرط مذکور نہیں مگر احادیث میں حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے تخصیص کردی ہے۔

زکوٰۃ کے ان آٹھوں مصارف کو بیان کرکے ارشاد ہوتا ہے کہ یہ حکم اللہ تعالیٰ کی طرف سے مقرر ہے۔ یعنی یہ حکم اللہ کا فرض کیا ہوا ہے۔ وہ اللہ جو علیم بھی ہے اور حکیم بھی ہے۔ یعنی بندوں کی مصلحتوں سے واقف ہے اور اپنے حکم میں حکمت والا ہے۔

اس سے یہ معلوم ہوا کہ مال داروں کے مال میں سے جو صدقہ نکالنے کا حکم دیا گیا تو یہ اغنیاء کا فقراء پر کوئی احسان نہیں بلکہ فقراء کا ایک حق ہے جس کی ادائیگی ان کے ذمہ لازم ہے۔ جیسا کہ سورۃ الذریات پارہ ۲۶ میں صاف حق ہونے کی تصریح فرمائی گئی ہے جہاں ارشاد ہے۔ وَالَّذِينَ فِي أَمْوَالِهِمْ حَقٌّ مَّعْلُومٌ لِّلسَّائِلِ وَالْمَحْرُومِ جس میں بتلا دیا کہ مالداروں کے مال میں اللہ تعالیٰ نے ایک معین مقدار کا حصہ فقراء کے لئے رکھدیا ہے جو ان فقراء کا حق ہے۔ پھر یہاں آیت میں فریضۃ من اللہ جو ارشاد فرمایا گیا اس سے یہ بھی معلوم ہوا کہ یہ حق اللہ تعالیٰ کے نزدیک متعین ہے۔ یہ نہیں کہ جس کا جی جب چاہے اس میں کمی بیشی کردے۔

## زکوٰۃ کی ادائیگی کی شرط

جمہور فقہاء اس پر متفق ہیں کہ زکوٰۃ کے معینہ آٹھ مصارف میں بھی زکوٰۃ کی ادائیگی کے لئے یہ شرط ہے کہ ان مصارف میں سے کسی مستحق کو مال زکوٰۃ پر مالکانہ قبضہ دیدیا جائے۔ بغیر مالکانہ قبضہ دیئے اگر کوئی مال انہی لوگوں کے فائدے کے لئے خرچ کردیا گیا تو زکوٰۃ ادا نہیں ہوگی۔ اسی وجہ سے ائمہ اربعہ اور جمہور فقہائے امت اس پر متفق ہیں کہ رقم زکوٰۃ کو مساجد یا مدارس یا شفاخانے کی تعمیر میں یا ان کی دوسری ضروریات میں صرف کرنا جائز نہیں۔ اگرچہ ان تمام چیزوں سے فائدہ ان فقراء اور دوسرے حضرات کو پہنچتا ہے جو مصرف زکوٰۃ نہیں۔ مگر ان کا مالکانہ قبضہ ان چیزوں پر نہ ہونے کے سبب زکوٰۃ

اس سے ادا نہیں ہوتی۔ البتہ یتیم خانوں میں اگر یتیموں کا کھانا کپڑا وغیرہ مالکانہ حیثیت سے دیا جاتا ہے تو صرف اس خرچ کی حد تک رقم زکوٰۃ صرف ہوسکتی ہے اسی طرح شفاخانوں میں جو دوا حاجتمند غرباء کو مالکانہ حیثیت سے دے دی جائے اس کی قیمت رقم زکوٰۃ میں سے ادا ہوسکتی ہے۔ اسی طرح فقہائے امت کی تصریحات ہیں کہ لاوارث میت کا کفن رقم زکوٰۃ سے نہیں لگایا جاسکتا کیونکہ میت میں مالک ہونے کی صلاحیت نہیں۔ ہاں یہ ہوسکتا ہے کہ رقم زکوٰۃ کسی غریب مستحق کو دے دی جائے اور وہ اپنی خوشی سے اس رقم کو لاوارث میت کے کفن پر خرچ کردے۔ اسی طرح اگر میت کے ذمہ قرض ہے تو اس قرض کو رقم زکوٰۃ سے براہ راست ادا نہیں کیا جاسکتا۔ ہاں اس کے وارث غریب جو مستحق زکوٰۃ ہوں تو ان کو مالکانہ طور سے دیا جاسکتا ہے اور وہ اس رقم کے مالک ہوکر اپنی رضامندی کے ساتھ اس رقم سے میت کا قرض ادا کرسکتے ہیں۔ اسی طرح رفاہ عام کے سب کام جیسے کنواں یا پل یا سڑک وغیرہ کی تعمیر اگرچہ ان کا فائدہ مستحقین زکوٰۃ کو بھی پہنچتا ہے مگر ان کا مالکانہ قبضہ نہ ہونے کے سبب اس سے زکوٰۃ کی ادائیگی نہیں ہوتی۔ ان مسائل میں چاروں ائمہ مجتہدین حضرت امام ابوحنیفہؒ، امام شافعیؒ، امام مالکؒ، امام احمد بن حنبلؒ اور جمہور فقہائے امت متفق ہیں۔ (معارف القرآن از حضرت مفتی صاحبؒ جلد چہارم)

## دعا کیجئے

**یَا اللّٰہُ** جو غرباء، فقراء و مساکین کے آپ نے حقوق مقرر فرمائے ہیں ہمیں ان کو پورا کرنے کی توفیق مرحمت فرما۔ فریضہ زکوٰۃ بھی آپ نے مثل نماز کے ہم پر فرض فرمایا ہے یا اللہ اس فریضہ کے جو مستحقین آپ نے بیان فرمائے ہیں اور ان کے جو حقوق ہمارے اموال میں آپ نے متعین فرمائے ہیں ان حقوق کو کما حقہ ہمیں ادا کرنے کی توفیق عطا فرما۔ یا اللہ غربا، فقراء محتاج و مساکین کے امداد و اعانت کا جذبہ ہم کو عطا فرما اور ہمارے دلوں میں ان کی ہمدردی فی سبیل اللہ اور لوجہ اللہ عطا فرما۔ آمین

**یَا اللّٰہُ** آخری سانس تک جتنے گناہ ہوچکے ہوں گے سب بخش دیجئے۔ اول بھی، آخر کے بھی، بھولے سے کئے یا جان بوجھ کے کئے، خطا ہوگئی، قلیل و کثیر۔ صغیرہ و کبیرہ، باریک اور موٹے، پرانے اور نئے، پوشیدہ و ظاہر الٰہ العالمین! ان سب گناہوں کو بخش دیجئے۔

وَاٰخِرُ دَعْوٰنَا اَنِ الْحَمْدُ لِلّٰہِ رَبِّ الْعٰلَمِیْنَ

وَمِنْهُمُ الَّذِيْنَ يُؤْذُوْنَ النَّبِيَّ وَيَقُوْلُوْنَ هُوَ اُذُنٌ ؕ قُلْ اُذُنُ خَيْرٍ لَّكُمْ يُؤْمِنُ بِاللّٰهِ

اوران میں سے بعضے ایسے ہیں کہ نبی کو ایذائیں پہنچاتے ہیں اور کہتے ہیں کہ آپ ہر بات کان دیکر سن لیتے ہیں آپ فرمادیجئے کہ وہ نبی کان دے کر

وَيُؤْمِنُ لِلْمُؤْمِنِيْنَ وَرَحْمَةٌ لِّلَّذِيْنَ اٰمَنُوْا مِنْكُمْ ؕ وَالَّذِيْنَ يُؤْذُوْنَ رَسُوْلَ اللّٰهِ لَهُمْ

تو وہی بات سنتے ہیں جو تمہارے حق میں خیر ہے کہ وہ اللہ پر ایمان لاتے ہیں اور مومنین کا یقین کرتے ہیں اور آپ اُن لوگوں کے حال پر مہربانی فرماتے ہیں

عَذَابٌ اَلِيْمٌ ﴿۶۱﴾ يَحْلِفُوْنَ بِاللّٰهِ لَكُمْ لِيُرْضُوْكُمْ ۚ وَاللّٰهُ وَرَسُوْلُهٗٓ اَحَقُّ اَنْ

جو تم میں ایمان کا اظہار کرتے ہیں اور جولوگ رسول اللہ کو ایذائیں پہنچاتے ہیں ان لوگوں کے لئے دردناک سزا ہوگی۔ یہ لوگ تمہارے سامنے اللہ کی

يُّرْضُوْهُ اِنْ كَانُوْا مُؤْمِنِيْنَ ﴿۶۲﴾ اَلَمْ يَعْلَمُوْٓا اَنَّهٗ مَنْ يُّحَادِدِ اللّٰهَ وَرَسُوْلَهٗ فَاَنَّ

قسمیں کھاتے ہیں تاکہ تم کو راضی کرلیں حالانکہ اللہ اور اس کا رسول زیادہ حق رکھتے ہیں کہ اگر یہ لوگ سچے مسلمان ہیں تو اس کو راضی کریں۔ کیا انکو خبر نہیں

لَهٗ نَارَ جَهَنَّمَ خَالِدًا فِيْهَا ؕ ذٰلِكَ الْخِزْيُ الْعَظِيْمُ ﴿۶۳﴾

کہ جو شخص اللہ کی اور اس کے رسول کی مخالفت کرے گا تو یہ بات ٹھہر چکی ہے کہ ایسے شخص کو دوزخ کی آگ اس طور پر نصیب ہوگی کہ وہ اس میں ہمیشہ رہے گا یہ بڑی رسوائی ہے

| | | | | | | | |
|---|---|---|---|---|---|---|---|
| وَمِنْهُمْ اوران میں سے | الَّذِيْنَ جولوگ | يُؤْذُوْنَ ایذادیتے (ستاتے) ہیں | النَّبِيَّ نبی | وَيَقُوْلُوْنَ اور کہتے ہیں | هُوَ وہ | اُذُنٌ کان | قُلْ آپ کہدیں |
| اُذُنُ کان | خَيْرٍ بھلائی | لَّكُمْ تمہارے لئے | يُؤْمِنُ وہ ایمان لاتے ہیں | بِاللّٰهِ اللہ پر | وَيُؤْمِنُ اور یقین رکھتے ہیں | لِلْمُؤْمِنِيْنَ مومنوں پر | |
| وَرَحْمَةٌ اوررحمت | لِلَّذِيْنَ ان لوگوں کیلئے جو | اٰمَنُوْا ایمان لائے | مِنْكُمْ تم میں | وَالَّذِيْنَ اور جولوگ | يُؤْذُوْنَ ستاتے ہیں | رَسُوْلَ اللّٰهِ اللہ کا رسول | |
| لَهُمْ انکے لئے | عَذَابٌ عذاب | اَلِيْمٌ دردناک | يَحْلِفُوْنَ وہ قسمیں کھاتے ہیں | بِاللّٰهِ اللہ کی | لَكُمْ تمہارے لئے | لِيُرْضُوْكُمْ تاکہ تمہیں خوش کریں | |
| وَاللّٰهُ اور اللہ | وَرَسُوْلُهٗ اور اسکا رسول | اَحَقُّ زیادہ حق | اَنْ کہ | يُّرْضُوْهُ وہ انکو خوش کریں | اِنْ اگر | كَانُوْا مُؤْمِنِيْنَ وہ ایمان والے ہیں | |
| اَلَمْ يَعْلَمُوْٓا کیا وہ نہیں جانتے | اَنَّهٗ کہ وہ | مَنْ جو | يُّحَادِدِ مقابلہ کریگا | اللّٰهَ اللہ | وَرَسُوْلَهٗ اور اسکا رسول | فَاَنَّ تو بیشک | لَهٗ اس کیلئے |
| نَارَ جَهَنَّمَ دوزخ کی آگ | خَالِدًا ہمیشہ رہیں گے | فِيْهَا اس میں | ذٰلِكَ یہ | الْخِزْيُ رسوائی | الْعَظِيْمُ بڑی | | |

## منافقین کی خباثتیں

منافقین کی حرکات شنیعہ اور ان کی جہالتوں اور خباثتوں کا ذکر گذشتہ آیات میں ہوتا چلا آرہا ہے۔ درمیان میں صدقات واجبہ کا ذکر آ گیا تھا۔ اب آگے پھر انہی منافقین کی خباثتوں کو بیان کیا گیا ہے۔ اور حق جل شانہٗ نے ان آیات میں منافقین کی جن حرکات بد کا ذکر کیا ہے ان میں سے اول تو یہ ہے کہ یہ منافقین ادب سے بالکل بے بہرہ ہیں۔ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی شان میں خلاف ادب اور تحقیر آمیز الفاظ زبان سے نکالتے ہیں۔ دوم یہ کہ یہ لوگ اپنی مجلسوں میں دین اسلام اور آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ استہزاء اور تمسخر کرتے ہیں۔ سوم یہ کہ جب اللہ تعالیٰ بذریعہ وحی آپ کو ان کے استہزا اور تمسخر سے آگاہ کردیتا ہے اور آپ ان سے باز پرس کرتے تو وہ اس کی بے سروپا تاویلیں کرتے۔

چنانچہ منافقین آپس میں بیٹھ کر اسلام اور پیغمبر اسلام علیہ الصلوٰۃ والسلام کے متعلق بدگوئی کرتے۔ جب ان میں سے کوئی کہتا کہ ہماری یہ

باتیں اگر پیغمبر علیہ الصلوٰۃ والسلام تک پہنچ گئیں تو ہماری خبر لی جائے گی تو دوسرے منافقین کہتے کہ کچھ پروانہ کرو۔ ہم جھوٹی تاویلیں کر کے اپنی برأت کا آپ کو یقین دلاویں گے کیونکہ وہ تو کان ہی کان ہیں جو سنتے ہیں فوراً تسلیم کر لیتے ہیں۔ ان کو باتوں میں لے آنا کچھ مشکل نہیں حالانکہ منافقین کی چالاکیوں پر آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی خاموشی مروت اور حسن اخلاق کی وجہ سے تھی۔ آپ اپنے حیاءٗ وقار اور کریم النفسی سے جھوٹے کا جھوٹ پہچانتے تب بھی پکڑ نہ فرماتے۔ خلق عظیم کی بناء پر حضور تغافل اور مسامحت برتتے اور وہ بے وقوف جانتے کہ آپ نے سمجھا ہی نہیں۔

حق تعالیٰ نے اس کا جواب ان آیات میں دیا اور بتلایا کہ اہل نفاق رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو ایذا دیتے ہیں آپ کی غیبت کرتے ہیں اور پھر کہتے ہیں کہ آپ کے تو فقط کان ہیں جو کچھ کہد وسن لیتے ہیں اللہ تعالیٰ نے اس کے رد میں فرمایا کہ ہاں وہ کان ضرور ہیں مگر تمہارے حق میں جو بات خیر کی ہے اسی کو وہ کان دھر کر سنتے ہیں۔ وہ شر اور فساد پیدا کرنے والی باتوں کو نہیں سنتے۔ بلکہ بھلائی کی باتوں کو سنتے ہیں۔ اللہ پر ان کا ایمان ہے اور اہل ایمان کی باتوں کو سچ جانتے ہیں یعنی منافقوں کے قول کو جھوٹ سمجھتے ہیں لیکن دانستہ چشم پوشی کرتے ہیں منافقین کے نفاق سے ناواقف نہیں ہیں اور تم میں سے جو لوگ کامل الایمان اور صادق الاسلام ہو جاتے ہیں ان کے لئے رحمت مجسم ہیں۔ غرض کہ تمہاری ذات سے ان کو دشمنی نہیں بلکہ تمہارے نفاق و کفر سے ہے۔ وہ چاہتے ہیں کہ تمہارا نفاق جاتا رہے اور تم سچے مسلمان ہو جاؤ۔ باقی منافقین کی حرکت شنیعہ خدا سے پوشیدہ نہیں۔ رسول کی پیٹھ پیچھے جو بدگوئی کرتے ہیں اور اس طرح آپ کو ایذا پہنچاتے ہیں اس پر سخت سزا کے منتظر رہیں۔

## منافقین کی کج فہمی

منافقین کی اگر کسی وقت دغا بازی پکڑی جاتی تو مسلمانوں کے روبرو قسمیں کھاتے کہ ہمارے دل میں بری نیت نہ تھی تاکہ ان کو راضی کر کے اپنی طرف کر لیں اور ان منافقین نے یہ نہ سمجھا کہ دغا بازی خدا اور رسول کے ساتھ نہیں چل سکتی۔ اگر دعوئے ایمان میں واقعی سچے ہیں تو دوسروں کو چھوڑ کر خدا اور رسول کو راضی کرنے کی فکر کریں۔ مومنین کی رضا جوئی پر اللہ اور رسول کی رضا جوئی کہیں مقدم ہے۔ یہ منافقین اتنی سی بات بھی اب تک نہ سمجھے کہ جو شخص اللہ اور اس کے رسول کی مخالفت کرے گا تو یہ بات طے ہو چکی ہے کہ اس کے لئے دوزخ کی آگ اس طرح ہوگی کہ وہ اس میں ہمیشہ جلے گا اور یہ بہت بڑی رسوائی ہے۔

## حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی ایذارسانی سے پرہیز کرو

یہاں منافقین کو یہ سمجھایا گیا کہ تم کو چاہئے کہ اللہ کے رسولؐ کی ایذارسانی سے پرہیز کرو نہ آپ کے تقسیم صدقات پر اعتراض کرو' نہ آپ کی شان میں گستاخی کرو' بلکہ آپ کو راضی رکھنے کی فکر کرو۔

## گناہوں سے حضور صلی اللہ علیہ وسلم کو تکلیف پہنچتی ہے

اب یہاں اگرچہ ذکر منافقین مدینہ کا ہے جو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو آپ کی زندگی میں اپنے اقوال وافعال سے ایذا پہنچاتے تھے جس پر ان کو عذاب الیم' نار جہنم اور خزی العظیم کی وعید اور سزا سنائی گئی۔ تو زندگی میں حضور صلی اللہ علیہ وسلم کو جو آزار اور تکلیف کفار مشرکین اور منافقین نے پہنچائی وہ تو اپنی جگہ تھی ہی مگر یہاں یہ خیال آ کر کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے امتی ہونے کا دعویٰ رکھ کر اور حضور صلی اللہ علیہ وسلم کا کلمہ پڑھ کر جو اب حضور صلی اللہ علیہ وسلم کو اپنی قبر مبارک میں بے چین کرتے ہیں جو ایک طرح سے حضور صلی اللہ علیہ وسلم کو آزار ہی پہنچانا ہے تو یہ امر کیا لائق مذمت اور باعث صد ہزار افسوس نہیں۔

"کوئی بھی معصیت ایسی نہ ہوگی جس سے کسی نہ کسی کو تکلیف نہ ہو۔ ایسا کوئی امر نہ نکلے گا جو کسی نہ کسی کے لئے سبب آزار نہ ہو۔ شاید

آپ سوچتے ہوں گے کہ ہمارے گناہوں سے کس کو آزار پہنچتا ہے؟ تو آپ ایک حکایت سے اس کا اندازہ کر لیجئے مرزا بیدل شاعر کی حکایت ہے کہ ان کے اشعار تصوف کا رنگ لئے ہوتے تھے۔ کسی ایرانی نے ان کے اشعار کو دیکھ کر بہت پسند کیا اور ان کو بزرگ سمجھ کر ان کے پاس آیا۔ جب ان کے پاس پہنچا تو یہ شاعر صاحب حجام سے داڑھی منڈا رہے تھے۔ اس کو یہ دیکھ کر غصہ آ گیا اور جھلا کر اس نے پوچھا آغا ریش می خراشی۔ شاعر نے جواب دیا آرے ریش میتراشم ولے دلے کسے نمی خراشم۔ وہ ایرانی بیچارہ مخلص تھا۔ اس نے آزادانہ جواب دیا آرے دل رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم میتراشی۔ شاعر نے تصوف مزعوم کے اعتبار سے جواب دیا تھا کہ دل کسے نمی خراشم۔ ایرانی نے جواب دیا کہ ظالم تو تو سب سے بڑے دل کو چھیل رہا ہے اور دعویٰ کرتا ہے کہ دل کسے نمی خراشم بلے دل رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم می خراشی۔ تم یہ داڑھی پر استرہ نہیں پھرا رہے ہو بلکہ حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم کے دل پر چھری چلا رہے ہو۔ حضور کی خدمت میں جب اعمال پیش ہوتے ہیں اور آپ کو معلوم ہوتا ہے کہ میری امت کا ایک شخص یہ حرکت کرتا ہے تو کیا اس سے آپ کا دل نہیں دکھتا اور کیا آپؐ کا دل دکھانا چھوٹی بات ہے۔ آپ کا قلب تو سید القلوب ہے۔ جب تم سید القلوب کو تکلیف دیتے ہو پھر یہ دعویٰ کیسے کرتے ہو کہ ہم کسی کا دل نہیں دکھاتے ہیں۔ ارے تم در پے آزار تو ہو گئے۔ یہ سن کر مرزا بیدل شاعر کی آنکھ کھلی اور چیخ مار کر بیہوش ہو گیا۔ ہوش میں آیا تو توبہ کی اور بزبان حال یا قال یہ کہتا تھا۔

جزاک اللہ کہ چشمم باز کر دی

مرا با جان جاں ہمراز کر دی

یعنی میں تو اندھا تھا۔ میری کبھی ادھر نظر ہی نہیں گئی کہ مجھ سے اتنے بڑے قلب کو ایذا ہو رہی ہے یہاں تک تو میرے ذہن کی رسائی ہی نہیں ہوئی۔ تو نے میری آنکھیں کھول دیں۔ خدا تجھ کو اس کی جزا دے۔ اب اس حکایت سے سمجھ لیجئے کہ جب آپ سے کوئی امر غیر مشروع سرزد ہو گا حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم کو اس سے آزار ہو گا یا نہیں؟" (وعظ آداب التبلیغ)

## دعا کیجئے

ہم کو اپنے رسول پاک صلی اللہ علیہ وسلم کی سچی محبت وعظمت نصیب فرما اور آپ کی محبت وعظمت کے ساتھ آپ کا اتباع ظاہراً و باطناً نصیب فرما۔ آمین۔

## کلماتِ استغفار

یا اللہ! کل حساب کے وقت مجھ سے حساب نہ لینا بلا حساب جن بندوں کو آپ جنت میں بھیجیں گے مجھے بھی معاف فرما کر ان کے ساتھ کر دینا۔

وَاٰخِرُ دَعْوٰنَا اَنِ الْحَمْدُ لِلّٰهِ رَبِّ الْعٰلَمِيْنَ

يَحْذَرُ الْمُنٰفِقُوْنَ اَنْ تُنَزَّلَ عَلَيْهِمْ سُوْرَةٌ تُنَبِّئُهُمْ بِمَا فِيْ قُلُوْبِهِمْ ؕ قُلِ

منافق لوگ اس سے اندیشہ کرتے ہیں کہ مسلمانوں پر کوئی ایسی سورت نازل نہ ہو جاوے جو انکو ان منافقین کے مافی الضمیر پر اطلاع دیدے آپ فرما دیجئے

اسْتَهْزِءُوْا ۚ اِنَّ اللّٰهَ مُخْرِجٌ مَّا تَحْذَرُوْنَ ﴿۶۴﴾ وَلَئِنْ سَاَلْتَهُمْ لَيَقُوْلُنَّ اِنَّمَا كُنَّا نَخُوْضُ

کہ اچھا تم استہزاء کرتے رہو بیشک اللہ تعالیٰ اس چیز کو ظاہر کر کے رہے گا جس سے تم اندیشہ کرتے تھے۔ اور اگر آپ ان سے پوچھئے تو کہہ دیں گے کہ

وَنَلْعَبُ ؕ قُلْ اَبِاللّٰهِ وَاٰيٰتِهٖ وَرَسُوْلِهٖ كُنْتُمْ تَسْتَهْزِءُوْنَ ﴿۶۵﴾ لَا تَعْتَذِرُوْا قَدْ كَفَرْتُمْ بَعْدَ

ہم تو محض مشغلہ اور خوش طبعی کر رہے تھے آپ کہہ دیجئے گا کہ کیا اللہ کے ساتھ اور اُسکی آیتوں کیساتھ اور اسکے رسول کیساتھ تم ہنسی کرتے تھے۔ تم اب

اِيْمَانِكُمْ ؕ اِنْ نَّعْفُ عَنْ طَآئِفَةٍ مِّنْكُمْ نُعَذِّبْ طَآئِفَةً ۢ بِاَنَّهُمْ كَانُوْا مُجْرِمِيْنَ ﴿۶۶﴾

عذر مت کرو۔ تم تو اپنے کو مومن کہہ کر کفر کرنے لگے اگر ہم تم میں سے بعض کو چھوڑ بھی دیں تا ہم بعض کو تو سزا دیں گے بسبب اس کے کہ وہ مجرم تھے۔

| | | | | | | |
|---|---|---|---|---|---|---|
| يَحْذَرُ ڈرتے ہیں | الْمُنٰفِقُوْنَ منافق (جمع) | اَنْ تُنَزَّلَ کہ نازل ہو | عَلَيْهِمْ ان (مسلمانوں) پر | سُوْرَةٌ کوئی سورة | تُنَبِّئُهُمْ انہیں جتادے | |
| بِمَا وہ جو | فِيْ میں | قُلُوْبِهِمْ انکے دل (جمع) | قُلِ آپ کہدیں | اسْتَهْزِءُوْا ٹھٹھے کرتے رہو | اِنَّ اللّٰهَ بیشک اللہ | مُخْرِجٌ کھولنے والا |
| مَا تَحْذَرُوْنَ جس سے تم ڈرتے ہو | وَلَئِنْ اور اگر | سَاَلْتَهُمْ تم اُن سے پوچھو | لَيَقُوْلُنَّ تو وہ ضرور کہیں گے | اِنَّمَا کچھ نہیں (صرف) | كُنَّا ہم تھے | |
| نَخُوْضُ دل لگی کرتے | وَنَلْعَبُ اور کھیل کرتے | قُلْ آپ کہدیں | اَبِاللّٰهِ کیا اللہ کے | وَاٰيٰتِهٖ اور اسکی آیات | وَرَسُوْلِهٖ اور اسکا رسول | |
| كُنْتُمْ تم تھے | تَسْتَهْزِءُوْنَ ہنسی کرتے | لَا تَعْتَذِرُوْا نہ بناؤ بہانے | قَدْ كَفَرْتُمْ تم کافر ہوگئے ہو | بَعْدَ بعد | اِيْمَانِكُمْ تمہارا (اپنا) ایمان | اِنْ اگر |
| نَعْفُ ہم معاف کردیں | عَنْ سے (کو) | طَآئِفَةٍ ایک گروہ | مِنْكُمْ تم میں سے | نُعَذِّبْ ہم عذاب دیں | طَآئِفَةً ایک (دوسرا) گروہ | |
| بِاَنَّهُمْ اس لئے کہ وہ | كَانُوْا تھے | مُجْرِمِيْنَ مجرم (جمع) | | | | |

## منافقوں کے دلوں کا شک

منافقین اپنی مجلسوں میں اسلام اور پیغمبر اسلام علیہ الصلوٰۃ والسلام کی بدگوئی کرتے۔ مومنین صادقین پر آوازیں کستے۔ مہمات دین کا مذاق اڑاتے۔ پھر جب خیال آتا کہ ممکن ہے یہ باتیں حضورؐ تک پہنچ جائیں تو کہتے کیا مضائقہ ہے۔ وہ تو کان ہی کان ہیں۔ جو تاویل و تلبیس کر دیں گے سن کر اسی کو قبول کر لیں گے۔ مگر چونکہ بسا اوقات وحی الٰہی کے ذریعہ سے ان کے نفاق اور بد باطنی کی قلعی کھلتی رہتی تھی اس لئے یہ ڈر بھی لگا رہتا تھا کہ کوئی سورت قرآن میں ایسی نازل نہ ہو جائے جو ہماری پوشیدہ باتوں اور خفیہ نیتوں کا پردہ فاش کر دے۔ اصل یہ ہے کہ منافقین کا قلب کسی ایک طرف قائم نہ ہوتا تھا۔ ان کے دل ہمیشہ شک وشبہ میں رہتے تھے۔ کبھی آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی شان مروت وچشم پوشی وکریم النفسی کو دیکھ کر اپنے دلوں کو تسلی دے لیتے مگر پھر قرآن کی صاف گوئی سے ڈرتے۔ اسی لئے ان منافقین کے متعلق حق تعالیٰ نے ان آیات میں فرمایا کہ اچھا تم ٹھٹھے کرتے رہو اور مسلمانوں اور اسلام کے ساتھ استہزاء اور تمسخر کا عمل جاری رکھو اور پیغمبرؐ کی نسبت یہ کہہ کر تسلی کر لو کہ وہ تو سب کچھ سن لیتے ہیں لیکن خدا اس چیز کو ضرور کھول کر رہے گا جس کا تم کو ڈر لگا ہوا ہے۔ وہ تمہارے مکر و فریب کا تار تار بکھیر کر رکھ دے گا۔

## خوش وقتی کے رنگ میں منافقت کا اظہار

غزوۂ تبوک میں جاتے ہوئے بعض منافقین نے ازراہ تمسخر و طعن کہا کہ محمد صلی اللہ علیہ وسلم کو دیکھو کہ شام کے محلات اور روم کے شہروں کو فتح کر لینے کے خواب دیکھتے ہیں۔انہوں نے رومیوں کی جنگ کو عربوں کی باہمی جنگ پر قیاس کر رکھا ہے ہمیں یقین ہے کہ رومیوں سے جنگ میں یہ مسلمان رسیوں سے بندھے ہوئے کھڑے ہوں گے۔یہ کیا روم کی باقاعدہ فوجوں سے جنگ کریں گے۔اس طرح کی خرافات اور مقولے مسلمانوں کو روم سے مرعوب اور ہیبت زدہ کرنے اور شکستہ خاطر بنانے کے لئے کہہ رہے تھے۔ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں یہ بات پہنچی اور ان کی باتیں نقل ہوئیں۔آپ نے بلا کر باز پرس کی تو کہنے لگے کہ حضرت ہم کہیں سچ مچ ایسا اعتقاد تھوڑا ہی رکھتے ہیں۔محض خوش وقتی اور دل لگی کے طور پر کچھ کہہ رہے تھے اس پر حق تعالیٰ تنبیہ فرماتے ہیں کہ کیا دل لگی اور خوش وقتی کا موقع محل یہ ہے کہ اللہ، رسول اور ان کے احکام کے ساتھ تمسخر اور استہزاء کیا جائے۔خدا اور رسول کا استہزاء اور احکام الٰہیہ کا مذاق اڑانا تو وہ چیز ہے کہ اگر محض زبان سے دل لگی کے طور پر بھی کیا جائے وہ بھی کفر عظیم ہے چہ جائیکہ منافقین کی طرح ازراہ شرارت و بد باطنی سے ایسی حرکت سرزد ہو آگے بتلایا گیا یہ جھوٹے عذر تراشنے اور حیلے حوالہ کرنے سے کچھ فائدہ نہیں جن کو نفاق اور استہزاء کی سزا ملنی ہے وہ مل کر رہے گی ہاں جواب بھی صدق دل سے توبہ کر کے اپنے جرائم سے باز آجائیں گے انہیں خدا معاف کر دے گا۔

### ایک اہم تنبیہ

ان آیات سے فقہاء نے یہ مسئلہ مستنبط کیا ہے کہ کلمۂ کفر خواہ ارادہ اور سنجیدگی سے ادا کیا جائے خواہ محض ایک لطیفہ اور خوش طبعی کے طور پر۔ حکم شرعی کے اعتبار سے دونوں برابر ہیں۔اس لئے کہ قرآن نے منافقین کے عذر لہو لعب کو بالکل مسترد کر دیا اور حکم کفران پر باقی رکھا۔ ہاں حالت جبر واکراہ کا حکم اس سے الگ ہے۔فقہاء نے یہ بھی لکھا ہے کہ حکم شرعی کے اعتبار سے استہزاء کی یہ تینوں قسمیں، یعنی استہزاء باللہ، استہزاء بآیات اللہ اور استہزاء برسول اللہ سب برابر ہیں اور سب کفر ہیں۔

## دعا کیجئے

دین کی عظمت ہمارے دلوں میں اتار دے اور ہم دین کو ہر معاملہ میں مقدم رکھیں۔اور دین کی خدمت اور دین کے لئے مر مٹنے کی ہمت وعزم عطا فرما دے۔یا اللہ جو لوگ اس وقت اسلام کا لیبل لگا کر اسلامی احکام کے ساتھ تمسخر اور استہزاء کرتے ہیں وہ درحقیقت منافقانہ خصلت رکھنے والے ہیں اور دین اسلام کے لئے مار آستین بنے ہوئے ہیں۔

یا اللہ ایسے درپردہ دشمنان اسلام سے اس ملک اور قوم کو پاک فرما دے اور ان کی شرارتوں سے اہل اسلام کو محفوظ فرما دے۔ آمین۔

استغفر اللہ الذی لآ الٰہ الا ھو الحی القیوم واتوب الیہ کہتا ہوں اور میری دعا یہ ہے کہ ہر آن ہر حرکت وسکون پر ابد لآ باد تک میرے نامۂ اعمال میں لکھے جانے کا حکم دیدیں کہ ہر وقت میری معافی ہوتی رہے اور میرے نامۂ اعمال میں اتنے استغفار کثرت سے ہو جائیں تا کہ اس دن مجھے خوشی حاصل ہو۔

وَاٰخِرُ دَعْوٰنَا اَنِ الْحَمْدُ لِلّٰهِ رَبِّ الْعٰلَمِيْنَ

اَلْمُنٰفِقُوْنَ وَ الْمُنٰفِقٰتُ بَعْضُهُمْ مِّنْۢ بَعْضٍ ۘ يَاْمُرُوْنَ بِالْمُنْكَرِ وَ يَنْهَوْنَ

منافق مرد اور منافق عورتیں سب ایک طرح کے ہیں کہ بُری بات کی تعلیم دیتے ہیں اور اچھی بات سے منع کرتے ہیں

عَنِ الْمَعْرُوْفِ وَ يَقْبِضُوْنَ اَيْدِيَهُمْ ؕ نَسُوا اللّٰهَ فَنَسِيَهُمْ ؕ اِنَّ الْمُنٰفِقِيْنَ هُمُ

اور اپنے ہاتھوں کو بند رکھتے ہیں انہوں نے خدا کا خیال نہ کیا پس خدا نے ان کا خیال نہ کیا۔ بلا شبہ یہ منافق بڑے ہی سرکش ہیں۔

الْفٰسِقُوْنَ ﴿۶۷﴾ وَعَدَ اللّٰهُ الْمُنٰفِقِيْنَ وَ الْمُنٰفِقٰتِ وَ الْكُفَّارَ نَارَ جَهَنَّمَ خٰلِدِيْنَ فِيْهَا ؕ هِيَ

اللہ تعالیٰ نے منافق مَردوں اور منافق عورتوں اور کفر کرنے والوں سے دوزخ کی آگ کا عہد کر رکھا ہے جس میں وہ ہمیشہ رہیں گے۔ وہ اُن کیلئے کافی ہے

حَسْبُهُمْ ۚ وَ لَعَنَهُمُ اللّٰهُ ۚ وَ لَهُمْ عَذَابٌ مُّقِيْمٌ ﴿۶۸﴾

اور اللہ تعالیٰ ان کو اپنی رحمت سے دور کر دے گا اور ان کو دائمی عذاب ہوگا

| | | | | | | | |
|---|---|---|---|---|---|---|---|
| اَلْمُنٰفِقُوْنَ منافق مرد (جمع) | وَ الْمُنٰفِقٰتُ اور منافق عورتیں | بَعْضُهُمْ ان میں سے بعض | مِنْ سے | بَعْضٍ بعض کے | يَاْمُرُوْنَ وہ حکم دیتے ہیں | | |
| بِالْمُنْكَرِ بُرائی کا | وَ يَنْهَوْنَ اور منع کرتے ہیں | عَنِ سے | الْمَعْرُوْفِ نیکی | وَ يَقْبِضُوْنَ اور بند رکھتے ہیں | اَيْدِيَهُمْ اپنے ہاتھ | نَسُوا وہ بھول بیٹھے | |
| اللّٰهَ اللہ | فَنَسِيَهُمْ تو اس نے انہیں بھلا دیا | اِنَّ بیشک | الْمُنٰفِقِيْنَ منافق (جمع) | هُمُ وہ (ہی) | الْفٰسِقُوْنَ نافرمان (جمع) | وَعَدَ اللّٰهُ اللہ نے وعدہ دیا | |
| الْمُنٰفِقِيْنَ منافق مرد (جمع) | وَ الْمُنٰفِقٰتِ اور منافق عورتیں (جمع) | وَ الْكُفَّارَ اور کافر (جمع) | نَارَ جَهَنَّمَ جہنم کی آگ | خٰلِدِيْنَ ہمیشہ رہیں گے | | | |
| فِيْهَا اس میں | هِيَ وہی | حَسْبُهُمْ ان کیلئے کافی | وَ لَعَنَهُمُ ان پر لعنت کی | اللّٰهُ اللہ | وَ لَهُمْ اور ان کیلئے | عَذَابٌ عذاب | مُّقِيْمٌ ہمیشہ رہنے والا |

## منافقوں کی عام نشانیاں

یہاں منافقین کی عام نشانیاں اور مشترک خصائل بیان کئے گئے ہیں اور بتلایا گیا کہ یہ سب منافقین مرد ہوں یا عورتیں نفاق میں سب ایک دوسرے کے مشابہ ہیں۔ اسلام اور مسلمانوں کی عداوت میں سب متفق ہیں۔ یہ بد باطن منافق جن کے مرد و عورت زبانی اقرار و اظہار اسلام کے باوجود شب و روز اسی تگ و دو اور دوڑ دھوپ میں لگے رہتے ہیں کہ ہر قسم کے حیلے اور فریب کر کے لوگوں کو اچھی باتوں سے بیزار اور برے کاموں پر آمادہ کریں۔ یہ منافق مرد ہوں یا عورت سب اپنے دعوے میں جھوٹے ہیں سب کی حالت یکساں ہے سب کفر و شرک اور ان امور کے دل سے قائل ہیں جو عقل و شرع کی رو سے برے ہیں اور اچھی باتوں کے خود منکر بلکہ دوسروں کو بھی روکنے والے ہیں پھر یہ بھی ان سب کا مشترک خاصہ ہے کہ نیکی کے کام میں خرچ کرنے کے لئے ان کا ہاتھ کبھی نہیں کھلتا۔ امور خیر میں خرچ کرنے سے مٹھیاں بند کئے رہتے ہیں۔ غرض عقائد و اعمال اور اخلاق و عادات میں ان کی حالت مسلمانوں کے بالکل خلاف ہے۔ ظاہر میں کلمہ پڑھتے رہیں لیکن نہ ان کی زبان سے کسی کو بھلائی پہنچے نہ ان کے حال سے۔ خدا اور اس کے انتقام سے بالکل غافل ہو چکے گویا خدا کو بھول گئے۔ اس لئے خدا نے بھی ان کو اپنے فضل و کرم سے محروم کر دیا گویا خدا بھی ان کو بھول گیا۔ درحقیقت ان کا نفاق ہی ان کی سرتابی اور نافرمانی کی علت ہے۔ خدا نے ان کے لئے دوامی دوزخ مقرر کر دی اور ان کو اپنی رحمت سے محروم کر دیا اور یہ ایسی کافی سزا ہے جس کے بعد دوسری سزا کی ضرورت نہیں رہتی۔

اس جگہ نفاق کی زبردست تین علامتیں بیان کی گئی ہیں:

(۱) بری باتوں کا حکم دینا۔

(۲) اچھی باتوں سے روکنا۔

(۳) کارِ خیر میں خرچ کرنے سے کنجوسی کرنا۔

اور ان کی سزا بھی ظاہر فرما دی گئی یعنی منافق اور کفار ہمیشہ دوزخ میں رہیں گے۔ اور دائرہ رحمت میں کبھی داخل نہ ہوں گے۔

## گذشتہ رکوعات میں بیان کی گئی نشانیاں

(۱) جہاد کے موقعہ پر جھوٹی قسمیں کھا کر حیلہ بہانہ پیش کر کے اپنی جان بچالینا۔

(۲) اگر جہاد میں شریک ہوں تو مسلمانوں میں فتنہ انگیزی اور فتنہ پردازی کی فکر رکھنا۔

(۳) اگر مسلمانوں کو کوئی خوشی کی بات پیش آئے تو منافقین کو ناگوار و ناخوش ہونا۔ اور اگر مسلمانوں کو کوئی مصیبت یا ناخوشی کی بات پیش آجائے تو منافقین کا خوش ہونا۔

(۴) نمازوں میں کاہلی اور سستی سے شریک ہونا۔

(۵) اللہ کے راستہ میں مال خرچ کرنا پڑے تو ناگواری اور بے دلی سے مجبور ہو کر خرچ کرنا۔

(۶) اپنی دورخی پالیسی کی وجہ سے ہر وقت ڈرے اور سہمے رہنا اور اس تردد میں پڑے رہنا کہ فتح و نصرت کے جو وعدے مسلمانوں سے کئے گئے ہیں کہیں وہ پورے نہ ہو جائیں۔

(۷) مسلمانوں اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم پر نکتہ چینی کرنا۔

(۸) مال کے ایسے حریص و لالچی کہ ان کی خوشی و ناخوشی کا مدار صرف متاعِ دنیوی ہونا۔

(۹) خدا اور رسول کے ساتھ استہزاء اور جب تحقیق کی جائے تو مذاق اور تفریح کا بہانا بنا دینا۔

(۱۰) ان کا اصل رشتہ تعلق منافقوں کے ساتھ ہونا۔

(۱۱) امر بالمعروف کی بجائے بری باتوں کا حکم دینا اور بھلی باتوں سے روکنا۔

## دعا کیجئے

اپنی راہ میں ہم کو اپنا مال دل کھول کر خرچ کرنے کی توفیق عطا فرما۔ کفار و منافقین کے متعلق جو وعدۂ نارِ جہنم کا فرمایا گیا ہے آخرت میں آپ اس کو تو ضرور پورا فرمائیں گے۔ مگر دنیا میں بھی کفار و مشرکین پر اپنے عذاب کا کوڑا برسا دے۔ اے اللہ یہ کفار مشرکین جو ناپاک عزائم کے ساتھ اہل اسلام سے برسرپیکار ہیں ان کو شکست و ہزیمت اور قتل و قید کی سزا نصیب فرما دے۔ آمین۔

رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم روزانہ ستر بار استغفار فرماتے تھے میں نے بھی یہ عدد پورا کیا ہے' اے اللہ! حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے طفیل و واسطہ سے میری مغفرت فرما دے۔ آپ ہر چیز پر قادر ہیں۔

وَاٰخِرُ دَعْوٰنَا اَنِ الْحَمْدُ لِلّٰهِ رَبِّ الْعٰلَمِیْنَ

كَالَّذِيْنَ مِنْ قَبْلِكُمْ كَانُوْٓا اَشَدَّ مِنْكُمْ قُوَّةً وَّ اَكْثَرَ اَمْوَالًا وَّ اَوْلَادًا ؕ فَاسْتَمْتَعُوْا

اے منافقو تمہاری حالت ان لوگوں کی سی ہے جو تم سے پہلے ہو چکے ہیں جو شدت قوت میں اور کثرت اموال و اولاد میں تم سے بھی زیادہ تھے تو انہوں نے

بِخَلَاقِهِمْ فَاسْتَمْتَعْتُمْ بِخَلَاقِكُمْ كَمَا اسْتَمْتَعَ الَّذِيْنَ مِنْ قَبْلِكُمْ بِخَلَاقِهِمْ

اپنے حصے سے خوب فائدہ حاصل کیا سو تم نے بھی اپنے حصے سے خوب فائدہ حاصل کیا جیسا کہ تم سے پہلے لوگوں نے اپنے حصے سے فائدہ حاصل کیا تھا

وَخُضْتُمْ كَالَّذِيْ خَاضُوْا ؕ اُولٰٓئِكَ حَبِطَتْ اَعْمَالُهُمْ فِي الدُّنْيَا وَالْاٰخِرَةِ ۚ وَاُولٰٓئِكَ

اور تم بھی بُری باتوں میں ایسے ہی گھسے جیسا وہ لوگ گھسے تھے اور ان لوگوں کے اعمال دنیا و آخرت میں ضائع گئے اور وہ لوگ

هُمُ الْخٰسِرُوْنَ ﴿۶۹﴾ اَلَمْ يَاْتِهِمْ نَبَاُ الَّذِيْنَ مِنْ قَبْلِهِمْ قَوْمِ نُوْحٍ وَّ عَادٍ وَّ ثَمُوْدَ ۙ۬

بڑے نقصان میں ہیں کیا ان لوگوں کو ان کی خبر نہیں پہنچی جو ان سے پہلے ہوئے ہیں جیسے قوم نوح اور عاد اور ثمود

وَقَوْمِ اِبْرٰهِيْمَ وَاَصْحٰبِ مَدْيَنَ وَالْمُؤْتَفِكٰتِ ؕ اَتَتْهُمْ رُسُلُهُمْ بِالْبَيِّنٰتِ ۚ

اور قوم ابراہیم اور اہل مدین اور اُلٹی ہوئی بستیاں کہ ان کے پاس ان کے پیغمبر صاف نشانیاں لے کر آئے

فَمَا كَانَ اللّٰهُ لِيَظْلِمَهُمْ وَلٰكِنْ كَانُوْٓا اَنْفُسَهُمْ يَظْلِمُوْنَ ﴿۷۰﴾

سو اللہ تعالیٰ نے تو ان پر ظلم نہیں کیا لیکن وہ خود ہی اپنی جانوں پر ظلم کرتے تھے۔

كَالَّذِيْنَ جس طرح وہ لوگ جو | مِنْ قَبْلِكُمْ تم سے قبل | كَانُوْٓا وہ تھے | اَشَدَّ بہت زور والے | مِنْكُمْ تم سے | قُوَّةً قوت | وَّ اَكْثَرَ اور زیادہ | اَمْوَالًا مال میں

وَّ اَوْلَادًا اور اولاد | فَاسْتَمْتَعُوْا سو انہوں نے فائدہ اٹھایا | بِخَلَاقِهِمْ اپنے حصے سے | فَاسْتَمْتَعْتُمْ سو تم فائدہ اٹھالو | بِخَلَاقِكُمْ اپنے حصے سے

كَمَا جیسے | اسْتَمْتَعَ فائدہ اٹھایا | الَّذِيْنَ وہ لوگ جو | مِنْ قَبْلِكُمْ تم سے پہلے | بِخَلَاقِهِمْ اپنے حصے سے | وَخُضْتُمْ اور تم گھسے | كَالَّذِيْ جیسے وہ

خَاضُوْا گھسے | اُولٰٓئِكَ وہی لوگ | حَبِطَتْ اکارت گئے | اَعْمَالُهُمْ ان کے عمل (جمع) | فِي الدُّنْيَا دنیا میں | وَالْاٰخِرَةِ اور آخرت | وَاُولٰٓئِكَ اور وہی لوگ

هُمُ وہ | الْخٰسِرُوْنَ خسارہ اٹھانے والے | اَلَمْ يَاْتِهِمْ کیا ان تک نہ آئی | نَبَاُ خبر | الَّذِيْنَ وہ لوگ جو | مِنْ قَبْلِهِمْ ان سے پہلے | قَوْمِ نُوْحٍ قوم نوح

وَّعَادٍ اور عاد | وَّثَمُوْدَ اور ثمود | وَقَوْمِ اِبْرٰهِيْمَ اور قوم ابراہیمؑ | وَاَصْحٰبِ مَدْيَنَ اور مدین والے | وَالْمُؤْتَفِكٰتِ اور اُلٹی ہوئی بستیاں

اَتَتْهُمْ انکے پاس آئے | رُسُلُهُمْ انکے رسول (جمع) | بِالْبَيِّنٰتِ واضح احکام و دلائل کے ساتھ | فَمَا سو نہیں | كَانَ تھا | اللّٰهُ اللہ

لِيَظْلِمَهُمْ کہ وہ ان پر ظلم کرتا | وَلٰكِنْ لیکن | كَانُوْٓا وہ تھے | اَنْفُسَهُمْ اپنے اوپر | يَظْلِمُوْنَ ظلم کرتے

## قرآن کریم کا منفرد انداز

قرآن پاک کا طرز بیان عموماً اس طرح ہوتا ہے کہ اگر کسی کو نصیحت کرنی ہوتی ہے تو نرمی سے ان کو پہلے سمجھایا جاتا ہے جن امور کی تلقین و ہدایت کرنی ہوتی ہے ان کی خوبیاں بیان کی جاتی ہیں۔ اگر کچھ کج فہم اس پر بھی نہیں مانتے اور اپنے اقوال و اعمال کو اچھا خیال کرتے ہیں تو ان

37 کے کرتوت کی خرابیاں بیان کی جاتی ہیں تاکہ وہ اپنے افعال شنیعہ کی خرابیاں محسوس کر کے بداعمالی سے رک جائیں۔ اس کے بعد اگر پھر بھی وہ ضد پر قائم رہتے ہیں تو ان کے اعمال بد کا نتیجہ ظاہر کیا جاتا ہے اور ان قوموں کی حالت بیان کی جاتی ہے جن کے اعمال واقوال اور عقائد ان کی طرح تھے اور چونکہ ان کا نتیجہ خراب ہوا۔ لامحالہ ان کا نتیجہ بھی خراب ہوگا کیونکہ ان کے حرکات بھی انہی کی طرح ہیں چنانچہ اس مقام پر بھی خدا تعالیٰ نے اول منافقین کو نرمی سے نصیحت کی پھر ان کے افعال شنیعہ بیان فرمائے پھر ان کی بداعمالیوں کا نتیجہ بد ظاہر کیا۔ پھر ان گذشتہ اقوام سے ان کو تشبیہ دی جن کے حرکات و سکنات ان کی طرح تھے پھر ان اقوام کا نتیجہ اور مآل ظاہر کیا اور بالآخر ان کے تخم عمل کا برا پھل جو کچھ ہوگا وہ ظاہر فرمایا۔

## اے منافقو! سابقہ اقوام سے عبرت پکڑو

گذشتہ آیات میں منافقین کا غائبانہ ذکر ہوا تھا اب ان سے براہ راست خطاب کیا جاتا ہے اور بتلایا جاتا ہے کہ اے منافقو! تمہاری حالت ان لوگوں کی سی ہے جو تم سے پہلے گزر چکے ہیں جو طاقت وقوت اور مال واولاد کی کثرت میں تم سے بھی کہیں زیادہ تھے۔ دنیوی لذائذ کا جو حصہ ان کے لئے مقدر تھا اس سے فائدہ اٹھا گئے اور آخری انجام کا خیال نہ کیا۔ تم بھی انہی کی طرح آخری انجام کے تصور سے غافل ہو کر دنیا کی متاع فانی سے جتنا مقدر ہے حصہ پا رہے ہو اور ساری چال ڈھال انہی کی سی رکھتے ہو تو سمجھ لو جو حشر ان کا ہوا وہی تمہارا بھی ہو سکتا ہے۔ ان کے پاس مال واولاد اور جسمانی قوتیں تم سے زائد تھیں پھر انتقام الٰہی کی گرفت سے نہ بچ سکے تو تم کو کس چیز پر بھروسہ ہے جو خدا کی سزا سے اس قدر بے فکر ہو بیٹھے ہو۔ اس براہ راست خطاب کے بعد پھر منافقین کا غائبانہ ذکر شروع ہو گیا کہ جو حالت گذشتہ معذب قوموں کی تھی وہی ان کی حالت ہے نتیجہ اعمال میں دونوں ایک جیسے ہیں ان کا بھی کیا کرایا نابود اور ملیامیٹ ہو گیا۔ ان کا حاصل زندگی بھی برباد ہے۔ وہ بھی تباہ ہوئے یہ بھی تباہ ہوں گے۔ قوم نوح طوفان سے۔ عاد آندھی سے، ثمود چیخ سے ہلاک ہوئے۔ اصحاب مدین زلزلہ وغیرہ سے تباہ ہوئے۔ قوم لوط کی بستیاں الٹ دی گئیں اور اوپر سے پتھروں کی بارش ہوئی۔ ان سب اقوام کے قصے بجز قوم ابراہیم کے سورۂ اعراف میں گزر چکے۔ حضرت ابراہیم علیہ السلام کی حق تعالیٰ نے عجیب وغریب خارق عادت طریقہ سے تائید فرمائی جنہیں دیکھ کر ان کی قوم ذلیل و ناکام ہوئی ان کا بادشاہ نمرود نہایت بدحالی کی موت مارا گیا۔ ان سب نے انبیاء کی تکذیب کی احکام الٰہی کو نہ مانا۔ بالآخر تباہ ہوئے اور اپنے کرتوت سے تباہ ہوئے۔ انہوں نے خود ہی اپنے لئے کفر وشرک کی زندگی کو پسند کیا جو انہیں بربادی کی طرف لے جانے والی تھی۔ اللہ نے تو انہیں سوچنے۔ سمجھنے اور سنبھلنے کا پورا موقع دیا۔ ان کے سمجھانے کے لئے رسول بھیجے۔ رسولوں کے ذریعہ سے ان کی غلط روی کے برے نتائج سے آگاہ کیا اور انہیں کھول کھول کر نہایت واضح طریقہ سے بتا دیا کہ ان کے لئے فلاح کا راستہ کونسا ہے اور ہلاکت اور بربادی کا کونسا۔ مگر جب انہوں نے اللہ کے رسول کی کوئی بات نہ سنی بلکہ الٹا ان سے مقابلہ اور ان کی تکذیب وتذلیل پر کمر بستہ رہے اور ہلاکت کی راہ چلنے ہی پر اصرار کیا تو لامحالہ ان کا وہ انجام ہونا ہی تھا جو بالآخر ہو کر رہا۔ یعنی دنیا میں بھی تباہ و برباد ہوئے اور آخرت کا بھی دائمی عذاب مول لیا اور یہ ظلم ان پر اللہ نے نہیں کیا بلکہ انہوں نے خود اپنے اوپر کیا۔ اللہ تعالیٰ کسی کو بلاوجہ اور بے موقع سزا نہیں دیتے۔ لوگ خود ایسے جرائم کا ارتکاب کرتے ہیں جس کے بعد عذاب الٰہی کا آنا ناگزیر ہے۔

## دعا کیجئے

یَا اللّٰہ گذشتہ کفار قوموں کی طرح موجودہ کفار و مشرکین کو تباہ و برباد فرما۔ آمین۔

استغفر اللہ الذی لآ الٰہ الا ھو الحی القیوم واتوب الیہ

وَاٰخِرُ دَعْوٰنَا اَنِ الْحَمْدُ لِلّٰهِ رَبِّ الْعٰلَمِيْنَ

وَالْمُؤْمِنُوْنَ وَالْمُؤْمِنٰتُ بَعْضُهُمْ اَوْلِيَآءُ بَعْضٍ يَاْمُرُوْنَ بِالْمَعْرُوْفِ وَيَنْهَوْنَ

اور ایمان والے مرد اور ایمان والی عورتیں آپس میں ایک دوسرے کے رفیق ہیں نیک باتوں کی تعلیم دیتے ہیں اور بُری باتوں سے منع کرتے ہیں

عَنِ الْمُنْكَرِ وَيُقِيْمُوْنَ الصَّلٰوةَ وَيُؤْتُوْنَ الزَّكٰوةَ وَيُطِيْعُوْنَ اللّٰهَ وَرَسُوْلَهٗ ط

اور نماز کی پابندی رکھتے ہیں اور زکوٰۃ دیتے ہیں اور اللہ اور اُس کے رسول کا کہنا مانتے ہیں

اُولٰٓئِكَ سَيَرْحَمُهُمُ اللّٰهُ ط اِنَّ اللّٰهَ عَزِيْزٌ حَكِيْمٌ ﴿۷۱﴾ وَعَدَ اللّٰهُ الْمُؤْمِنِيْنَ وَالْمُؤْمِنٰتِ

ان لوگوں پر ضرور اللہ تعالیٰ رحمت کرے گا بلاشبہ اللہ تعالیٰ قادر ہے حکمت والا ہے۔ اللہ تعالیٰ نے ایمان والے مردوں اور ایمان والی عورتوں سے ایسے

جَنّٰتٍ تَجْرِيْ مِنْ تَحْتِهَا الْاَنْهٰرُ خٰلِدِيْنَ فِيْهَا وَمَسٰكِنَ طَيِّبَةً فِيْ جَنّٰتِ عَدْنٍ ط

باغوں کا وعدہ کر رکھا ہے جن کے نیچے سے نہریں چلتی ہوں گی جن میں وہ ہمیشہ رہیں گے اور نفیس مکانوں کا جو کہ ان ہمیشگی کے باغوں میں ہونگے

وَرِضْوَانٌ مِّنَ اللّٰهِ اَكْبَرُ ط ذٰلِكَ هُوَ الْفَوْزُ الْعَظِيْمُ ﴿۷۲﴾ ع

اور اللہ تعالیٰ کی رضا مندی سب سے بڑی چیز ہے یہ بڑی کامیابی ہے۔

وَ اور | الْمُؤْمِنُوْنَ مومن مرد (جمع) | وَالْمُؤْمِنٰتُ اور مومن عورتیں (جمع) | بَعْضُهُمْ ان میں سے بعض | اَوْلِيَآءُ رفیق (جمع) | بَعْضٍ بعض

يَاْمُرُوْنَ وہ حکم دیتے ہیں | بِالْمَعْرُوْفِ بھلائی کا | وَيَنْهَوْنَ اور روکتے ہیں | عَنِ سے | الْمُنْكَرِ بُرائی | وَيُقِيْمُوْنَ اور وہ قائم کرتے ہیں | الصَّلٰوةَ نماز

وَيُؤْتُوْنَ اور ادا کرتے ہیں | الزَّكٰوةَ زکوٰۃ | وَيُطِيْعُوْنَ اور اطاعت کرتے ہیں | اللّٰهَ اللہ | وَرَسُوْلَهٗ اور اسکا رسول | اُولٰٓئِكَ وہی لوگ

سَيَرْحَمُهُمُ کہ ان پر رحم کریگا | اللّٰهُ اللہ | اِنَّ بیشک | اللّٰهَ اللہ | عَزِيْزٌ غالب | حَكِيْمٌ حکمت والا | وَعَدَ وعدہ دیا | اللّٰهُ اللہ | الْمُؤْمِنِيْنَ مومن مرد (جمع)

وَالْمُؤْمِنٰتِ اور مومن عورتیں (جمع) | جَنّٰتٍ جنتیں | تَجْرِيْ جاری ہیں | مِنْ تَحْتِهَا ان کے نیچے | الْاَنْهٰرُ نہریں | خٰلِدِيْنَ ہمیشہ رہینگے | فِيْهَا ان میں

وَمَسٰكِنَ اور مکانات | طَيِّبَةً پاکیزہ | فِيْ میں | جَنّٰتِ عَدْنٍ ہمیشہ رہنے کے باغات | وَرِضْوَانٌ اور خوشنودی | مِنَ سے | اللّٰهِ اللہ | اَكْبَرُ سب سے بڑی

ذٰلِكَ یہ | هُوَ وہ | الْفَوْزُ کامیابی | الْعَظِيْمُ بڑی

## مومنین کی صفات

قرآن پاک کا عمومی طرز بیان اسی طرح ہے کہ بروں کو نصیحت کرنے کے لئے ان کے اعمال کا انجام اور نتیجہ ظاہر فرماتا ہے تاکہ نتیجہ پر غور کر کے وہ ڈر جائیں اور بدکرداری سے باز آجائیں پھر ان کے مقابل نیک طبقہ کا ذکر فرماتا ہے ان کے عقائد صحیحہ اور افعال حسنہ کے عمدہ نتائج ظاہر کرتا ہے تاکہ بدکرداروں کو اپنے افعال سے توبہ کرنے اور نیکی کرنے کی طرف رغبت ہو۔ کیونکہ نصیحت کے صرف دو ہی طریقے ممکن ہیں۔ ترہیب اور ترغیب۔ چنانچہ یہاں بھی خدا تعالیٰ نے پہلے منافقوں کی حالت ان کی خصوصیات اور بالآخر نتیجہ بد کو ظاہر فرمایا اب ان کے مقابلہ میں اہل ایمان کی حالت خصوصیات اور نیک انجام کو ان آیات میں بیان فرمایا۔

یہاں ان آیات میں مومن مرد اور مومن عورتوں کے آپس میں ایک دوسرے کے رفیق ہونے کو بتلا کر حق تعالیٰ نے مومن کے خصوصی پانچ اوصاف بیان فرمائے:۔

پہلا وصف فرمایا یامرون بالمعروف وہ اچھی باتوں کا حکم دیتے

ہیں یعنی جو امور عقل و شریعت کی رو سے اچھے ہیں ان پر خود بھی کاربند ہوتے ہیں اور دوسروں کو عمل پیرا ہونے کی ہدایت فرماتے ہیں۔

دوسرا وصف: وَيَنْهَوْنَ عَنِ الْمُنْكَرِ فرمایا یعنی شریعت اور عقل نے جس چیز کو برا کہا ہے اس سے خود بھی باز رہتے ہیں اور دوسروں کو بھی روکتے ہیں۔

تیسرا وصف: وَيُقِيمُونَ الصَّلٰوةَ فرمایا یعنی نماز کو ٹھیک وقت پر اعتدال ارکان اور پابندی کے ساتھ ادا کرتے ہیں۔ منافقوں کی طرح سستی، گرانی، بے دلی اور دکھلاوٹ کے لئے نہیں پڑھتے۔

چوتھا وصف فرمایا: وَيُؤْتُونَ الزَّكٰوةَ زکوٰۃ ادا کرتے ہیں یعنی غربا فقراء وغیرہ کی مالی امداد کا جو طریقہ شریعت نے مقرر فرمایا ہے اس پر چلتے ہیں اور اہل حاجت کی حکم شرعی کے موافق مدد کرتے ہیں۔

پانچواں وصف فرمایا: وَيُطِيعُونَ اللّٰهَ وَرَسُولَهٗ اللہ اور رسول کے ہر حکم کو مانتے اور فرمان کی تعمیل کرتے ہیں۔ اپنی خواہش مرضی اور عقل کو دخل نہیں دیتے اور بغیر چون وچرا کرنے کے حکم مانتے ہیں۔

## مومنین کا انعام

جن مومنین میں یہ صفات ہوں گے ان پر اللہ تعالیٰ نے رحم فرمانے کا وعدہ فرمایا ہے اور اس کی تفصیل یہ ہے کہ ایسے مسلمان مرد اور عورتوں کو بغیر کسی عذاب کے ابتداء ہی سے ان کو دوامی جنتیں اور پاکیزہ خوشگوار مکانات رہنے کو عطا فرمائے گا پھر ان سب نعمتوں سے بڑھ کر ایک بڑی عنایت ان پر ہوگی وہ یہ کہ ان کو رضائے مولیٰ حاصل ہوگی۔ جنت بھی اسی لئے مطلوب ہے کہ وہ رضائے الٰہی کا مقام ہے۔ حق تعالیٰ مومنین کو جنت میں ہر قسم کی جسمانی و روحانی نعمتیں اور مسرتیں عطا فرمائے گا مگر سب سے بڑی نعمت مولائے کریم محبوب حقیقی کی دائمی رضا ہوگی۔ صحیح حدیث میں حضرت ابوسعید خدریؓ سے مروی ہے کہ اللہ تعالیٰ اہل جنت کو جب وہ جنت میں پہنچ جائیں گے خطاب فرمائیں گے۔ جنتی جواب دیں گے لبیک وسعدیک۔ ارشاد باری تعالیٰ ہوگا کیا تم خوش اور راضی ہو گئے؟ اہل جنت عرض کریں گے پروردگار ہم کیونکر راضی نہ ہوں گے۔ آپ نے ہم کو وہ چیزیں عنایت کی ہیں جو اپنی مخلوق میں سے کسی کو نہ دیں۔ ارشاد ہوگا کیا میں اس سے بہتر چیز عطا کروں؟ اہل جنت عرض کریں گے پروردگار اس سے افضل چیز کیا ہے؟ ارشاد ہوگا میں اپنی دائمی رضامندی تم کو دیتا ہوں اس کے بعد کبھی تم سے ناراض نہ ہوں گا۔ اس حدیث سے معلوم ہوا کہ خداوند قدوس عزوجل کی رضامندی سے افضل کوئی نعمت نہیں۔ رضائے خداوندی کا درجہ بہشت سے بھی بڑھ کر ہے۔ اللہ پاک اپنی رضا کی دولت ونعمت ہم کو بھی نصیب فرمائیں۔ آمین۔

## مقام صحابہ رضی اللہ تعالیٰ عنہم

ان آیات میں جو خصوصی اوصاف مومنین کے بیان فرمائے گئے ہیں ان اوصاف کے ساتھ خلفائے راشدینؓ اور صحابہ کرامؓ کا موصوف ہونا احادیث متواترہ سے ثابت ہے۔ لہٰذا وہ اس بشارت غفران ورضوان کے اولین مستحق اور سزاوار ہیں۔ حضرات صحابہ کرامؓ کے متعلق دنیا ہی میں اعلان کر دیا گیا۔ رضی اللہ ورضوا عنہ اس سے بڑھ کر کیا سعادت وکرامت ہوگی کہ مرنے سے پہلے ہی صحابہ کرامؓ نے اپنے لئے رضاء خداوندی کا مژدہ جانفزا سن لیا اور قرآن میں تصریح ہے۔ ان اللہ لا یرضیٰ عن القوم الفسقین اللہ فاسقوں سے راضی نہیں ہوتا۔ تو جب صحابہ کرام کے متعلق رضی اللہ ورضوا عنہ فرمایا تو معلوم ہوا کہ صحابہ کرام معاذ اللہ فاسق نہ تھے جیسا کہ ایک فرقۂ باطلہ الزام لگاتا ہے۔ بلکہ صحابہؓ سے ناراض ہونے والا ہی فاسق ہے۔ (معارف القرآن از حضرت کاندھلویؒ)

**دعا کیجئے:** یَا اللّٰہ ایمانی خصلتیں اور اوصاف ہم سب کو نصیب فرما۔ یَا اللّٰہ اپنے رسول کی اطاعت کو ہماری زندگی کا مقصود ومطلوب بنا اور دنیا میں بھی ہم پر رحم فرما اور آخرت میں بھی اپنی نعمت جنت اور جنت میں سب سے بڑی نعمت دائمی خوشنودی نصیب فرما۔

یَا اللّٰہ تمام اہل اسلام کو ایک دوسرے کی ہمدردی وشفقت رکھنے والا دل عطا فرما۔ آمین۔

استغفر اللہ الذی لآ الٰہ الا ھو الحی القیوم واتوب الیہ

وَاٰخِرُ دَعْوٰنَا اَنِ الْحَمْدُ لِلّٰهِ رَبِّ الْعٰلَمِيْنَ

يٰاَيُّهَا النَّبِيُّ جَاهِدِ الْكُفَّارَ وَالْمُنٰفِقِيْنَ وَاغْلُظْ عَلَيْهِمْ ۚ وَمَاْوٰىهُمْ

اے نبی کفار اور منافقین سے جہاد کیجئے اور ان پر سختی کیجئے اور ان کا ٹھکانہ

جَهَنَّمُ ۚ وَبِئْسَ الْمَصِيْرُ ﴿۷۳﴾

دوزخ ہے اور وہ بری جگہ ہے

| | | | | | | | |
|---|---|---|---|---|---|---|---|
| يٰاَيُّهَا اے | النَّبِيُّ نبی | جَاهِدِ جہاد کریں | الْكُفَّارَ کافر (جمع) | وَالْمُنٰفِقِيْنَ اور منافقین | وَ اور | اغْلُظْ سختی کریں | عَلَيْهِمْ اُن پر |
| وَمَاْوٰىهُمْ اور ان کا ٹھکانہ | جَهَنَّمُ جہنم | وَبِئْسَ اور بری | الْمَصِيْرُ پلٹنے کی جگہ | | | | |

## منافقین اور کفار سے سختی کا حکم

اس آیت سے اس سورہ توبہ کے دسویں رکوع کی ابتداء ہوتی ہے مفسرین نے لکھا ہے کہ یہاں سے لے کر سورۃ کے اخیر تک کی آیات غزوہ تبوک سے واپسی پر نازل ہوئی ہیں۔ گزشتہ آیات میں جب کفار ومنافقین کی برائیاں۔ ان کے ناشائستہ اقوال وافعال کا ذکر ہو چکا تو اب آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کو حکم ہوتا ہے کہ ان منافقین کے ساتھ جواب تک درگزر۔ نرمی اور ملاطفت کا معاملہ ہو رہا تھا اس کو ترک کیجئے اور ان کے ساتھ شدت اور سختی سے پیش آیئے۔ چونکہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کا خلق نہایت وسیع اور عظیم تھا اس لئے آپ صلی اللہ علیہ وسلم منافقوں کے ساتھ جو بظاہر مسلمان بنے ہوئے تھے لطف اور نرمی کے ساتھ پیش آتے تھے۔ اب اس کی ممانعت فرمادی گئی اور بتلا دیا گیا کہ دشمنان الٰہی کے ساتھ شدت یہی خلق عظیم ہے۔ اس غزوہ تبوک کے موقع پر جبکہ منافقین کا نفاق آشکار ہو گیا اور اب تک جو ان کا نفاق پوشیدہ تھا وہ قطعی اور بدیہی طور پر عیاں ہو گیا تو اب ان منافقین دشمنان دین کے ساتھ نرمی کی ضرورت نہ رہی۔ ان کو دین حق کے سمجھنے کا موقع بھی کافی دیا جا چکا۔ اب یہ نابکار اسی کے مستحق ہیں کہ دنیا میں بھی ان کے ساتھ سختی کی جائے اور آخرت میں ان کا ٹھکانہ جہنم ہو جو بہت ہی بری جگہ ہے جس کو شقاوت اور بدبختی کے اسباب ہر طرف سے محیط ہوں ان کیلئے برا ہی ٹھکانہ مناسب ہے۔

## جہاد اور اس کی مختلف نوعیتیں

یہاں کفار اور منافقین سے جو ''جہاد'' کا حکم ہوا تو لفظ جہاد کے معنی کسی ناپسندیدہ چیز کے دفع کرنے کیلئے اپنی انتہائی طاقت اور کوشش خرچ کرنے کے ہیں خواہ یہ کوشش سیف وسنان یعنی تیر وتلوار سے ہو یا زبان حجت اور برہان سے ہو۔ جہاد اصل معنی کے لحاظ سے عام ہے جو دونوں صورتوں کو شامل ہے۔ اس لئے حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ اس آیت میں جو کفار سے جہاد کا حکم آیا ہے۔ اس سے جہاد بالسیف والسنان مراد ہے اور منافقین سے جو جہاد کا حکم آیا ہے اس سے زبان اور برہان کے ذریعہ جہاد کرنا مراد ہے اس لئے کہ منافقین اپنے آپ کو بظاہر مسلمان بتاتے تھے اور دوسری قومیں بھی ظاہر کے لحاظ سے انہیں مسلمان سمجھتی تھیں۔ اس لئے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے منافقین کے قتل سے اعراض فرمایا اور کھلے کافروں جیسا ان کے ساتھ معاملہ نہیں کیا۔ اس لئے مفسرین فرماتے ہیں کہ اس آیت میں کفار کے ساتھ تلوار سے جہاد کرنا مراد ہے اور منافقین کے ساتھ زبان اور قلم اور حجت اور برہان کے ذریعہ جہاد کرنا مراد ہے اور یہ حکم اس وقت تک ہے کہ جب تک نفاق پوشیدہ رہے اور جب نفاق عیاں اور ظاہر ہو جائے تو پھر منافقین سے بھی جہاد بالسیف ہو سکتا ہے۔

یہاں جس سختی کا حکم دیا گیا ہے اس سے عملی سختی ہی مراد ہے کہ احکام اسلام جاری کرنے میں کوئی رعایت ونرمی نہ برتی جائے زبان اور کلام میں سختی اور سب وشتم یہ ہرگز مراد نہیں۔ اللہ تعالیٰ ہم کو دین کی فہم وسمجھ عطا فرمائیں اور صحیح معنی میں اتباع رسول صلی اللہ علیہ وسلم و قرآن نصیب فرمائیں۔

## دعا کیجئے

یا اللہ: ہم کو دشمنان دین سے جہاد کا جذبہ صادقہ عطا فرما۔

اس ملک پاکستان میں بھی منافقین گھسے ہوئے ہیں جو اسلام اسلام زبان سے تو پکارتے ہیں مگر دل سے اسلام کے مخالف ہیں۔

ان منافقین سے اس ملک کو پاک فرمادے اور ان منافقین کے وجود کو اس ملک سے مٹا دے اور صحیح معنی میں اس ملک پاکستان کو اسلام کا گہوارہ بنادے اور دشمنان دین کے عزائم کو ملیا میٹ فرمادے آمین۔

یا اللہ: آپ نے مجھے عافیت بخشی' آپ کے فضل وکرم سے بہت نعمتیں آپ کی کھائیں اور برتیں آپ نے کبھی بھوکا نہیں رکھا' برابر روزی پہنچائی۔ آپ کی ان نعمتوں کے کھانے سے قوت آئی لیکن میں نے اس قوت کو بجائے آپ کی فرمانبرداری کے نافرمانی میں خرچ کیا' کتنے ہی میں نے عیب کئے۔ آپ نے لوگوں سے پردہ میں رکھا' کبھی آپ کا خوف آیا تو آپ کے امن وعافیت سے دھوکہ کھا گیا اور سمجھا کہ مجھے آپ نہ پکڑیں گے اور آپ کی پکڑ کا خیال بھی آیا تو آپ کے حلم کی طرف دھیان گیا اور عفو وکرم کی امید میں گناہ کر بیٹھا۔ اے اللہ! میں ہر ایسے گناہ سے معافی چاہتا ہوں۔ مجھے بخش دیجئے۔ میں آپ سے ہر اس گناہ کی معافی چاہتا ہوں جو آپ کے غضب کا باعث ہو اور ہر اس گناہ سے بھی جس کو آپ نے منع کیا تھا اور میں کر گزرا اور اس گناہ سے بھی معافی مانگتا ہوں جس کی نحوست سے میں آپ کی عبادت واطاعت سے محروم ہوا۔

میں ہر اس گناہ کی بھی معافی چاہتا ہوں کہ میں نے آپ کی مخلوق میں سے کسی کو گناہ میں لگا دیا ہو حیلہ وحوالہ کر کے اس کو گناہ کی بات میں پھنسا دیا ہو یا اسے تو اس گناہ کی بات کا علم نہ تھا میرے بتانے سے اس نے گناہ کو مانا اور کیا' کسی کے گناہ کا باعث ہوا ہوں' کل قیامت کے روز ان گناہوں کو لے کر کس طرح سامنے آؤں گا۔ الٰہی مجھے اور میرے ہر ایسے گناہ کو معاف فرما دے۔ میں ہر ایسے گناہ سے پناہ چاہتا ہوں جو گمراہی اور کفر کی طرف لے جائے' راہ سے بے راہ کر دے' لوگوں میں بے وقار کر دے' دنیا وآخرت میں رسوائی ہو جائے اور دیگر ایسے گناہ کر گزرا تو الٰہی مجھے معاف فرمادے۔

وَاٰخِرُ دَعْوٰنَا اَنِ الْحَمْدُ لِلّٰهِ رَبِّ الْعٰلَمِیْنَ

يَحْلِفُوْنَ بِاللّٰهِ مَا قَالُوْا ؕ وَلَقَدْ قَالُوْا كَلِمَةَ الْكُفْرِ وَكَفَرُوْا بَعْدَ اِسْلَامِهِمْ

وہ لوگ قسمیں کھا جاتے ہیں کہ ہم نے فلانی بات نہیں کہی حالانکہ یقیناً انہوں نے کفر کی بات کہی تھی اور اپنے اسلام کے بعد کافر ہو گئے

وَهَمُّوْا بِمَا لَمْ يَنَالُوْا ۚ وَمَا نَقَمُوْٓا اِلَّآ اَنْ اَغْنٰهُمُ اللّٰهُ وَرَسُوْلُهٗ مِنْ فَضْلِهٖ ۚ

اور انہوں نے ایسی بات کا ارادہ کیا تھا جو ان کے ہاتھ نہ لگی اور یہ انہوں نے صرف اس بات کا بدلہ دیا ہے کہ انکو اللہ نے اور اسکے رسول نے رزق خداوندی سے

فَاِنْ يَّتُوْبُوْا يَكُ خَيْرًا لَّهُمْ ۚ وَاِنْ يَّتَوَلَّوْا يُعَذِّبْهُمُ اللّٰهُ عَذَابًا اَلِيْمًا ۙ فِى الدُّنْيَا

مالدار کر دیا سو اگر توبہ کریں تو ان کیلئے بہتر ہو گا اور اگر روگردانی کی تو اللہ تعالیٰ ان کو دنیا

وَالْاٰخِرَةِ ۚ وَمَا لَهُمْ فِى الْاَرْضِ مِنْ وَّلِيٍّ وَّلَا نَصِيْرٍ ﴿۷۴﴾

اور آخرت میں دردناک سزا دے گا اور ان کا دنیا میں نہ کوئی یار ہے اور نہ مددگار

| | | | | | | | | |
|---|---|---|---|---|---|---|---|---|
| يَحْلِفُوْنَ وہ قسمیں کھاتے ہیں | بِاللّٰهِ اللہ کی | مَا قَالُوْا نہیں انہوں نے کہا | وَلَقَدْ قَالُوْا حالانکہ ضرور انہوں نے کہا | كَلِمَةَ الْكُفْرِ کفر کا کلمہ | | | | |
| وَكَفَرُوْا اور انہوں نے کفر کیا | بَعْدَ بعد | اِسْلَامِهِمْ ان کا (اپنا) اسلام | وَهَمُّوْا اور قصد کیا انہوں نے | بِمَا اس کا جو | لَمْ يَنَالُوْا انہیں نہ ملی | وَ اور | | |
| مَا نَقَمُوْٓا انہوں نے بدلہ نہ دیا | اِلَّآ مگر | اَنْ یہ کہ | اَغْنٰهُمُ اللّٰهُ انہیں غنی کر دیا اللہ نے | وَرَسُوْلُهٗ اور اسکا رسول | مِنْ سے | فَضْلِهٖ اپنا فضل | | |
| فَاِنْ سو اگر | يَّتُوْبُوْا وہ توبہ کرلیں | يَكُ ہوگا | خَيْرًا بہتر | لَّهُمْ ان کیلئے | وَاِنْ اور اگر | يَّتَوَلَّوْا وہ پھر جائیں | يُعَذِّبْهُمُ عذاب دے گا انہیں | |
| اللّٰهُ اللہ | عَذَابًا عذاب | اَلِيْمًا دردناک | فِى میں | الدُّنْيَا دنیا | وَالْاٰخِرَةِ اور آخرت | وَمَا اور نہیں | لَهُمْ ان کیلئے | فِى الْاَرْضِ زمین میں |
| مِنْ کوئی | وَّلِيٍّ حمایتی | وَّلَا اور نہ | نَصِيْرٍ کوئی مددگار | | | | | |

## منافقوں کے جرائم

گزشتہ آیت میں منافقین کے متعلق حکم ہوا تھا کہ ان کے ساتھ شدت اور سختی کی ضرورت ہے اور وہ اسی کے مستحق ہیں اس لئے اس اور آئندہ آیات میں منافقین کے چند جرائم کا ذکر فرمایا جاتا ہے جوان سے جہاد اور سختی کو مقتضی ہیں۔ اس سلسلہ میں حق تعالیٰ نے منافقین کے پانچ جرائم کا ذکر فرمایا ہے۔

جرم اول: یہ کہ کفر کی باتیں کرتے ہیں اور پھر جب پوچھا جاتا ہے تو مکر جاتے ہیں اور جھوٹی قسم کھا لیتے ہیں کہ ہم نے یہ بات نہیں کہی۔

دوسرا جرم: منافقین کی احسان فراموشی۔

تیسرا جرم: بدعہدی۔

چوتھا جرم: مومنین مخلصین کے صدقات وخیرات پر طعنہ زنی جو مسلمان زیادہ لاتا اس کو یہ منافقین کہتے کہ یہ نام ونمود کیلئے لایا ہے اور جو کم لاتا اس کو یہ کہتے کہ خدا کو اس کے صدقہ کی کیا ضرورت تھی محض انگلی کٹا کر شہیدوں میں داخل ہونا چاہتا ہے۔

پانچواں جرم: منافقین کا غزوہ تبوک میں خود بھی شریک نہ ہونا اور دوسروں کو بھی شرکت سے منع کرنا کہ گرمی شدت سے پڑ رہی ہے ایسی حالت میں گھر سے باہر نہ جاؤ۔

منافقین کے یہ جرائم بیان کرنے کا مقتضی یہی ہے کہ اس قسم کے مجرمین سے کسی قسم کی نرمی نہ کی جائے۔ جرم اول ودوم کی وضاحت اس آیت زیر تفسیر میں فرمائی گئی ہے اور دوسرے جرائم آئندہ آیات میں بیان فرمائے گئے ہیں۔

## شان نزول

تبوک سے واپسی کے موقع پر چند منافقوں نے حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے متعلق سازش کی کہ فلاں گھاٹی سے آپ صلی اللہ علیہ وسلم شب میں گزریں گے۔ سب مل کر آپ پر حملہ کردیں اور ہو سکے تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی زندگی کا ہی خاتمہ کردیں۔ چنانچہ راستہ میں ایک جگہ چھپ کر رات کو بیٹھ گئے اور اپنے چہروں کو چھپالیا تاکہ پہچان میں نہ آسکیں۔ حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے ہمراہ صحابیوں میں سے حضرت حذیفہ رضی اللہ عنہ اور حضرت عمار رضی اللہ عنہ تھے۔ انہوں نے ان منافقین کو مار کر پیچھے ہٹایا اور یہ بزدل منتشر ہو گئے۔ رات کے اندھیرے میں اور چہرے کے چھپے ہونے کے باعث پہچانے نہ گئے۔ حضرت حذیفہ رضی اللہ عنہ نے جب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم تک خبر پہنچائی تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم کو بذریعہ وحی معلوم ہو گیا کہ وہ بارہ آدمی فلاں فلاں تھے۔ مگر آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے منع فرمادیا کہ کسی پر ظاہر نہ کریں آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے مدینہ منورہ پہنچ کر ان کو بلایا اور پوچھا کہ تم نے ایسا ایسا مشورہ کیا تھا اور ایسا ارادہ کیا تھا؟ تو انہوں نے حلف کے ساتھ انکار کر دیا اور قسمیں کھالیں کہ ہم نے آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی شان میں نہ کوئی کلمہ کہا نہ ہم نے کوئی فاسد ارادہ کیا۔ انہی بارہ منافقین کے بارے میں یہ آیت نازل ہوئی اور آیت میں اسی واقعہ کی طرف اشارہ ہے کہ جو ناپاک قصد انہوں نے کیا مگر جو خدا کے فضل سے پورا نہ ہوا۔

## شان نزول کا دوسرا واقعہ

ایک دوسری روایت میں شان نزول کے متعلق یہ واقعہ نقل کیا گیا ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے غزوہ تبوک کے موقع پر ایک خطبہ دیا جس میں منافقین کی بدحالی اور انجام بد کا ذکر فرمایا۔ حاضرین میں ایک منافق جلاس بھی موجود تھا۔ اس نے اپنی مجلس میں جا کر کہا کہ محمد (صلی اللہ علیہ وسلم) جو کچھ کہتے ہیں اگر وہ سچ ہے تو ہم گدھوں سے بھی زیادہ بدتر ہیں۔ اس کا یہ کلمہ ایک صحابی حضرت عامر بن قیس رضی اللہ عنہ نے سن لیا۔ جب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سفر تبوک سے واپس مدینہ پہنچے تو حضرت عامر بن قیس رضی اللہ عنہ نے یہ واقعہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو سنایا اور جلاس اپنے کہے سے مکر گیا اور کہنے لگا کہ عامر بن قیس رضی اللہ عنہ نے مجھ پر تہمت باندھی ہے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے دونوں کو حکم دیا کہ منبر نبوی صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس کھڑے ہو کر قسم کھائیں۔ جلاس نے بے دھڑک قسم کھالی کہ میں نے ایسا نہیں کیا۔ عامر جھوٹ بول رہے ہیں۔ حضرت عامر کا نمبر آیا تو انہوں نے بھی قسم کھائی اور پھر دعاء کیلئے ہاتھ اٹھائے کہ یا اللہ آپ اپنے رسول صلی اللہ علیہ وسلم پر بذریعہ وحی اس معاملہ کی حقیقت روشن فرمادیں۔ ان کی دعا پر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اور سب مسلمانوں نے آمین کہی۔ ابھی یہ لوگ اس جگہ سے ہٹے بھی نہ تھے کہ جبرئیل امین وحی لے کر حاضر ہو گئے جس میں آیت مذکور تھی۔ جلاس نے جب یہ آیت سنی تو فوراً کھڑے ہو کر کہنے لگے کہ یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اب میں اقرار کرتا ہوں کہ یہ غلطی مجھ سے ہوئی تھی اور عامر بن قیس نے جو کچھ کہا وہ سچ تھا مگر اسی آیت میں حق تعالیٰ نے مجھے توبہ کا بھی حق دیدیا ہے۔ میں اب اللہ تعالیٰ سے مغفرت مانگتا ہوں اور توبہ کرتا ہوں۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ان کی توبہ قبول فرمالی اور بعد میں یہ اپنی توبہ پر قائم رہے اور ان کے حالات درست ہو گئے اور آئندہ زندگی اسلام کی خدمت کیلئے وقف کردی۔

## منافقین کی احسان فراموشی

آگے دوسرے جرم یعنی منافقین کی احسان فراموشی کے بارے میں بتلایا جاتا ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی بدولت تم کو نعمتیں بخشی گئیں کہ اللہ نے تمہیں دولت مند کردیا۔ حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی تشریف آوری سے پہلے اہل مدینہ تنگ دست تھے جب حضور صلی اللہ علیہ وسلم کا قدم مبارک مدینہ میں آیا تو اس کی برکت سے اللہ تعالیٰ نے ان کی کھیتی باڑی اور باغوں کی پیداوار میں برکت عطا فرمائی اور مدینہ میں پیداوار اچھی ہونے لگی۔ پھر منافقوں کو مسلمانوں میں ملے جلے رہنے کی وجہ سے غنیموں میں سے حصہ ملتا رہا۔ جس سے وہ مالدار ہو گئے

ان کو چاہئے تھا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے اس احسان کے مشکور ہوتے مگر منافقوں نے بجائے شکر گزاری کے آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے قتل کا منصوبہ باندھا۔ ان احسانات کا بدلہ ان احسان فراموش نے یہ دیا کہ خدا اور رسول صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ دغا بازی کرنے لگے اور پیغمبر اسلام علیہ الصلوٰۃ والسلام اور مسلمانوں کو ستانے پر کمر باندھ لی۔ پھر بھی اگر سچی توبہ کر کے شرارتوں اور احسان فراموشوں سے باز آجائیں تو ان کے حق میں بہتر ہے ورنہ خدا دنیا اور آخرت میں ان منافقین کو وہ سزا دیگا جس سے بچانے والا کوئی نہ ملے گا۔

## دعا کیجئے

یا اللہ: ہم کو ایمان صادق اور اسلام کامل عطا فرما اور منافقانہ خصلتوں سے ہمارے ایمان واسلام کو بچا۔ ہم کو اپنی خطاؤں پر توبہ کی توفیق نصیب فرما اور ہر طرح کی ظاہری و باطنی نافرمانی سے بچنا نصیب فرما۔

یا اللہ: ایسے گناہ کہ جن کے ارتکاب سے میں نے اپنے جسم کو تھکا دیا اور مخلوق سے پردہ کرتا رہا لیکن ہائے تجھ سے پردہ نہ ہو سکتا تھا لیکن تجھ سے پردہ میں ہو جانے کا خیال بھی نہ آیا۔

اس کے باوجود کہ آپ مجھ کو رسوا کر سکتے تھے مجھے رسوائی سے بچالیا اور حقیقت میں آپ کے سوا اور کون ایسا ہے کہ گناہ دیکھتا ہو اور پردہ پوشی کرتا ہو۔ اے اللہ! میرے ہر گناہ کو معاف فرما دے۔

اے پروردگار میں تو نافرمانی کرتا رہا لیکن آپ نے اپنے حلم سے مجھے ڈھیل دیدی، مجھے گناہ کرتے ہوئے دیکھ کر بھی مجھے چھوڑے رکھا، اس بداعمالی کے ساتھ میں نے جو مانگا آپ نے دیا۔ آپ کا کہاں تک شکر ادا کروں، مجھ پر میرے دشمنوں نے خفیہ وعلانیہ حملے کئے مجھے ایذا پہنچانی چاہی۔ لیکن آپ نے مجھے ان سے ان کے حملوں سے بچالیا اور مجھے رسوا نہ ہونے دیا۔ آپ نے مجھ گنہگار و عاصی کی اس طرح مدد کی جیسے آپ اپنے اطاعت گزار بندوں کی مدد فرماتے ہیں۔ مجھے اس طرح رکھا جیسے اپنے پسندیدہ بندوں کو رکھا کرتے ہیں لیکن اے پروردگار! اس کرم کے ہوتے ہوئے بھی میں گناہوں کا ارتکاب کرتا رہا اور باز نہ آیا، الٰہی! مجھے محض اپنے فضل و کرم سے بخش دیجئے آمین۔

وَاٰخِرُ دَعْوٰنَا اَنِ الْحَمْدُ لِلّٰهِ رَبِّ الْعٰلَمِيْنَ

وَمِنْهُمْ مَّنْ عٰهَدَ اللّٰهَ لَئِنْ اٰتٰىنَا مِنْ فَضْلِهٖ لَنَصَّدَّقَنَّ وَلَنَكُوْنَنَّ مِنَ

اور ان میں بعض آدمی ایسے ہیں کہ خدا تعالیٰ سے عہد کرتے ہیں کہ اگر اللہ تعالیٰ ہم کو اپنے فضل سے عطا فرماوے تو ہم خوب خیرات کریں اور ہم خوب

الصّٰلِحِيْنَ ﴿۷۵﴾ فَلَمَّآ اٰتٰىهُمْ مِّنْ فَضْلِهٖ بَخِلُوْا بِهٖ وَتَوَلَّوْا وَّهُمْ مُّعْرِضُوْنَ ﴿۷۶﴾

نیک کام کیا کریں سو جب اللہ تعالیٰ نے انکو اپنے فضل سے دیدیا تو وہ اس میں بخل کرنے لگے اور روگردانی کرنے لگے اور وہ تو روگردانی کے عادی ہیں۔

فَاَعْقَبَهُمْ نِفَاقًا فِيْ قُلُوْبِهِمْ اِلٰى يَوْمِ يَلْقَوْنَهٗ بِمَآ اَخْلَفُوا اللّٰهَ مَا وَعَدُوْهُ وَبِمَا كَانُوْا

سو اللہ تعالیٰ نے ان کی سزا میں انکے دلوں میں نفاق کردیا جو خدا کے پاس جانے کے دن تک رہیگا اس سبب سے کہ انہوں نے خدا تعالیٰ سے اپنے وعدہ میں خلاف کیا اور اس سبب سے کہ وہ

يَكْذِبُوْنَ ﴿۷۷﴾ اَلَمْ يَعْلَمُوْٓا اَنَّ اللّٰهَ يَعْلَمُ سِرَّهُمْ وَنَجْوٰىهُمْ وَاَنَّ اللّٰهَ عَلَّامُ الْغُيُوْبِ ﴿۷۸﴾

جھوٹ بولتے تھے۔ کیا انکو یہ خبر نہیں کہ اللہ تعالیٰ کو انکے دل کا راز اور انکی سرگوشی سب معلوم ہے اور یہ کہ اللہ تعالیٰ تمام غیب کی باتوں کو خوب جانتے ہیں

وَمِنْهُمْ اور ان سے | مَنْ جو | عٰهَدَ اللّٰهَ عہد کیا اللہ سے | لَئِنْ البتہ اگر | اٰتٰىنَا ہمیں دے وہ | مِنْ سے | فَضْلِهٖ اپنا فضل | لَنَصَّدَّقَنَّ ضرور صدقہ دیں ہم

وَلَنَكُوْنَنَّ اور ہم ضرور ہو جائینگے | مِنَ سے | الصّٰلِحِيْنَ صالح (جمع) | فَلَمَّآ پھر جب | اٰتٰىهُمْ اس نے دیا انہیں | مِنْ سے | فَضْلِهٖ اپنا فضل

بَخِلُوْا انہوں نے بخل کیا | بِهٖ اس میں | وَتَوَلَّوْا اور پھر گئے | وَّهُمْ اور وہ | مُّعْرِضُوْنَ روگردانی کرنیوالے ہیں | فَاَعْقَبَهُمْ تو اسنے انکا انجام کار کیا

نِفَاقًا نفاق | فِيْ میں | قُلُوْبِهِمْ ان کے دل | اِلٰى تک | يَوْمِ اس روز | يَلْقَوْنَهٗ وہ اسے ملیں گے | بِمَآ کیونکہ | اَخْلَفُوا انہوں نے خلاف کیا | اللّٰهَ اللہ | مَا جو

وَعَدُوْهُ اس سے انہوں نے وعدہ کیا | وَبِمَا اور کیونکہ | كَانُوْا يَكْذِبُوْنَ وہ جھوٹ بولتے تھے | اَلَمْ کیا نہیں | يَعْلَمُوْٓا وہ جانتے | اَنَّ اللّٰهَ کہ اللہ

يَعْلَمُ جانتا ہے | سِرَّهُمْ انکے بھید | وَنَجْوٰىهُمْ اور ان کی سرگوشی | وَ اور | اَنَّ یہ کہ | اللّٰهَ اللہ | عَلَّامُ خوب جاننے والا | الْغُيُوْبِ غیب کی باتیں

## منافقوں کی بدعہدی

گزشتہ کئی آیات سے منافقین کا ذکر ہوتا چلا آرہا ہے گزشتہ آیت میں منافقین کے دو جرائم یعنی جھوٹی قسمیں کھانا اور احسان فراموشی کرنے کے متعلق بیان ہوا تھا۔ اب ان آیات میں تیسرے جرم یعنی بدعہدی کا ذکر فرمایا گیا ہے۔

## ایک منافق شخص ثعلبہ کا واقعہ

منافقوں میں سے ایک خاص شخص کی حالت ان آیات میں بیان فرمائی گئی ہے کہ جس نے عہد کیا تھا کہ اگر اللہ تعالیٰ مجھے مالدار کردے تو میں بڑی سخاوت کروں اور نیک بن جاؤں لیکن جب اللہ تعالیٰ نے اسے دولت مند اور خوشحال بنادیا اس نے وعدہ شکنی کی اور بخیل بن بیٹھا جس کی سزا میں قدرت نے اس کے دل میں ہمیشہ کیلئے نفاق جمادیا۔

مفسرین نے لکھا ہے کہ یہ آیات ثعلبہ بن حاطب کے بارے میں نازل ہوئی ہیں۔ اس نے حضور صلی اللہ علیہ وسلم سے درخواست کی کہ میرے لئے مالداری کی دعا فرمائیے۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا اے ثعلبہ وہ تھوڑا مال جس کا تو شکر ادا کرے اس کثیر مال سے بہتر ہے جس کا شکر ادا کرنے کی طاقت تجھ میں نہ ہو۔ ثعلبہ نے مکرر درخواست کی حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کیا تو اس بات پر راضی نہیں کہ اللہ کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم کی طرح تیری حالت ہو۔ قسم ہے اس خدا کی جس کے دست قدرت میں میری جان ہے اگر میں چاہوں تو سونے چاندی کے پہاڑ میرے ساتھ چلیں۔ ثعلبہ نے تیسری بار اصرار کیا اور عرض کیا قسم ہے اس خدا کی جس نے آپ صلی اللہ علیہ وسلم کو نبی

بنا کر بھیجا اگر آپ اللہ سے دعا کریں اور خدا تعالیٰ مجھے مالدار کردے تو میں ہر حق دار کو اس کا حق ضرور پہنچاؤں گا۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا اس کیلئے مال کی کثرت کی دعا فرمائی چنانچہ ثعلبہ نے چند بکریاں لیں اور تھوڑی مدت میں اتنی کثرت ہوئی کہ ثعلبہ مدینہ میں نہ رہ سکا۔ آبادی سے باہر اس نے اپنا مسکن بنالیا لیکن اب اس نے فجر، مغرب اور عشاء کی جماعت چھوڑ دی اور صرف ظہر وعصر کی جماعت میں آکر شریک ہوتا تھا اور کچھ دنوں کے بعد ظہر اور عصر کی جماعت بھی چھوڑ دی صرف جمعہ کو آتا رہا۔ بکریوں کی کثرت اور زیادتی برابر جاری تھی۔ چنانچہ کچھ مدت کے بعد جمعہ سے بھی غیر حاضر ہو گیا اور آنے جانے والوں سے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی حالت دریافت کرلیا کرتا تھا ایک روز حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے دریافت فرمایا ثعلبہ کا کیا حال ہے؟ لوگوں نے سب کچھ بیان کر دیا۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے اظہار افسوس کیا پھر جب حکم الٰہی ہوا کہ صدقات وزکوٰۃ وصول کئے جائیں تو حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے دو صحابی مقرر کئے اور مسلمانوں سے وصول صدقات کی تحریر ان کو لکھ دی اور دونوں سے فرمایا کہ ثعلبہ کے اور فلاں اسلمی شخص کے پاس بھی جانا اور مال صدقہ ان سے لے آنا۔ حسب الحکم دونوں روانہ ہو کر ثعلبہ کے پاس پہنچے اور فرمان گرامی سنا کر کر مال صدقہ طلب کیا تو وہ کہنے لگا کہ واہ یہ تو بالکل جزیہ ہوا۔ یہ تو ایسا ہی ہے جیسے کافروں سے جزیہ لیا جاتا ہے۔ میری سمجھ میں نہیں آتا اچھا اب تو جاؤ۔ لوٹتے ہوئے آنا۔ دونوں صاحب چل دیئے اور اسلمی شخص کے پاس پہنچے ان کے پاس اونٹ تھے۔ انہوں نے بے چون وچرا کئے بہترین اونٹ صدقہ میں دیئے۔ ہر چند محصلوں نے کہا کہ ہم کو بہترین مال لینے کا حکم نہیں ہوا۔ ایسے عمدہ چھنٹے ہوئے اونٹ صدقہ میں دینا واجب نہیں۔ مگر اسلمی نے ایک نہ مانی اور کہا کہ واجب نہ سہی میری خوشی اسی میں ہے۔ میں اپنی خوشی سے بہترین جانور دینا چاہتا ہوں آپ انہیں قبول فرمائیے۔ بالآخر انہوں نے لے لئے۔ دوسرے مسلمانوں سے مقررہ زکوٰۃ وصول کی اور لوٹ کر پھر ثعلبہ کے پاس پہنچے اس نے کہا کہ ذرا مجھے وہ پرچہ تو دکھاؤ جو تمہیں دیا گیا ہے۔ پڑھ کر

کہنے لگا کہ یہ تو صاف صاف جزیہ ہے کافروں پر جیسا ٹیکس مقرر کیا جاتا ہے یہ تو ویسا ہی ہے تم اس وقت جاؤ میں اس کے متعلق غور کروں گا۔ دونوں حضرات لوٹ کر حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں حاضر ہوئے ابھی کچھ عرض بھی نہ کیا تھا انہیں دیکھتے ہی حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ثعلبہ کی بربادی اور اسلمی کیلئے برکت کی دعا دی۔ دونوں صاحبوں نے سلام عرض کرکے واقعہ عرض کیا اس پر یہ آیتیں نازل ہوئیں۔ نزول آیات کے وقت ثعلبہ کا ایک رشتہ دار موجود تھا۔ اس نے جا کر ثعلبہ کو اطلاع دی کہ تیرے حق میں یہ وعید نازل ہوئی ہے اور اس کے عزیز واقرباء نے اس پر طعن وتشنیع کی تو ثعلبہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت گرامی میں حاضر ہوا اور خواہش کی کہ اس کے صدقہ کا مال قبول کیا جائے۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا اللہ تعالیٰ نے تیرا صدقہ قبول کرنے سے مجھے منع فرمادیا ہے۔ الحاصل ثعلبہ ناکام واپس چلا گیا۔ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنی زندگی میں اس کا صدقہ قبول نہ فرمایا۔ پھر خلافت صدیقی میں آیا اور کہنے لگا کہ میری جو عزت حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس تھی اور میرا جو مرتبہ انصار میں ہے وہ آپ خوب جانتے ہیں آپ رضی اللہ عنہ میرا صدقہ قبول فرمایئے۔ آپؓ نے جواب دیا جب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے قبول نہیں فرمایا تو میں کیوں قبول کروں؟ غرض آپؓ نے بھی انکار کر دیا۔ جب آپؓ کا بھی انتقال ہو گیا اور حضرت عمر رضی اللہ عنہ مسلمانوں کے امیر المومنین ہوئے تو پھر آیا اور کہا کہ آپ میرا صدقہ قبول فرمایئے امیر المومنین حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے جواب دیا کہ جب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے قبول نہیں فرمایا اور خلیفہ اول رضی اللہ عنہ نے قبول نہیں فرمایا تو اب میں کیسے قبول کرسکتا ہوں۔ چنانچہ آپ رضی اللہ عنہ نے بھی اپنی خلافت کے زمانہ میں اس کا صدقہ قبول نہیں فرمایا۔ پھر خلافت حضرت عثمان غنی رضی اللہ عنہ کے سپرد ہوئی تو یہ ازلی منافق پھر آیا اور منت سماجت کرنے لگا لیکن آپ رضی اللہ عنہ نے بھی یہی جواب دیا کہ خود حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے اور آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے دونوں خلفاء رضی اللہ عنہما نے تیرا صدقہ قبول نہیں

فرمایا۔ تو میں کیسے قبول کرلوں؟ چنانچہ قبول نہیں کیا۔ خلافت عثمانی رضی اللہ عنہ میں ثعلبہ پھر مرگیا۔ الغرض اس نے پہلے تو قسمیں کھا کھا کر سخاوت کا وعدہ کرلیا لیکن بعد میں بجائے سخاوت کے اور بخیل ہوگیا اور وعدہ شکنی کی۔ اس جھوٹ اور عہد شکنی کے بدلے اس کے دل میں نفاق پیوست ہوگیا جو پوری زندگی اس کے ساتھ رہا۔ ان آیات کی شان نزول کی روایتوں میں اگر چہ نام خاص صرف ایک شخص ثعلبہ بن حاطب کا لیا گیا ہے لیکن روایات شان نزول کا حاصل صرف اس قدر ہوتا ہے کہ آیت کا سبب نزول وہ مخصوص واقعہ تھا یہ مقصود ہرگز نہیں ہوتا کہ آیت کا حکم یا آیت کی دلالت صرف اس شخص یا واقعہ تک محدود ہے۔

## ثعلبہ کی زکوٰۃ بعد میں کیوں قبول نہ کی گئی

اس آیت سے متعلق مفسرین نے ایک شبہ کا ازالہ بھی کیا ہے اور وہ شبہ یہ ہوسکتا ہے کہ جب ثعلبہ بعد میں زکوٰۃ لے کر حاضر ہوا اور قبول نہ ہونے پر واویلا بھی مچایا تو اس کی توبہ قبول کیوں نہ ہوئی؟ مفسرین نے لکھا ہے کہ ثعلبہ کا زکوٰۃ لے کر حاضر ہونا اور قبول نہ ہونے پر واویلا مچانا بر بنائے اخلاص نہ تھا بلکہ بدنامی اور عار سے بچنے کیلئے تھا اور بہت ممکن ہے کہ قبول کرنے کو منع کرنے سے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی یہی مراد ہو کہ چونکہ صدقہ قبول کرنے کیلئے ایمان شرط ہے اور نص سے اس شرط کی نفی ہو رہی ہے پھر اگر اخلاص ہوتا تو وہ خود بھی مساکین کو زکوٰۃ دے سکتا تھا لیکن اس کا از خود ادا کرنا کہیں منقول نہیں۔ یہ بھی خلوص نہ ہونے کی دلیل ہے اور جب آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے اس کی زکوٰۃ کو قبول نہ فرمایا تو ظاہر ہے کہ خلفائے کرام رضی اللہ عنہم کیسے قبول کرسکتے ہیں۔

## دعا کیجئے

یا اللہ: آپ نے اپنے فضل سے جو ہم کو مال و دولت عطا فرمائی ہے اس کے حقوق ادا کرنے اور اس کو اللہ کے راستہ میں خرچ کرنے کی توفیق عطا فرمائیں ایسا مال کہ جو دنیا اور آخرت میں ہمارے لئے وبال ہو اللہ تعالیٰ ایسے مال سے ہم کو محفوظ فرمائیں۔ منافقانہ خصلتوں سے ہمارے قلوب کو پاک صاف رکھئے۔ اس دور میں ہر ظاہری و باطنی فتنہ سے ہماری حفاظت فرمایئے۔

یا اللہ: میں نے کتنی بار توبہ کی، قسمیں کھائیں، واسطے دیئے کہ اب یہ گناہ نہ کروں گا لیکن جب شیطان نے اس گناہ کی طرف دعوت دی مجھے میرے نفس نے اس کو مزین کر کے سامنے کیا تو میں نے بے دھڑک اس گناہ کا ارتکاب کیا۔ افسوس مجھے لوگوں سے تو حیا آئی لیکن آپ سے کبھی حیا نہ کی کہ آپ ہر وقت دیکھنے اور خبر رکھنے والے ہیں۔ یہ جانتے ہوئے بھی کہ آپ سے کہاں چھپ سکتا ہوں نہ کوئی مکان، نہ اندھیرا، نہ کوئی حیلہ و تدبیر آپ سے اوجھل کرسکتا ہے۔ افسوس میری اس جرأت پر کہ جس کام کو آپ نے منع کیا تھا میں نے جان کے بھی مخالفت کی پھر بھی آپ نے پردہ فاش نہ کیا بلکہ اپنے بندوں میں اس طرح شامل رکھا کہ گویا میں بھی آپ کا فرمانبردار بندہ ہوں۔ ان گناہوں سے شرمندہ ہوں کہ ان کو سوائے آپ کے اور کوئی نہیں جانتا اگر آپ چاہتے گناہ کرنے کے بعد کوئی نشان چہرے پر لگا دیتے لیکن اے اللہ! تو نے نیکوں کا سا چہرہ بنائے رکھا، لوگوں کی نگاہ میں باعزت رہا۔ لوگ مجھے اپنے نزدیک اچھا ہی سمجھتے رہے ورنہ میں تو جیسا تھا آپ کے علم میں ہے، یہ محض آپ ہی کا فضل و کرم تھا۔ الٰہی! ایسے سب گناہ میرے بخش دیجئے آمین۔

وَاٰخِرُ دَعْوٰنَا اَنِ الْحَمْدُ لِلّٰهِ رَبِّ الْعٰلَمِيْنَ

اَلَّذِيْنَ يَلْمِزُوْنَ الْمُطَّوِّعِيْنَ مِنَ الْمُؤْمِنِيْنَ فِي الصَّدَقٰتِ وَالَّذِيْنَ لَا يَجِدُوْنَ

یہ ایسے ہیں کہ نفل صدقہ دینے والے مسلمانوں پر صدقات کے بارے میں طعن کرتے ہیں اور ان لوگوں پر جن کو بجز محنت و مزدوری

اِلَّا جُهْدَهُمْ فَيَسْخَرُوْنَ مِنْهُمْ ؕ سَخِرَ اللّٰهُ مِنْهُمْ ۫ وَلَهُمْ عَذَابٌ اَلِيْمٌ ﴿۷۹﴾ اِسْتَغْفِرْ لَهُمْ

اور کچھ میسر نہیں ہوتا یعنی ان سے تمسخر کرتے ہیں اللہ تعالیٰ ان کو اس تمسخر کا بدلہ دے گا اور ان کیلئے دردناک سزا ہوگی۔ آپ خواہ اُنکے لئے استغفار کریں

اَوْ لَا تَسْتَغْفِرْ لَهُمْ ؕ اِنْ تَسْتَغْفِرْ لَهُمْ سَبْعِيْنَ مَرَّةً فَلَنْ يَّغْفِرَ اللّٰهُ لَهُمْ ؕ ذٰلِكَ

یا اُن کیلئے استغفار نہ کریں اگر آپ اُن کیلئے ستر بار بھی استغفار کریں گے تب بھی اللہ تعالیٰ اُن کو نہ بخشے گا یہ اس وجہ سے ہے کہ

بِاَنَّهُمْ كَفَرُوْا بِاللّٰهِ وَرَسُوْلِهٖ ؕ وَاللّٰهُ لَا يَهْدِي الْقَوْمَ الْفٰسِقِيْنَ ﴿۸۰﴾ ع

انہوں نے اللہ اور رسول کے ساتھ کفر کیا اور اللہ تعالیٰ ایسے سرکش لوگوں کو ہدایت نہیں کرتا

| | | | | | | | |
|---|---|---|---|---|---|---|---|
| اَلَّذِيْنَ وہ لوگ جو | يَلْمِزُوْنَ عیب لگاتے ہیں | الْمُطَّوِّعِيْنَ خوشی سے کرتے ہیں | مِنَ سے | الْمُؤْمِنِيْنَ مومن (جمع) | فِي میں | الصَّدَقٰتِ صدقہ (جمع) خیرات | |
| وَ اور | الَّذِيْنَ وہ لوگ جو | لَا يَجِدُوْنَ نہیں پاتے | اِلَّا مگر | جُهْدَهُمْ اپنی محنت | فَيَسْخَرُوْنَ وہ مذاق کرتے ہیں | مِنْهُمْ ان سے | |
| سَخِرَ مذاق (کا جواب دیا) | اللّٰهُ اللہ | مِنْهُمْ اُن سے | وَلَهُمْ اور ان کیلئے | عَذَابٌ عذاب | اَلِيْمٌ دردناک | اِسْتَغْفِرْ لَهُمْ تو بخشش مانگ ان کیلئے | |
| اَوْ یا | لَا تَسْتَغْفِرْ بخشش نہ مانگ | لَهُمْ ان کیلئے | اِنْ اگر | تَسْتَغْفِرْ آپ بخشش مانگیں | لَهُمْ انکے لئے | سَبْعِيْنَ ستر | مَرَّةً بار |
| فَلَنْ يَّغْفِرَ تو ہرگز نہ بخشے گا | اللّٰهُ اللہ | لَهُمْ ان کو | ذٰلِكَ یہ | بِاَنَّهُمْ کیونکہ وہ | كَفَرُوْا انہوں نے کفر کیا | بِاللّٰهِ اللہ سے | وَرَسُوْلِهٖ اور اسکا رسول |
| وَ اور | اللّٰهُ اللہ | لَا يَهْدِي ہدایت نہیں دیتا | الْقَوْمَ لوگ | الْفٰسِقِيْنَ نافرمان | | | |

## منافقوں کی مسلمانوں پر نکتہ چینی

منافقوں کی بدخصلتوں میں سے ایک خصلت یہ بھی تھی کہ وہ مسلمانوں پر ہروقت نکتہ چینی کرتے تھے اگر کوئی مسلمان بخلوص خاطر کچھ زائد مال صدقہ میں دیتا تو وہ کہتے کہ اس نے دکھانے اور ریا کرنے کیلئے دیا ہے اور کوئی غریب مسلمان جس کو زیادہ مال میسر نہ تھا معمولی چیز بطور صدقہ پیش کرتا تو اس کا مذاق اڑاتے۔ چنانچہ ایک مرتبہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے مسلمانوں کو صدقہ کرنے کی ترغیب دی۔ حضرت عبدالرحمان بن عوف رضی اللہ عنہ نے چار ہزار دینار یا درہم حاضر کردیئے۔ ایک دوسرے صحابی عاصم بن عدی رضی اللہ عنہ نے ایک سو وسق کھجوریں جن کی قیمت چار ہزار درہم ہوتی تھی پیش کیں۔ منافقین کہنے لگے کہ ان دونوں نے دکھلاوے اور نام و نمود کو اتنا دیا ہے ایک غریب صحابی رضی اللہ عنہ جو محنت و مشقت سے تھوڑا سا کما کر لائے اس میں سے ایک صاع چھوارے صدقہ کیا تو منافقین مذاق اڑانے لگے کہ یہ خواہ مخواہ لہو لگا کر شہیدوں میں داخل ہونا چاہتا ہے۔ بھلا اس کی ایک صاع کھجوریں کیا پکار کریں گی۔ غرض تھوڑا دینے والا اور زیادہ دینے والا کوئی ان کی زبان سے بچتا نہ تھا۔ کسی پر طعن، کسی پر تمسخر، حق تعالیٰ نے اس پر وعید سنائی کہ اس کے طعن و تمسخر کا ان کو بدلہ ملے گا۔ بظاہر تو وہ چندروز کیلئے مسخراپن کرنے کیلئے آزاد چھوڑ دیئے گئے ہیں لیکن فی الحقیقت اندر ہی اندر ان کی جڑیں کٹتی چلی جارہی ہیں اور عذاب الیم ان کیلئے تیار ہے جو قطعی طور پر ان کیلئے تجویز ہو چکا ہے۔ لہٰذا اے نبی صلی اللہ علیہ وسلم آپ ان طعن و تمسخر کرنے والے منافقین کیلئے دعا مغفرت کریں یا نہ کریں ان کے حق میں بالکل بیکار اور بے فائدہ ہے۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم اگر ان کیلئے ستر مرتبہ بھی خدا سے مغفرت مانگیں تب بھی اللہ تعالیٰ ان کو ہرگز نہ بخشے گا اور وجہ اس کی یہ ہے کہ انہوں نے اللہ اور اس کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ کفر کیا کہ تمسخر کی حد تک پہنچ

گئے۔ جس سے مغفرت کی صلاحیت اور اہلیت ہی ختم ہو گئی۔ اللہ اور اس کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ تمسخر اس امر کی دلیل ہے کہ ان کے دل پر مہر لگ چکی ہے اور ایسے فاسقوں اور نافرمانوں کو جو اپنے کفر میں اتنے سرکش ہو گئے ہوں اللہ تعالیٰ راہ ہدایت نہیں دکھاتا۔ خدا ان بدبخت کافروں اور نافرمانوں کو کبھی معاف نہ کرے گا۔

## رئیس المنافقین عبداللہ بن ابی کے جنازہ کا واقعہ

مفسرین نے لکھا ہے کہ یہاں دوسری آیت "استغفرلهم اولا تستغفرلهم" سے متعلق مدینہ میں واقعہ یہ پیش آیا کہ مدینہ میں رئیس المنافقین عبداللہ بن ابی کا انتقال ہوا۔ اس کے بیٹے عبداللہ مومن مخلص تھے۔ وہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت گرامی میں حاضر ہوئے باپ کے مرنے کی اطلاع دی اور باپ کیلئے دعائے مغفرت کے طالب ہوئے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے نماز جنازہ پڑھانے کی بھی درخواست کی۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم کھڑے ہو گئے۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنا قمیص مبارک کفن میں دیا۔ نماز جنازہ پڑھی اور دعائے مغفرت کی۔ حضرت عمر رضی اللہ عنہ اس معاملہ میں آڑے آتے تھے اور کہتے تھے کہ یارسول اللہ یہ وہی شخص تو ہے جس نے فلاں فلاں وقت ایسی ایسی نالائق حرکات کیں۔ ہمیشہ منافقین کا علمبردار رہا۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا اے عمر رضی اللہ عنہ مجھ کو استغفار سے منع نہیں کیا گیا۔ بلکہ آزاد رکھا گیا ہے کہ استغفار کروں یا نہ کروں یہ خدا کا فعل ہے کہ ان کو معاف نہ کرے یعنی ان کے حق میں استغفار نافع نہ ہو سوان کے حق میں نہ سہی ممکن ہے دوسروں کے حق میں میرا یہ طرز عمل نافع ہو جائے دوسرے لوگ موذی اور دشمن کے حق میں نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے اس وسعت اخلاق اور وفور رحمت و شفقت کو دیکھ کر اسلام اور پیغمبر اسلام کے گرویدہ ہو جائیں۔ چنانچہ ایسا ہی ہوا بہت سے یہودی آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی یہ مہربانی دیکھ کر مسلمان ہو گئے۔ صحیح بخاری کی ایک روایت میں آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ اگر میں جانتا کہ ۷۰ مرتبہ سے زیادہ استغفار کرنے سے اس کی مغفرت ہو سکتی ہے تو میں ۷۰ مرتبہ سے زائد استغفار کرتا گویا اس جملہ میں آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے متنبہ فرما دیا کہ حضرت عمر رضی اللہ عنہ کی طرح آپ صلی اللہ علیہ وسلم بھی اس حق میں استغفار کو غیر مفید تصور فرما رہے تھے۔ فرق اس قدر ہے کہ حضرت عمر رضی اللہ عنہ کی نظر بغض فی اللہ کے جوش میں صرف اسی نقطہ پر تھی اور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم میت کے فائدہ سے قطع نظر فرما کر عام پیغمبرانہ شفقت کے اظہار کے فائدہ کا خیال فرما رہے تھے۔ چنانچہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے جنازہ کی نماز پڑھائی اور روایت میں ہے کہ اس نماز میں صحابہ رضی اللہ عنہم بھی آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی اقتدا میں تھے اور جنازہ کے ساتھ بھی گئے اور دفن میں بھی موجود رہے۔ حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے فرمایا کہ اس کے بعد مجھے اپنی اس گستاخی پر بہت ہی افسوس ہونے لگا کہ میں نے ایسی اور اس قدر جرأت کیوں کی۔ لیکن آخر کار صریح حکم اس معاملہ میں نازل ہوا اور آیت "ولاتصل علی احد منهم مات ابدا ولا تقم علی قبره" جو چند آیات کے بعد آ گے آتی ہے۔ نازل ہوئی اور آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کو حکم ہوا کہ ان میں سے اگر کوئی مر جائے تو اس پر کبھی نماز نہ پڑھیے اور نہ اس کی قبر پر کھڑے ہوئیے۔ اس حکم کے نزول کے بعد پھر حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے کسی منافق کے جنازہ کی نماز نہیں پڑھی۔ تو حاصل ارشاد ان آیات کا یہ ہے کہ منافق درحقیقت کافر ہیں۔ لہٰذا اے نبی صلی اللہ علیہ وسلم آپ ان کیلئے دعا مغفرت کریں یا نہ کریں۔ اللہ تعالیٰ ان کو ہرگز معاف نہیں کرے گا کیونکہ یہ اللہ اور اسکے رسول صلی اللہ علیہ وسلم کے منکر ہیں۔ یعنی ان کا کفران کی مغفرت نہ ہونے کا سبب ہے۔

## کسی کا مذاق اڑانا ناجائز ہے

ان آیات سے صاف معلوم ہوا کہ کسی مومن پر ناجائز طنز یا کسی کا مذاق اڑانا نفاق کی علامت ہے اس لئے مسلمانوں کو اس سے سختی سے پرہیز لازم ہے۔ آیت سے یہ بھی معلوم ہوا کہ صدقہ یا خیرات خواہ قلیل ہو یا کثیر اگر بخلوص نیت ہو تو مقبول ہے۔ جس طرح دولت مندوں کا دل کھول کر راہ خدا میں دینا قابل مدح ہے ویسے ہی غریب مزدوروں کا محنت مزدوری کر کے تھوڑی سی خیرات کرنی بھی قابل تحسین ہے۔ نیز یہ بھی صاف معلوم ہوا کہ کفر ایسی سخت چیز ہے کہ اس کے ہوتے ہوئے پیغمبر صلی اللہ علیہ وسلم بر حق تک کی استغفار سودمند نہیں۔

فقہاء نے یہیں سے یہ مسئلہ مستنبط کیا ہے کہ کافر کیلئے استغفار اور اس کی نماز جنازہ جائز نہیں۔ نیز یہ بھی معلوم ہوا کہ جو لوگ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے منکر ہوں اگرچہ وہ خدا کو مانتے ہوں تب بھی وہ کافر ہی ہیں۔

وَاٰخِرُ دَعْوٰنَا اَنِ الْحَمْدُ لِلّٰهِ رَبِّ الْعٰلَمِيْنَ

فَرِحَ الْمُخَلَّفُوْنَ بِمَقْعَدِهِمْ خِلٰفَ رَسُوْلِ اللّٰهِ وَكَرِهُوْٓا اَنْ يُّجَاهِدُوْا بِاَمْوَالِهِمْ

یہ پیچھے رہ جانیوالے خوش ہو گئے رسول اللہ کے بعد اپنے بیٹھے رہنے پر اور ان کو اللہ کی راہ میں اپنے مال

وَاَنْفُسِهِمْ فِيْ سَبِيْلِ اللّٰهِ وَقَالُوْا لَا تَنْفِرُوْا فِي الْحَرِّ ۭ قُلْ نَارُ جَهَنَّمَ اَشَدُّ حَرًّا ۭ لَوْ

اور جان کے ساتھ جہاد کرنا ناگوار ہوا اور کہنے لگے کہ تم گرمی میں مت نکلو آپ کہہ دیجئے کہ جہنم کی آگ زیادہ گرم ہے کیا خوب ہوتا

كَانُوْا يَفْقَهُوْنَ ﴿٨١﴾ فَلْيَضْحَكُوْا قَلِيْلًا وَّلْيَبْكُوْا كَثِيْرًا ۚ جَزَاۗءًۢ بِمَا كَانُوْا يَكْسِبُوْنَ ﴿٨٢﴾

اگر وہ سمجھتے۔ سو تھوڑے دنوں ہنس لیں اور بہت دنوں روتے رہیں ان کاموں کے بدلہ میں جو کچھ کیا کرتے تھے

| | | | | | | |
|---|---|---|---|---|---|---|
| فَرِحَ خوش ہوئے | الْمُخَلَّفُوْنَ پیچھے رہنے والے | بِمَقْعَدِهِمْ اپنے بیٹھ رہنے سے | خِلٰفَ خلاف (پیچھے) | رَسُوْلِ رسول | اللّٰهِ اللہ | |
| وَكَرِهُوْٓا اور انہوں نے ناپسند کیا | اَنْ کہ | يُّجَاهِدُوْا وہ جہاد کریں | بِاَمْوَالِهِمْ اپنے مالوں سے | وَاَنْفُسِهِمْ اور اپنی جانیں | فِيْ میں | |
| سَبِيْلِ اللّٰهِ اللہ کی راہ | وَقَالُوْا اور انہوں نے کہا | لَا تَنْفِرُوْا نہ کوچ کرو | فِي الْحَرِّ گرمی میں | قُلْ آپ کہدیں | نَارُ جَهَنَّمَ جہنم کی آگ | |
| اَشَدُّ سب سے زیادہ | حَرًّا گرمی میں | لَوْ کاش | كَانُوْا يَفْقَهُوْنَ وہ سمجھ رکھتے | فَلْيَضْحَكُوْا چاہیے وہ ہنسیں | قَلِيْلًا تھوڑا | وَلْيَبْكُوْا اور روئیں |
| كَثِيْرًا زیادہ | جَزَاۗءً بدلہ | بِمَا اس کا جواب | كَانُوْا يَكْسِبُوْنَ وہ کماتے تھے | | | |

## غزوہ تبوک کا پس منظر

اب آگے پانچواں جرم ان منافقین کے متعلق بیان فرمایا جاتا ہے جو غزوہ تبوک کی شرکت سے علیحدہ رہے۔ غزوہ تبوک بھی تاریخ اسلام میں ایک خاص اہمیت رکھتا ہے اس لئے آیت کی تشریح سے پہلے غزوہ تبوک کا تاریخی پس منظر بیان کیا جاتا ہے۔

## اسلامی وفد اور قاصد کا قتل

صلح حدیبیہ کے بعد نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے اسلام کی دعوت پھیلانے کیلئے جو وفد عرب کے مختلف حصوں میں بھیجے تھے ان میں سے ایک شمال کی طرف سرحد شام سے متصل قبائل میں بھی گیا تھا یہ زیادہ تر عیسائی مذہب کے پیروکار تھے اور قیصر شاہ روم کے زیر اثر تھے۔ ان لوگوں نے اسلامی وفد کے ۱۵ حضرات کو قتل کر دیا اور صرف رئیس وفد حضرت کعب بن عمیر غفاری رضی اللہ عنہ بچ کر واپس آئے۔

اسی زمانہ میں حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے بصریٰ کے رئیس و سردار شرحبیل کے نام بھی دعوت اسلام کا پیغام بھیجا تھا مگر اس نے آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے قاصد حضرت حارث بن عمیر رضی اللہ عنہ کو اول قید کیا پھر سامنے بلا کر قتل کر دیا۔ یہ سردار بھی عیسائی تھا اور براہ راست قیصر روم کے احکام کا تابع تھا۔

## تین ہزار مجاہدین کے لشکر کی روانگی

ان وجوہ سے حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم کو نہایت رنج اور غصہ تھا آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے جمادی الاولیٰ ۸ ہجری میں تین ہزار مجاہدین کی ایک فوج سرحد شام کی طرف بھیجی کہ اس ظالم اور بدعہد سردار شرحبیل سے اس غدر اور بے رحمی کا انتقام لے۔ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے اس فوج کا سپہ سالار اور امیر لشکر حضرت زید بن حارثہ کو مقرر فرمایا اور یہ ارشاد فرمایا کہ اول اس مقام پر جانا جہاں حارث بن عمیر رضی اللہ عنہ شہید ہوئے اور ان لوگوں کو اسلام کی دعوت دینا۔ اگر وہ اس دعوت کو قبول کر لیں تو بہتر ورنہ اللہ ذوالجلال سے اعانت اور امداد کی درخواست کر کے ان سے جہاد و قتال کرنا۔ حضور صلی اللہ علیہ وسلم خود بنفس نفیس کچھ دور اس لشکر کے ہمراہ تشریف لے گئے اور پھر لشکر کو

رخصت کرتے وقت یہ وصیت فرمائی کہ ہر حال میں تقویٰ و پرہیز گاری کو ملحوظ رکھیں۔ اپنے رفقاء کی خیر خواہی کریں اللہ کی راہ میں اللہ کے نام پر اللہ سے کفر کرنے والوں سے جہاد وقتال کریں۔ غدر اور خیانت نہ کریں کسی بچہ، عورت اور بوڑھے کو قتل نہ کریں۔

## دولاکھ سے زائد کافروں کا لشکر

شرحبیل کو جب اسلامی لشکر کی روانگی کا علم ہوا تو ایک لاکھ سے زائد لشکر مسلمانوں کے مقابلہ کیلئے جمع کیا اور ایک لاکھ فوج سے ہرقل شاہ روم خود شرحبیل کی مدد کیلئے تیار تھا۔

## مجاہدین کا اہم مشورہ اور کافروں سے مقابلہ

اسلامی لشکر جب راستہ معان میں پہنچا تو مسلمانوں کو اس کا علم ہوا کہ دولاکھ سے زیادہ سپاہ کا لشکر جرار ہم تین ہزار مسلمانوں کے مقابلہ کیلئے مقام بلقاء میں جمع ہوا ہے۔ مسلمانوں کا لشکر دو شب معان میں ٹھہرا اور مشورہ ہوتا رہا کہ کیا کرنا چاہئے۔ رائے یہ ہوئی کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو اطلاع دی جائے اور آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے حکم اور مزید فوجی امداد کا انتظار کیا جائے اور مدینہ سے کافی کمک آجائے تو آگے بڑھا جائے۔ لشکریوں میں سے حضرت عبداللہ بن رواحہ رضی اللہ عنہ سے رہا نہ گیا اور آپ رضی اللہ عنہ نے لشکریوں کو مخاطب کر کے کہا۔ ''اے قوم خدا کی قسم جس بات کو تم مکروہ سمجھ رہے ہو وہ تو وہی شہادت ہے جس کی تلاش میں تم مدینہ سے نکلے ہو۔ ہم کافروں سے کسی قوت اور کثرت کی وجہ سے نہیں لڑتے ہمارا لڑنا تو محض اس دین اسلام کی وجہ سے ہے جس سے اللہ تعالیٰ نے ہم کو عزت بخشی ہے۔ پس اٹھو اور چلو دو بھلائیوں میں سے ایک بھلائی ضرور حاصل ہوگی۔ یا تو کفار پر غلبہ حاصل ہوگا یا شہادت کی نعمت نصیب ہوگی''۔ یہ سن کر مسلمانوں کے بدن میں حرارت پیدا ہوگئی اور رگ شجاعت میں ہمت ومردانگی کا خون دوڑنے لگا اور سب نے کہا کہ خدا کی قسم ابن رواحہ رضی اللہ عنہ نے بالکل سچ کہا اور خدائے واحد کے پرستاروں اور جانبازوں کی یہ تین ہزار کی جمعیت دشمنان دین کے دولاکھ کے لشکر جرار کے مقابلہ کیلئے موتہ کی طرف روانہ ہوئے۔ اور موتہ کے میدان میں دونوں جماعتیں مقابلہ کیلئے آمنے سامنے ہوگئیں۔

## حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی ہدایات اور مجاہدین کی جانبازیاں

مدینہ سے چلتے وقت جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے لشکر کی سرداری کا جھنڈا حضرت زید بن حارثہ رضی اللہ عنہ کے ہاتھ میں دیا تھا اور یوں فرمایا تھا کہ اگر زید شہید ہوجائیں تو جعفر بن ابی طالب رضی اللہ عنہ کو جھنڈا لینا چاہئے اور جعفر بھی شہید ہوجائیں تو عبداللہ بن رواحہ جھنڈا لیں اور یہ بھی شہید ہوں تو مسلمانوں میں سے کوئی شخص حاکم بنالیا جائے گویا ان الفاظ سے حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے اشارہ کردیا تھا کہ ایسا ضرور ہونا چاہئے۔ چنانچہ صبح ہوتے ہی میدان جنگ میں کشت وخون کا بازار گرم ہوا۔ خون کی سرخ ندیاں بہنے لگیں آخر حضرت زید رضی اللہ عنہ زخمی ہوئے اور نیزوں کی چھاؤں میں گھر گئے اور لڑتے لڑتے شہید ہوگئے۔ حضرت زید رضی اللہ عنہ شہید کے ہاتھ سے اسلامی جھنڈے کا چھوٹنا تھا کہ حضرت جعفر رضی اللہ عنہ نے لپک کر اسے اٹھالیا اور للکارا کہ بہادر مسلمانو آگے بڑھو اور خدا پر نظر رکھ کر دشمنوں کا قلع قمع کردو۔ مسلمان شیر ببر کی طرح لپکے اور دشمنوں کے جم غفیر میں گھستے چلے گئے۔ گھمسان کی لڑائی ہورہی تھی۔ دشمنوں نے حضرت جعفر کو ہر طرف سے گھیر لیا اور آپ کا گھوڑا زخمی ہوگیا تو گھوڑے سے اتر کر آئے اور خدا کے دشمنوں سے لڑتے رہے لڑتے لڑتے جب داہنا ہاتھ کٹ گیا تو علم کو بائیں ہاتھ سے سنبھالا۔ جب بایاں ہاتھ بھی کٹ گیا تو علم کو سینہ پر رکھ کر دانتوں سے داب لیا۔ یہاں تک کہ شہید ہوگئے۔ صحیح بخاری میں حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ جب حضرت جعفر کی لاش کو تلاش کیا گیا تو ۹۰ سے زیادہ تیر اور تلوار کے زخم تھے اور سب زخم سامنے تھے۔ پشت کی جانب کوئی زخم نہ تھا۔ چونکہ ان کے دونوں ہاتھ خدا کی راہ میں کام آئے اس لئے حق تعالیٰ نے ان کو دو بازو عطا فرمائے جن میں پرواز کی طاقت دی گئی کہ جنت میں جہاں چاہیں اڑتے پھریں۔ چنانچہ اب بھی ان کا لقب جعفر طیار اور ذوالجناحین ہے جس کے معنی ہیں اڑنے والا اور دو بازو والا۔

حضرت جعفر طیار کے ہاتھ سے اسلامی نشان گرا تو حضرت عبداللہ بن رواحہ نے فوراً اپنے ہاتھ میں لے لیا اور آگے بڑھے لڑے اور خوب لڑے مگر امر حق ان کیلئے مقدر ہو چکا تھا اس لئے تھوڑی ہی دیر بعد یہ بھی شہید ہو کر عالم بقا کو سدھارے۔

## حضرت خالد رضی اللہ عنہ کی سپہ سالاری اور فتح

حضرت عبداللہ بن رواحہ رضی اللہ عنہ کی شہادت کے بعد امیر لشکر حضرت خالد بن ولید رضی اللہ عنہ بنائے گئے اور انہوں نے اسلامی نشان لے کر قدم آگے بڑھایا اور نہایت شجاعت اور مردانگی سے دشمنوں کا مقابلہ کیا اور عیسائی لشکر کو چیرتے پھاڑتے آگے چلے گئے۔ حضرت سیف اللہ رضی اللہ عنہ کو اس جنگ میں یکے بعد دیگرے نو تلواریں بدلنی پڑیں اور آخر ایک چوڑی یمانی تلوار نے دیر تک کام دیا۔ جس کا آخر انجام یہ ہوا کہ رومی عیسائی فوج ٹھہر نہ سکی اور سینکڑوں ہزاروں لاشیں چھوڑ کر میدان سے رخ پھیر گئی۔ اسلامی لشکر بھی لڑتے لڑتے تھک گیا تھا۔ اس غزوہ میں مسلمانوں میں ۱۲ شہید ہوئے تھے۔ رومیوں کی پسپائی کے بعد حضرت خالد بن ولید رضی اللہ عنہ نے تعاقب ان کا مناسب نہ سمجھا اور یوں بھی جنگ سے مقصود ملک گیری نہ تھا بلکہ اس ظلم کا انتقام لینا تھا جو قاصد رسول صلی اللہ علیہ وسلم مظلوم شہید حضرت حارث بن عمیر رضی اللہ عنہ کے ساتھ کیا گیا تھا اسی موتہ کے مقام پر انکو شرحبیل حاکم بصریٰ نے قتل کرایا تھا۔ سو انتقام بھرپور حاصل ہو چکا تھا اس لئے مدینہ کی طرف واپسی مناسب معلوم ہوئی اور اسلامی لشکر مدینہ واپس ہوا۔

## جنگ موتہ کے نتائج

اس جنگ موتہ کے نتیجہ کو دیکھ کر سارا عرب اور تمام قرب وجوار کے ممالک یہ دیکھ کر ششدر اور حیران رہ گئے کہ کفار باوجود اتنی کثرت کے اہل اسلام پر غالب نہ آسکے اور بری طرح شکست کھائی۔ اس جنگ کے نتیجہ میں اور شام اور اس سے متصل رہنے والے قبائل اسلام کی طرف مائل ہو گئے اور وہ ہزاروں کی تعداد میں مسلمان ہو گئے۔

## قیصر روم کی تیاری اور غزوہ تبوک کی شروعات

اب قیصر روم نے جو اس وقت دنیا کی دو بڑی سلطنتوں میں سے ایک تھی مسلمانوں کو جنگ موتہ کی سزا دینے کیلئے تیاری شروع کر دی اور دوسرے ہی سال اس کے ماتحت جتنے سردار تھے وہ سب فوجیں اکٹھا کرنے لگے۔ جب نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کو یہ اطلاع ملی کہ شاہ روم مدینہ پر حملہ کرنا چاہتا ہے اور لشکر جرار لے کر براہ شام حجاز کی طرف آنے کا قصد رکھتا ہے تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فیصلہ فرمایا کہ خود ہی اس پر لشکر کشی فرمائیں۔ اور اس سے پہلے کہ وہ حدود عرب میں داخل ہو اس کو روک کر مقابل بنائیں۔ چنانچہ ماہ رجب ۹ ہجری میں آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے اس سفر کا ارادہ فرمایا تاکہ دشمنوں کی سرحد (تبوک) پر پہنچ کر وہیں ان کا مقابلہ کیا جائے۔ چنانچہ آپ نے عام مسلمانوں کو حکم دے دیا کہ شاہ روم پر حملہ کی غرض سے جہاد کی جلد تیاریاں کریں۔ مسلمانوں کیلئے یہ وقت بھی سخت امتحان کا تھا کہ سفر دور دراز کا تھا اور گرمی سخت پڑ رہی تھی کہ گھروں میں بھی آرام نہ ملتا تھا۔ پھر کھجور کی فصل جس پر اہل مدینہ کی سال بھر کی گزران کا دارومدار تھا تیار تھی اور اس کے توڑنے کیلئے صبح شام کا انتظار تھا پھر آلات جنگ کی بہت کمی اور تنگی تھی۔ سواریوں اور سرو سامان کا انتظام مشکل تھا سرمایہ کی کمی تھی۔ اور مقابلہ دنیا کی دو سب سے بڑی طاقتوں میں سے ایک سے تھا۔ لیکن اسی حالت میں اللہ کے نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے تیاری جنگ کا اعلان عام کر دیا۔ سرو سامان کی فراہمی کیلئے حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے عام چندہ کی تحریک فرمائی اور ارشاد فرمایا کہ جن کے پاس ہتھیار نہ ہوں ان کو ہتھیار دو۔ جن کے پاس سواریاں نہ ہوں ان کو سواریاں دو جن کے پاس زادراہ اور کھانے پینے کا سامان نہ ہو ان کے لئے وہ مہیا کرو اور جان سے مال سے زبان سے ہمت سے جو کچھ مدد ہو سکے کرو اور جلد چلو تاکہ رومی لشکر حدود حجاز میں داخل نہ ہو جائے مومنین مخلصین سمعاً وطاعۃً کہہ کر جان ومال سے تیاری میں مصروف ہو گئے۔

## صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کی بے مثال قربانی

سب سے پہلے حضرت صدیق اکبر رضی اللہ عنہ نے کل مال لاکر آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے سامنے پیش کر دیا جس کی مقدار چار ہزار درہم تھی۔ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے دریافت فرمایا کہ اہل وعیال کیلئے

کیا چھوڑا ہے تو حضرت صدیق رضی اللہ عنہ نے جواب دیا کہ صرف اللہ اور اس کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم کو چھوڑ آیا ہوں۔ حضرت فاروق اعظم رضی اللہ عنہ نے تمام اثاث البیت نقد اور جنس کا نصف حصہ پیش کیا۔ حضرت عثمان غنی رضی اللہ عنہ نے سب سے زیادہ اعانت کی۔ تین سو اونٹ مع ساز و سامان کے اور ایک ہزار دینار یعنی سونے کی اشرفیاں اور ایک روایت میں ۹۰۰ اونٹ ایک سو گھوڑے اور ایک ہزار دینار سرخ پیش کرنا بتلایا ہے جس سے حضور صلی اللہ علیہ وسلم نہایت مسرور ہوئے اور یہ فرمایا کہ اس عمل صالح کے بعد عثمان کو کوئی عمل ضرر نہیں پہنچا سکے گا۔ اے اللہ میں عثمان سے راضی ہوں تو بھی ان سے راضی ہو۔ حضرت عبدالرحمٰن بن عوف رضی اللہ عنہ نے ۲۰۰ اوقیہ چاندی لا کر پیش کی۔ حضرت عاصم بن عدی رضی اللہ عنہ نے ۷۰ وسق کھجوریں پیش کیں (ایک وسق ۶۰ صاع کا ہوتا ہے) اکثر صحابہ رضی اللہ عنہم نے اپنی اپنی حیثیت کے موافق اس مہم میں امداد کی مگر پھر بھی سواری اور زاد راہ کا پورا سامان نہ ہو سکا۔ جو صحابہ رضی اللہ عنہم بالکل نادار تھے اور جن کے پاس نہ سواری تھی نہ زاد راہ وہ روتے تھے کہ ہم اس شرکت جہاد کی سعادت سے محروم نہ رہیں۔

## مدینہ منورہ میں انتظامیہ کا تقرر

یہ موقع عملاً ایمان و نفاق کے امتیاز کی کسوٹی بن گیا تھا۔ تقریباً ۸۲ شخص جو دکھاوے کے مسلمان تھے حیلے بہانے کر کے اپنے گھروں میں رہ گئے۔ جب صحابہ رضی اللہ عنہم چلنے کیلئے تیار ہو گئے تو حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے حضرت محمد بن مسلمہ انصاری رضی اللہ عنہ کو اپنا قائم مقام اور مدینہ کا والی مقرر کیا حضرت علی رضی اللہ عنہ کو اہل و عیال کی حفاظت اور خبر گیری کیلئے مدینہ میں چھوڑا اور حضرت عبداللہ بن ام مکتوم رضی اللہ عنہ کو اپنی مسجد کا امام مقرر فرمایا۔

## روانگی اور مشکلات سفر

بہر حال رجب ۹ ہجری میں نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم ۳۰ ہزار مجاہدین کے ساتھ شام کی طرف روانہ ہوئے جس میں دس ہزار گھوڑے تھے پھر بھی لشکر میں سواریوں کی بڑی قلت تھی۔ کئی کئی مجاہدین رضی اللہ عنہم کیلئے ایک اونٹ مقرر تھا۔ رسد نہ ہونے سے اکثر جگہ درختوں کے پتے کھانے پڑے جس سے ہونٹ سوج گئے تھے پانی بعض جگہ ملا ہی نہیں اونٹ اگرچہ سواری کیلئے پہلے ہی کم تھے ذبح انہی کو کر کے ان کے پیٹ سے پانی نکال کر پینے کی نوبت آئی۔

## معجزات نبوی صلی اللہ علیہ وسلم

دوران سفر ایک منزل پر ٹھہرے تو پانی نہ تھا لشکری سخت پریشان تھے حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی دعاء سے اللہ تعالیٰ نے مینہ برسا دیا جس سے سب سیراب ہو گئے۔ تبوک پہنچنے سے ایک روز پیشتر آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے صحابہ رضی اللہ عنہم سے ارشاد فرمایا کہ کل چاشت کے وقت تم تبوک کے چشمہ پر پہنچو گے جس میں پانی بہت قلیل ہے تو جو شخص اس چشمہ پر مجھ سے پہلے پہنچ جائے اس کے پانی کو ہاتھ نہ لگائے جب آپ صلی اللہ علیہ وسلم اگلے روز اس چشمہ پر پہنچے تو پانی کا ایک ایک قطرہ اس میں سے رس رہا تھا۔ بدقت تمام کچھ پانی ایک برتن میں جمع کیا گیا۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے اس پانی سے اپنا منہ ہاتھ دھو کر پھر اسی چشمہ میں ڈال دیا اور بعض روایات میں ہے کہ کلی چشمہ میں ڈال دی۔ کلی کا ڈالنا تھا کہ پانی فوارہ کی طرح چشمہ سے ابلنے لگا اور خدا جانے کہاں سے اتنے سوت کھل گئے کہ قریب ۲۰ دن کے عرصہ میں ۳۰ ہزار کا لشکر پینے، وضو کرنے، نہانے، دھونے اور جانوروں کے پلانے کیلئے کفایت سے بھی زیادہ خرچ کرتا رہا اور آج تک وہ فوارہ جاری ہے۔

## تبوک میں قیام اور کامیاب واپسی

تبوک پہنچ کر آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے بیس روز قیام فرمایا مگر کوئی مقابلہ پر نہیں آیا اور معلوم ہوا کہ قیصر روم اور اس کے تابعین نے مقابلہ پر آنے کی بجائے اپنی فوجیں سرحد سے ہٹا کر اندرون ملک لے گئے اور مقابلہ کی نوبت نہ آئی دشمن مرعوب ہو گیا اور آس پاس کے قبائل نے حاضر ہو کر سر تسلیم خم کیا اور اسلامی سلطنت کو جزیہ دینا منظور کیا۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے انکو صلح نامہ لکھوا کر عطا فرمایا اور پھر آپ صلی اللہ علیہ وسلم مع الخیر تبوک سے مدینہ منورہ واپس پہنچ گئے تھی غزوہ تبوک کی تفصیل اور تاریخی پس منظر۔

## منافقین کا کردار

ان آیات میں منافقوں کا حال بتایا جاتا ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے پیچھے منافقوں کی جو جماعت حیلے بہانے کر کے مدینہ میں رہ گئی تھی وہ اپنے حیلہ کی کامیابی اور چال چلنے پر خوش ہوئی۔اس کو گوارا نہ ہوا کہ راہ خدا میں مالی اور جانی قربانی کرے بلکہ گرمی کی شدت کی وجہ سے انہوں نے باہم ایک دوسرے کو جہاد پر جانے سے منع کیا۔ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کو خطاب فرما کر ارشاد ہوتا ہے کہ اے نبی صلی اللہ علیہ وسلم آپ ان سے کہہ دیجئے کہ تم کو موسمی گرمی کا خیال ہوا حالانکہ دوزخ کی آگ اس سے کہیں زیادہ گرم ہے۔کاش ان میں اتنی سمجھ ہوتی کہ تھوڑی دیر کی تکلیف کو اختیار کرتے اور ابدی نجات حاصل کرتے مگر انہوں نے ابدی عذاب اختیار کیا اور تھوڑی دیر کی تکلیف برداشت نہ کی۔اب ان کو بے انتہا ہمیشہ رونا پڑے گا اور یہ دوامی گریہ انکی بداعمالی کی وجہ سے ہے۔جیسا کیا ویسا بھریں گے۔

## دعا کیجئے

یا اللہ: ہم کو اسلام صادق اور ایمان کامل نصیب فرما اور منافقانہ خصلتوں اور عادتوں سے ہمارے نفوس وقلوب کو محفوظ فرما۔ان شہدائے اسلام کے طفیل جنہوں نے دین کیلئے اپنی جانیں قربان کردیں ہم کو بھی کفار ومشرکین کے ساتھ جہاد فی سبیل اللہ کا جذبہ صادقہ عطا فرما اور دین اسلام کی خدمت میں ہمارا بھی کوئی حصہ مقدر فرما آمین۔

یا اللہ: جس گناہ کو کر کے میں بھول گیا ہوں لیکن آپ کے یہاں وہ لکھا ہوا ہے میں نے اس کو ہلکا سمجھا لیکن نافرمانی پھر نافرمانی ہے وہ آپ کے یہاں موجود پاؤں گا۔میں نے بار ہا علانیہ گناہ کیا آپ نے چھپا لیا۔لوگوں نے دھیان نہ کیا اور ہر ایسا گناہ جس کو آپ نے اس لئے رکھ چھوڑا ہے کہ توبہ کرے گا تو معاف کریں گے الٰہی! میں سچے دل سے توبہ کرتا ہوں مجھے معاف فرما دیجئے اور میری توبہ قبول فرما لیجئے۔

میں نے ایسے گناہ بھی کئے کہ میں کرتا رہا اور ڈرتا رہا ہوں کہ اب پکڑا جاؤں گا مگر آپ نے بچائے رکھا' میں نے گناہ کرنے میں پوری کوشش صرف کردی' رسوائی کا بھی خیال نہ کیا لیکن آپ نے پردہ پوشی ہی فرمائی۔الٰہی وہ گناہ بھی میرے معاف کردے۔

مجھے اس گناہ کی وعید اور سزا معلوم تھی آپ نے اس کے عذاب سے ڈرایا اس کی برائی بیان کی مجھے علم تھا لیکن نفس و شیطان نے اسے ایسا سجایا کہ میں نے آپ کی وعید و دھمکی سے بے اعتنائی برتی۔اے اللہ! مجھے معاف فرما دے۔

وَاٰخِرُ دَعْوٰنَا اَنِ الْحَمْدُ لِلّٰهِ رَبِّ الْعٰلَمِیْنَ

فَاِنْ رَّجَعَكَ اللّٰهُ اِلٰى طَآئِفَةٍ مِّنْهُمْ فَاسْتَاْذَنُوْكَ لِلْخُرُوْجِ فَقُلْ لَّنْ تَخْرُجُوْا

سو اگر خدا تعالیٰ آپ کو اُن کے کسی گروہ کی طرف واپس لائے پھر یہ لوگ چلنے کی اجازت مانگیں تو یوں کہہ دیجئے کہ تم کبھی بھی میرے ساتھ نہ چلو گے

مَعِيَ اَبَدًا وَّلَنْ تُقَاتِلُوْا مَعِيَ عَدُوًّا ؕ اِنَّكُمْ رَضِيْتُمْ بِالْقُعُوْدِ اَوَّلَ مَرَّةٍ فَاقْعُدُوْا

اور نہ میرے ہمراہ ہو کر کسی دشمن سے لڑو گے تم نے پہلی بھی بیٹھے رہنے کو پسند کیا تھا تو ان لوگوں کے ساتھ بیٹھے رہو

مَعَ الْخٰلِفِيْنَ ۝٨٣ وَلَا تُصَلِّ عَلٰٓى اَحَدٍ مِّنْهُمْ مَّاتَ اَبَدًا وَّلَا تَقُمْ عَلٰى قَبْرِهٖ ؕ اِنَّهُمْ

جو پیچھے رہ جانے کے لائق ہی ہیں۔ اور ان میں کوئی مرجاوے تو اس پر کبھی نماز نہ پڑھئے اور نہ اس کی قبر پر کھڑے ہو جئے

كَفَرُوْا بِاللّٰهِ وَرَسُوْلِهٖ وَمَاتُوْا وَهُمْ فٰسِقُوْنَ ۝٨٤

انہوں نے اللہ اور اس کے رسول کے ساتھ کفر کیا ہے اور وہ حالتِ کفر ہی میں مرے ہیں۔

| | | | | | | | | |
|---|---|---|---|---|---|---|---|---|
| فَاِنْ پھر اگر | رَّجَعَكَ وہ آپکو واپس لے جائے | اللّٰهُ اللہ | اِلٰى طرف | طَآئِفَةٍ کسی گروہ | مِّنْهُمْ ان سے | فَاسْتَاْذَنُوْكَ پھر وہ آپ سے اجازت مانگیں | | |
| لِلْخُرُوْجِ نکلنے کیلئے | فَقُلْ تو آپ کہہ دیں | لَّنْ تَخْرُجُوْا تم ہرگز نہ نکلو گے | مَعِيَ میرے ساتھ | اَبَدًا کبھی بھی | وَّ اور | لَنْ تُقَاتِلُوْا ہرگز نہ لڑو گے | | |
| مَعِيَ میرے ساتھ | عَدُوًّا دشمن | اِنَّكُمْ بیشک تم | رَضِيْتُمْ تم نے پسند کیا | بِالْقُعُوْدِ بیٹھ رہنے کو | اَوَّلَ پہلی | مَرَّةٍ بار | فَاقْعُدُوْا سو تم بیٹھو | مَعَ ساتھ |
| الْخٰلِفِيْنَ پیچھے رہ جانے والے | وَلَا تُصَلِّ اور نہ پڑھنا نماز | عَلٰى پر | اَحَدٍ کوئی | مِّنْهُمْ ان سے | مَّاتَ مرگیا | اَبَدًا کبھی | وَلَا تَقُمْ اور نہ کھڑے ہونا | |
| عَلٰى پر | قَبْرِهٖ اس کی قبر | اِنَّهُمْ بیشک وہ | كَفَرُوْا انہوں نے کفر کیا | بِاللّٰهِ اللہ سے | وَرَسُوْلِهٖ اور اسکا رسول | وَمَاتُوْا اور وہ مرے | وَهُمْ جبکہ وہ | فٰسِقُوْنَ نافرمان |

## منافقین کو جہاد میں لے جانے کی ممانعت

منافقین مدینہ کے متعلق بیان گذشتہ آیات سے چلا آ رہا ہے غزوۂ تبوک کے موقع پر جو ایک نہایت اہم غزوہ تھا اکثر منافقین نے حیلے بہانے اور جھوٹے عذر پیش کر کے خود بھی آرام طلب بنے اور دوسروں کو بھی کہتے کہ ایسی سخت گرمی میں اتنے لمبے اور سخت سفر کے لئے نہ نکلو۔ جس پر انہیں وعید سنائی گئی تھی۔ تو اب آئندہ کے لئے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کو تلقین فرمائی گئی کہ اب اگر آئندہ یہ منافقین بطور خوشامد اور دفع الزام کسی دوسرے غزوہ میں آپ کے ساتھ نکلنے کی اجازت بھی مانگیں تو ان کو اجازت جہاد میں شرکت کی نہ دی جائے اور ان کو صاف جواب دے دیا جائے کہ بس تمہاری ہمت اور شجاعت کا بھانڈا پھوٹ چکا اور تمہارے دلوں کا حال پہلے ظاہر ہو چکا۔ نہ تم کبھی ہمارے ساتھ جہاد میں نکلنے کو پسند کرتے ہو اور نہ دشمنانِ اسلام کے مقابلہ میں جان و مال کی بازی لگا سکتے ہو۔ لہذا اب تم کو تکلیف کرنے کی ضرورت نہیں۔ جیسے پہلے گھروں میں بیٹھے رہنے پر خوش رہے سو اب بھی پیچھے رہنے والوں کے ساتھ گھر میں گھسے عورتوں بچوں اپاہجوں کی طرح بیٹھے رہو۔ جس چیز کو تم نے پہلی بار اپنے لئے پسند کر لیا بس اسی حالت پر رہو۔ خلاصہ یہ کہ یہ حکم منافقین کے لئے بطور دنیاوی سزا کے نافذ کیا گیا کہ اگر آئندہ یہ سچ مچ بھی کسی جہاد میں شرکت کی درخواست کریں تو بھی انہیں شریک نہ کیا جائے۔ تو ایک ہدایت یہاں آیت میں آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کو خطاب کر کے منافقین کے متعلق یہ دی گئی۔

## منافق کا جنازہ پڑھنے کی ممانعت

اب آگے ان کے ساتھ ان کے مرنے کے بعد برتاؤ بیان کیا گیا اور آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کو تلقین فرمایا گیا کہ ان منافقین میں سے

کوئی مر جائے تو اس کی نماز جنازہ آپ کبھی نہ پڑھیں اور دعاء و استغفار کے لئے یا اہتمام دفن کے لئے اس کی قبر پر نہ جائیں اور اس کی وجہ بھی ساتھ ہی ارشاد فرمادی گئی کہ گو بظاہر یہ منافقین مسلمان بنے ہوئے ہیں مگر انہوں نے اللہ اور اس کے رسول کے ساتھ کفر کیا ہے اور وہ اسی حالت کفر میں مرتے ہیں یعنی مرتے دم تک اپنے نفاق سے سچی توبہ انہیں نصیب نہیں ہوتی۔

باتفاق محدثین ومفسرین یہ آیت عبداللہ بن ابی جو مدینہ میں رئیس المنافقین بنا ہوا تھا اس کے واقعہ کے بعد نازل ہوئی جس کا بیان گذشتہ چند آیات پہلے بھی ہو چکا ہے۔

چنانچہ اس آیت کے نزول کے بعد آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے کبھی کسی منافق کے جنازہ کی نماز نہیں پڑھی۔

## منافق کے جنازہ پڑھنے کی ممانعت ابدی ہے

گویا اس آیت کے نزول کے بعد منافقین کا جنازہ پڑھنا قطعاً ممنوع ہوگیا اور یہ حکم ابدی ہوا یعنی منسوخ نہ ہوگا اس لئے کہ نماز جنازہ ایک قسم کی شفاعت ہے اور کافر ومنافق کے لئے شفاعت نہیں اور نماز تو درکنار کسی کافر اور منافق کی قبر پر کھڑا بھی ہونا اور اس کی تجہیز وتکفین میں شرکت کرنا ممنوع ہوگیا کیونکہ اس میں کافر کا اکرام ہے اور اس کی قبر اللہ کے غضب اور قہر کا محل ہے اس لئے مومن کے لئے جائز نہیں کہ ایسی جگہ ایک منٹ کے لئے بھی کھڑا ہو جہاں اللہ کا غضب اور قہر نازل ہو۔

## حضرت عمرؓ کی احتیاط

روایات میں ہے کہ امیر المومنین حضرت عمر رضی اللہ عنہ احتیاطاً ایسے شخص کا جنازہ نہ پڑھتے تھے جس کی نماز جنازہ میں حضرت حذیفہؓ شریک نہ ہوں کیونکہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے حضرت حذیفہؓ کو منافقین کا نام بنام علم کرا دیا تھا۔ اسی لئے ان کا لقب ''صاحب سر رسول اللہ'' ہوا۔ یعنی نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے رازدار۔

## ایک اشکال کا ازالہ

ان آیات سے متعلق ایک اشکال یہ پیدا ہوسکتا ہے کہ عبداللہ بن ابی ایک ایسا منافق تھا جس کا نفاق مختلف اوقات میں ظاہر بھی ہو چکا تھا اور سب منافقوں کا سردار مانا جاتا تھا تو اس کے ساتھ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا یہ امتیازی سلوک کیسے ہوا کہ اس کے کفن کے لئے اپنا قمیص مبارک عطا فرمایا؟ تو علمائے محققین نے اس کے دو سبب لکھے ہیں:۔

اول یہ کہ عبداللہ بن ابی کے صاحبزادے حضرت عبداللہؓ ایک مخلص صحابی تھے۔ ان کی درخواست کو ان کی دلجوئی کے لئے منظور فرمالیا گیا تھا۔ دوسرا سبب ایک یہ بھی ہوسکتا ہے جو بخاری کی حدیث میں بروایت حضرت جابرؓ منقول ہے کہ غزوۂ بدر کے موقع پر جب کچھ قریشی سردار گرفتار کئے گئے تو ان میں آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے چچا حضرت عباسؓ بھی تھے۔ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے دیکھا کہ ان کے بدن پر کرتا نہیں تو صحابہ سے حضورؐ نے ارشاد فرمایا کہ ان کو قمیص پہنادیا جائے۔ حضرت عباسؓ دراز قد تھے۔ عبداللہ بن ابی بھی دراز قد تھا اور اس کے سوا کسی کا قمیص حضرت عباسؓ کے بدن پر درست نہ آیا تو عبداللہ بن ابی کا قمیص لے کر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنے چچا کو پہنادیا تھا اس کے اسی احسان کا بدلہ ادا کرنے کے لئے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنا قمیص اس کے صاحبزادے کو عطا فرمادیا تھا (قرطبی ومعارف القرآن جلد ۴)

پھر علمائے محققین نے یہ بھی لکھا ہے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم جانتے تھے کہ میرے قمیص سے یا نماز پڑھانے سے اس کی مغفرت نہیں ہوگی مگر اس سے دوسری مصالح اسلامیہ حاصل ہونے کی توقع تھی کہ اس کے خاندان کے لوگ اور دوسرے کفار جب آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کا یہ معاملہ اس کے ساتھ دیکھیں گے تو وہ اسلام کے قریب آجائیں گے۔ اور مسلمان ہوجائیں گے اور ممانعت صریح نماز پڑھنے کی اس وقت تک موجود نہ تھی اس لئے آپ نے نماز جنازہ پڑھ لی۔ چنانچہ ایک حدیث میں حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا کہ میرا کرتہ اس کو اللہ کے عذاب سے نہیں بچاسکتا مگر میں نے یہ کام اس لئے کیا کہ مجھے امید ہے کہ اس عمل سے اس کی قوم کے ہزار سے زائد آدمی مسلمان ہوجائیں گے چنانچہ بعض روایات میں ہے کہ اس واقعہ کو دیکھ کر خزرج قبیلہ کے قریب ایک ہزار آدمی مسلمان ہوئے۔

---

دعا کیجئے: یَااَللہُ ہم کو اسلام صادق اور ایمان کامل نصیب فرما اور منافقانہ خصلتوں اور عادتوں سے ہماری حفاظت فرما۔ یَااَللہُ جو گناہ باعث تنگی رزق ہوں باعث مانع خیر وبرکت ہوں باعث محرومی حلاوت عبادت ہوں سب معاف فرمادے۔ وَاٰخِرُ دَعْوٰنَا اَنِ الْحَمْدُ لِلّٰہِ رَبِّ الْعٰلَمِیْنَ

وَلَا تُعْجِبْكَ اَمْوَالُهُمْ وَاَوْلَادُهُمْ ؕ اِنَّمَا يُرِيْدُ اللّٰهُ اَنْ يُّعَذِّبَهُمْ بِهَا فِي الدُّنْيَا

اور اُن کے اموال اور اولاد آپ کو تعجب میں نہ ڈالیں اللہ کو صرف یہ منظور ہے کہ ان چیزوں کی وجہ سے دنیا میں

وَتَزْهَقَ اَنْفُسُهُمْ وَهُمْ كٰفِرُوْنَ ﴿۸۵﴾ وَاِذَآ اُنْزِلَتْ سُوْرَةٌ اَنْ اٰمِنُوْا بِاللّٰهِ وَجَاهِدُوْا

ان کو گرفتار عذاب رکھے اور ان کا دم حالتِ کفر ہی میں نکل جاوے۔ اور جب کبھی کوئی ٹکڑا قرآن کا اس مضمون میں نازل کیا جاتا ہے کہ تم اللہ پر ایمان لاؤ اور

مَعَ رَسُوْلِهِ اسْتَاْذَنَكَ اُولُوا الطَّوْلِ مِنْهُمْ وَقَالُوْا ذَرْنَا نَكُنْ مَّعَ الْقٰعِدِيْنَ ﴿۸۶﴾ رَضُوْا

اسکے رسول کے ہمراہ ہو کر جہاد کرو تو ان میں کے مقدور والے آپ سے رخصت مانگتے ہیں اور کہتے ہیں ہم کو اجازت دیجئے کہ ہم بھی یہاں ٹھیرنے والوں کیساتھ رہ جاویں

بِاَنْ يَّكُوْنُوْا مَعَ الْخَوَالِفِ وَطُبِعَ عَلٰى قُلُوْبِهِمْ فَهُمْ لَا يَفْقَهُوْنَ ﴿۸۷﴾

وہ لوگ خانہ نشین عورتوں کے ساتھ رہنے پر راضی ہو گئے اور ان کے دلوں پر مہر لگ گئی جس سے وہ سمجھتے ہی نہیں۔

| | | | | | | | |
|---|---|---|---|---|---|---|---|
| وَلَا تُعْجِبْكَ اور آپ کو تعجب میں نہ ڈالیں | اَمْوَالُهُمْ ان کے مال | وَاَوْلَادُهُمْ اور ان کی اولاد | اِنَّمَا صرف | يُرِيْدُ چاہتا ہے | اللّٰهُ اللہ | اَنْ کہ | |
| يُعَذِّبَهُمْ انہیں عذاب دے | بِهَا اس سے | فِي الدُّنْيَا دنیا میں | وَتَزْهَقَ اور نکلیں | اَنْفُسُهُمْ انکی جانیں | وَهُمْ جبکہ وہ | كٰفِرُوْنَ کافر ہوں | |
| وَاِذَآ اور جب | اُنْزِلَتْ نازل کی جاتی ہے | سُوْرَةٌ کوئی سورت | اَنْ کہ | اٰمِنُوْا ایمان لاؤ | بِاللّٰهِ اللہ پر | وَجَاهِدُوْا اور جہاد کرو | مَعَ ساتھ |
| رَسُوْلِهٖ اس کا رسول | اسْتَاْذَنَكَ آپ سے اجازت چاہتے ہیں | اُولُوا الطَّوْلِ مقدور والے | مِنْهُمْ ان سے | وَقَالُوْا اور کہتے ہیں | ذَرْنَا چھوڑ دے ہمیں | | |
| نَكُنْ ہم ہو جائیں | مَّعَ ساتھ | الْقٰعِدِيْنَ بیٹھ رہ جانے والے | رَضُوْا وہ راضی ہوئے | بِاَنْ کہ وہ | يَّكُوْنُوْا ہو جائیں | مَعَ ساتھ | الْخَوَالِفِ پیچھے رہ جانے والی عورتیں |
| وَطُبِعَ اور مہر لگ گئی | عَلٰى پر | قُلُوْبِهِمْ انکے دل | فَهُمْ سو وہ | لَا يَفْقَهُوْنَ سمجھتے نہیں | | | |

## کافروں ومنافقوں کی خوشحالی پر اشکال

ان آیات مذکورہ میں بھی انہی منافقین کا حال بیان کیا گیا ہے جو غزوۂ تبوک میں شریک ہونے سے حیلے بہانے کر کے رک گئے تھے۔ ان منافقین مدینہ میں اکثر مال دار اور خوشحال لوگ ہی تھے۔ ان کی ظاہری دولت مندی اور آسودگی سے سیدھے سادے مسلمانوں کو یہ خیال ہو سکتا تھا کہ جب یہ لوگ یعنی منافقین مردود و نامقبول ہیں تو دنیا میں ان کو مال ودولت کی نعمتیں کیوں ملیں۔ اور یہ کیوں اس قدر بے غم اور آسودہ حال ہیں تو اس شبہ کے ازالہ میں یہاں بتلایا گیا کہ دنیوی عیش وآرام اور کثرت مال واولاد موجب فضیلت یا مقبولیت نہیں۔ کفار ومنافقین کی دولتمندی اور کثرت اولاد درحقیقت رحمت ونعمت نہیں بلکہ زحمت ہے۔ یہ اموال واولاد دنیا میں بھی ان کے لئے عذاب ہی ہے۔ اور آخرت کا عذاب تو اس کے علاوہ ہے ہی ایسی ہی آیت اسی سورۃ میں چار رکوع پہلے بھی گزر چکی ہے مگر چونکہ ایک عظیم شبہ کے ازالہ پر مشتمل ہے اس لئے بغرض تاکید اس کو دوبارہ ذکر کیا گیا۔

## اشکال کا ازالہ

اس لئے کہ عام طبیعتوں میں حرص کا مادہ غالب ہوتا ہے اس لئے مال ودولت کو دیکھ کر نظریں چکا چوند ہو جاتی ہیں سو بتلا دیا کہ اگر مال ودولت خدا تعالیٰ کی اطاعت کا ذریعہ بنیں تو نعمت ہیں اور اگر اس سے غفلت اور اس کی معصیت و نافرمانی کا ذریعہ بنیں تو عذاب اور مصیبت ہیں اور ان کے مال واولاد کا عذاب ہونا اس طرح ہے کہ دنیا میں تحصیل مال اور اس کی حفاظت اور پھر اس کے بڑھانے کی فکر۔

محنت و مشقت میں لگے رہیں کہ کسی وقت کسی حال میں ان کو چین وسکون قلبی نصیب نہ ہو۔ پھر اگر اس مال میں کوئی نقصان یا کمی آ گئی تو اس کی محبت کے باعث اس کے فکر وغم میں مبتلا ہوتے ہیں۔ اور اولاد کے لئے سامان راحت مہیا کرنے میں ہر وقت محنت و مشقت کھینچتے رہتے ہیں۔ اس کے علاوہ یہ دنیا کا مال و متاع چونکہ ان کو آخرت سے غافل کر کے کفر و معاصی میں انہماک کا سبب بنتا ہے اس لئے سبب عذاب ہونے کی وجہ سے بھی اس کو عذاب کہا جا سکتا ہے۔ غرضیکہ جیتے جی یہ مال واولاد ان کے لئے عذاب ہے اور پھر یہ دکھ فقط زندگی ہی کا نہیں۔ مرنے کے وقت ان کی روح مال واولاد میں لٹکتی رہتی ہے اور مال واولاد چھوڑنے کی حسرت و ندامت مرتے وقت بھی چین نہیں لینے دیتی اور اسی بے چینی میں جان تڑپ تڑپ کر نکلتی ہے۔ گویا موت بھی چین کی نصیب نہیں ہوتی۔ اللہ تعالیٰ ایسی موت سے ہمیں اپنی پناہ میں رکھیں اور اپنے ذکر وفکر کے ساتھ ایمان واسلام کی چین وسکون کی موت ہم سب کو نصیب فرمائیں۔ آمین۔

الحاصل اس طرح یہ کثرت مال اور اولاد کفار و منافقین کے حق میں دنیا اور دین کے وبال کا باعث ہے۔

## منافقوں کی حیلہ تراشی

یہ بتلا کر پھر منافقین کی حیلہ تراشی، بے ایمانی، احکام الٰہی سے سرتابی کی کیفیت بیان ہوتی ہے اور بتلایا جاتا ہے کہ جب قرآن کا کوئی حصہ یا سورۃ مالی و جانی جہاد کا حکم لے کر نازل ہوتا ہے تو اچھے تندرست مالدار اور صاحب استطاعت منافق اجازت لینے آتے ہیں کہ ہم کو ان لوگوں کے ساتھ رہنے دیجئے جو کمزور نحیف یا بیمار یا زیادہ بوڑھے یا کم عمر بچے ہیں۔ گویا انہوں نے ان لوگوں کے ساتھ رہ جانا پسند کیا جو کسی شرعی عذر کی وجہ سے جہاد میں شریک ہونے سے معذور ہیں۔ تو بات دراصل یہ ہے کہ ایمان سے ان کے دل خالی ہیں۔ ان کے دلوں پر زنگ بلکہ پردہ اور مہر الٰہی لگ چکی ہے پس وہ جہاد کے انوار و برکات اور اس کی سعادت کو نہیں سمجھتے۔ دانشمندی اور دینی سمجھ اور انجام کار کو سمجھنا ان سے بہت دور ہے۔ حاصل کلام یہ کہ جزا وسزا عذاب وثواب کا یقین ہی نہیں رکھتے ان کا اللہ اور رسول پر ایمان ہی نہیں پھر کس طرح رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے ہمراہ جہاد کر سکتے ہیں اور جانی و مالی قربانی پیش کر سکتے ہیں۔

## جہاد سے گریز نفاق کی علامت ہے

ان آیات سے معلوم ہوا کہ حکم الٰہی خصوصاً حکم جہاد سے گریز کرنے کے لئے حیلہ تراشی کرنا یہ نفاق کی پکی علامت ہے۔ نیز یہ بھی معلوم ہوا کہ جب انسان خود احکام الٰہی سے سرتابی کرتا رہتا ہے تو اس کے دل پر زنگ آ جاتا ہے اور زنگ کے بعد پردہ پڑ جاتا ہے۔ اور اسی کو مہر لگ جانے سے تعبیر کیا گیا ہے جس کے بعد خیر وشر اور حق و باطل کا امتیاز بالکل معدوم ہو جاتا ہے۔

## دعا کیجئے

**یَا اللّٰہُ** ہم کو اپنے راستہ میں جان و مال کی قربانی پیش کرنے کا عزم و جذبہ نصیب فرما۔ مال و دولت کی محبت سے ہمارے دلوں کو فارغ رکھ اور اپنی خوشنودی کے لئے ہمیں اپنے راستہ میں مال خرچ کرنے کی توفیق نصیب فرما۔ آمین۔

**یَا اللّٰہُ** بہت سے گناہ اس طرح کئے ہیں کہ میں جانتا تھا کہ آپ کے سامنے ہوں مگر خیال کیا توبہ کرلوں گا، معافی چاہ لوں گا۔ اللہ العالمین! گناہ کرلیا اور نفس وشیطان نے توبہ واستغفار سے باز رکھا، گناہ پر گناہ کرتا چلا جاتا رہا۔ میں توبہ کرتا ہوں، معافی چاہتا ہوں۔ اے اللہ! مجھے معاف کردے۔

وَاٰخِرُ دَعْوٰنَا اَنِ الْحَمْدُ لِلّٰہِ رَبِّ الْعٰلَمِیْنَ

لٰكِنِ الرَّسُوْلُ وَالَّذِيْنَ اٰمَنُوْا مَعَهٗ جٰهَدُوْا بِاَمْوَالِهِمْ وَاَنْفُسِهِمْ ؕ وَاُولٰٓئِكَ لَهُمُ

ہاں لیکن رسول اللہ اور آپ کی ہمراہی میں جو مسلمان ہیں انہوں نے اپنے مالوں اور جانوں سے جہاد کیا اور انہی کیلئے

الْخَيْرٰتُ ۫ وَاُولٰٓئِكَ هُمُ الْمُفْلِحُوْنَ ﴿۸۸﴾ اَعَدَّ اللّٰهُ لَهُمْ جَنّٰتٍ تَجْرِيْ مِنْ تَحْتِهَا الْاَنْهٰرُ

ساری خوبیاں ہیں اور یہی لوگ کامیاب ہیں۔ اللہ تعالیٰ نے ان کیلئے ایسے باغ مہیا کر رکھے ہیں جن کے نیچے سے نہریں جاری ہیں

خٰلِدِيْنَ فِيْهَا ؕ ذٰلِكَ الْفَوْزُ الْعَظِيْمُ ﴿۸۹﴾

وہ ان میں ہمیشہ کو رہیں گے اور یہ بڑی کامیابی ہے۔

| | | | | | | |
|---|---|---|---|---|---|---|
| لٰكِنِ لیکن | الرَّسُوْلُ رسول | وَالَّذِيْنَ اور وہ لوگ جو | اٰمَنُوْا ایمان لائے | مَعَهٗ اس کے ساتھ | جٰهَدُوْا انہوں نے جہاد کیا | بِاَمْوَالِهِمْ اپنے مالوں سے |
| وَاَنْفُسِهِمْ اور اپنی جانیں | وَاُولٰٓئِكَ اور وہی لوگ | لَهُمُ ان کیلئے | الْخَيْرٰتُ بھلائیاں | وَاُولٰٓئِكَ اور یہی لوگ | هُمُ وہ | الْمُفْلِحُوْنَ فلاح پانے والے |
| اَعَدَّ تیار کیا | اللّٰهُ اللہ | لَهُمْ ان کیلئے | جَنّٰتٍ باغات | تَجْرِيْ جاری ہیں | مِنْ تَحْتِهَا ان کے نیچے | الْاَنْهٰرُ نہریں |
| خٰلِدِيْنَ ہمیشہ رہیں گے | فِيْهَا ان میں | ذٰلِكَ یہ | الْفَوْزُ کامیابی | الْعَظِيْمُ بڑی | | |

## مخلص و فرمانبرداروں کی تعریف

گذشتہ آیت میں ان منافقین کی مذمت بیان ہوئی تھی جو وسعت، طاقت اور قوت کے ہوتے ہوئے جہاد کے لئے نہیں نکلتے تھے۔ اب ان منافقین کے مقابلہ میں یہاں حق تعالیٰ اپنے مخلص فرمانبردار تابعدار بندوں کا مدح کے پیرایہ میں تذکرہ اور ان کے نیک انجام کا ذکر فرماتے ہیں اور بتلایا جاتا ہے کہ اپنے مولیٰ کی رضاجوئی کے لئے جان و مال قربان کرنا یہی بندگی مقبولیت اور محبوبیت کی علامت ہے۔ دیکھو یہ ہیں خدا کے وفادار بندے جو اس کے راستہ میں نہ جان سے ہٹتے ہیں نہ مال سے۔ کیسا ہی خطرہ کا موقع ہو اسلام کی حمایت اور پیغمبر صلی اللہ علیہ وسلم کی معیت میں ہر قربانی کے لئے تیار رہتے ہیں۔ پھر ایسوں کے لئے فلاح و کامیابی نہ ہوگی تو اور کس کے لئے ہوگی۔

تو یہاں صحابہ کرامؓ کے اخلاص کی مدح ان کی جانی و مالی قربانیوں کی مقبولیت کی طرف صاف اشارہ ہے۔ یہاں آیت میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ مخلصین مومنین کا بھی تذکرہ فرمایا اور اس میں نیک طبقہ کو بھی شامل فرما دیا جنہوں نے تمام احکام خداوندی کی تصدیق کی اور کسی قسم کی مالی و جانی قربانی سے دریغ نہ کیا۔ جہاد کی دونوں قسموں میں حصہ لیا یعنی مال سے مدد کرنا اور جان سے کوشش کرنا۔ پھر ایسے مومنین کے لئے صراحت فرما دی کہ انہی کے حصہ میں بھلائیاں اور خوبیاں ہیں۔ یہی کامیابی حاصل کرنے والے اور فلاح پانے والے لوگ ہوں گے۔ خصوصاً آخرت میں ان کو جنت نصیب ہوگی جو فی الحقیقت سب سے بڑی کامیابی ہے۔

## غزوۂ تبوک میں صحابہ کرام کی بے مثال قربانی

غزوۂ تبوک کی تیاری کا مومنین کو جس حالت اور جس زمانہ میں حکم ہوا ہے اس کا کچھ حال گذشتہ آیات میں بیان ہو چکا ہے۔ صحابہ کرامؓ تھکے ماندے لڑائی سے مدینہ واپس آئے ہی تھے کہ فوراً دوسری جنگ کے لئے پھر حکم ہوا۔ گرمی بلا کی تھی۔ سفر دور کا تھا۔ اور مقابلہ بھی اس وقت کی دو بڑی مستحکم سلطنتوں میں سے ایک سلطنت روم سے تھا۔ لیکن اس موقع پر جو مستعدی صحابہ کرامؓ نے دکھائی خلوص اور اسلامی ہمدردی کا ثبوت دیا اس کی نظیر تاریخ عالم میں نہیں مل سکتی۔ حکم ملتے ہی تمام مسلمان تعمیل حکم کے لئے کھڑے ہو گئے۔ اپنی جان کو لے کر اس کو اسلام پر قربان کرنے کے لئے سب حاضر ہو گئے۔ جو مالدار تھے انہوں نے اپنی اپنی حیثیت کے موافق مال لا کر حاضر کر دیا۔ بلکہ اکثروں

نے حیثیت سے زیادہ دیا اور یہ سب کسی دنیوی لالچ کے لئے نہیں بلکہ سچے دل سے اللہ کی اور اس کے رسول کی خوشنودی حاصل کرنے کے لئے اس پر ان کے لئے دونوں جہان کی کامیابی کا حکم سنایا گیا جو دنیا میں یوں پورا ہوا کہ غزوۂ تبوک سے بامراد واپس ہوئے اور اطراف عالم میں مسلمانوں کا دبدبہ اور شوکت و رعب بیٹھ گیا۔ یہ تو دنیا کی ان کی کامیابی تھی اور اس غزوہ میں شامل ہونے کے لئے اللہ اور رسول کی خاطر سایہ دار درخت، ٹھنڈا پانی، گھر کا آرام سب کچھ چھوڑا۔ ان کے لئے آخرت میں سرسبز میووں سے لدے ہوئے باغ تیار ہونے، ٹھنڈے پانی کی نہریں جاری ہونے اور ان سب نعمتوں سے جی بھر کر ابدالآباد تک لطف اندوز ہونے کی بشارت سنائی گئی۔ جہاں سے ان کو کوئی نکالنے والا نہیں۔ ہمیشہ آرام و آسائش کے ساتھ بسر کریں گے۔

اس سے بڑھ کر اور کیا کامیابی ہوگی۔ دنیا کے عارضی چند روزہ آرام کو اللہ اور رسول کے لئے چھوڑ کر اور ان کی فرمانبرداری میں دھوپ گرمی اور پیاس سہہ کر آئندہ ہمیشہ ہمیشہ کے لئے اپنے آرام کا تمام سامان حاصل کر لینا واقعی خوش قسمتی کی انتہا ہے۔ اور آج بھی جو خوش نصیب یہ ہمیشہ ہمیشہ کی نعمتیں حاصل کرنا چاہتا ہے اس کے لئے آج بھی قربانی کا راستہ کھلا ہوا ہے۔ یعنی جہاد جانی و مالی۔ پھر اس کے ساتھ فلاح و کامیابی کا وعدہ حق تعالیٰ کا موجود ہے۔

## صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کی فضیلت

ان آیات کو اگر صحابہ کرام رضی اللہ تعالیٰ عنہم اجمعین کے ساتھ مخصوص کیا جائے تو غور کیجئے کہ کتنے وجوہ سے ان کی فضیلت رہتی دنیا تک اللہ تعالیٰ نے قرآن کریم میں ظاہر فرما دیں:۔

اول تو یہاں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا ذکر فرمایا جس کی کوئی حاجت نہ تھی۔ لیکن اس سے بھی صحابہ کرام ہی کی مدح مقصود ہے کہ جہاد میں ان کا خلوص بھی کامل ہے جیسا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا اکمل ہے۔

دوسرے یہ کہ ان حضرات کے جہاد کی مقبولیت کا اظہار فرمایا اور سرٹیفکیٹ عنایت فرما دیا کہ انہوں نے اپنے مالوں اور جانوں سے اللہ کی راہ میں جہاد کیا۔

تیسرے ان حضرات کے حق میں صاف فرمایا وَاُولٰٓئِكَ لَهُمُ الْخَيْرٰتُ انہی کے لئے ساری خوبیاں ہیں۔

چوتھے یہ بشارت سنا دی۔ وَاُولٰٓئِكَ هُمُ الْمُفْلِحُوْنَ یہی لوگ کامیاب ہیں۔

پانچواں یہ انعام خداوندی سنا دیا۔

اَعَدَّ اللّٰهُ لَهُمْ جَنّٰتٍ تَجْرِيْ مِنْ تَحْتِهَا الْاَنْهٰرُ اللہ تعالیٰ نے ان کے لئے آخرت میں ایسے باغ تیار کر رکھے ہیں جن کے نیچے نہریں جاری ہیں۔

چھٹے یہ مژدہ اور خوشخبری بھی سنا دی۔ خٰلِدِيْنَ فِيْهَا وہ ان میں ہمیشہ ہمیشہ کو رہیں گے۔

ساتویں ان حضرات کی خوش قسمتی اور کامیابی کو بتلایا ذٰلِكَ الْفَوْزُ الْعَظِيْمُ یہی بڑی کامیابی اور کامرانی ہے۔

ان تمام امور سے صحابہ کرام کی فضیلت کا اندازہ لگائیے۔

## دعا کیجئے

**یا اللہ** صحابہ کرام کی قربانیوں کے طفیل میں اور ان کی مقبولیت کے صدقہ میں ہم کو بھی دین کے لئے اور اپنی خوشنودی کے لئے اپنے راستہ میں جان و مال خرچ کرنے کا عزم و ہمت اور توفیق عطا فرما۔ آمین۔

**یا اللہ** میرے گناہوں کو آپ مجھ سے زیادہ جاننے والے ہیں، میں تو کر کے بھول بھی گیا ہوں مگر آپ کے علم میں سب ہیں۔ کل بروز قیامت آپ مجھ سے سوال کریں گے، سوائے اقرار کرنے کے اور کیا جواب دوں گا۔ اے اللہ! مواخذہ نہ فرمانا آج ہی وہ سب گناہ معاف فرما دیجئے۔ وَاٰخِرُ دَعْوٰنَا اَنِ الْحَمْدُ لِلّٰهِ رَبِّ الْعٰلَمِيْنَ

وَجَآءَ الْمُعَذِّرُوْنَ مِنَ الْاَعْرَابِ لِيُؤْذَنَ لَهُمْ وَقَعَدَ الَّذِيْنَ كَذَبُوا اللّٰهَ وَرَسُوْلَهٗ

اور کچھ بہانہ باز لوگ دیہاتیوں میں سے آئے تاکہ اُنکو اجازت مل جاوے اور جنہوں نے خدا سے اور اسکے رسول سے بالکل ہی جھوٹ بولا تھا

سَيُصِيْبُ الَّذِيْنَ كَفَرُوْا مِنْهُمْ عَذَابٌ اَلِيْمٌ ﴿۹۰﴾ لَيْسَ عَلَى الضُّعَفَآءِ وَلَا عَلَى الْمَرْضٰى

وہ بالکل ہی بیٹھ رہے ان میں جو کافر رہیں گے انکو درد ناک عذاب ہوگا۔کم طاقت لوگوں پر کوئی گناہ نہیں اور نہ بیماروں پر

وَلَا عَلَى الَّذِيْنَ لَا يَجِدُوْنَ مَا يُنْفِقُوْنَ حَرَجٌ اِذَا نَصَحُوْا لِلّٰهِ وَرَسُوْلِهٖ مَا عَلَى

اور نہ ان لوگوں پر جن کو خرچ کرنے کو میسر نہیں جبکہ یہ لوگ اللہ اور رسول کے ساتھ خلوص رکھیں ان نکو کاروں پر

الْمُحْسِنِيْنَ مِنْ سَبِيْلٍ وَاللّٰهُ غَفُوْرٌ رَّحِيْمٌ ﴿۹۱﴾

کسی قسم کا الزام نہیں اور اللہ تعالیٰ بڑی مغفرت والے بڑی رحمت والے ہیں۔

| | | | | | | | | |
|---|---|---|---|---|---|---|---|---|
| وَجَآءَ اور آئے | الْمُعَذِّرُوْنَ بہانہ بنانیوالے | مِنَ سے | الْاَعْرَابِ دیہاتی (جمع) | لِيُؤْذَنَ کہ رخصت دی جائے | لَهُمْ ان کو | وَقَعَدَ بیٹھ رہے | | |
| الَّذِيْنَ وہ لوگ جو | كَذَبُوا جھوٹ بولا | اللّٰهَ اللہ | وَرَسُوْلَهٗ اور اس کا رسول | سَيُصِيْبُ عنقریب پہنچے گا | الَّذِيْنَ وہ لوگ جو | كَفَرُوْا انہوں نے کفر کیا | | |
| مِنْهُمْ ان سے | عَذَابٌ عذاب | اَلِيْمٌ دردناک | لَيْسَ نہیں | عَلَى پر | الضُّعَفَآءِ ضعیف (جمع) | وَلَا اور نہ | عَلَى پر | الْمَرْضٰى مریض (جمع) |
| وَلَا اور نہ | عَلَى پر | الَّذِيْنَ وہ لوگ | لَا يَجِدُوْنَ نہیں پاتے | مَا جو | يُنْفِقُوْنَ وہ خرچ کریں | حَرَجٌ کوئی حرج | اِذَا جب | نَصَحُوْا وہ خیرخواہ ہوں |
| لِلّٰهِ اللہ کیلئے | وَ اور | رَسُوْلِهٖ اس کا رسول | مَا نہیں | عَلَى پر | الْمُحْسِنِيْنَ نیکی کرنے والے | مِنْ سَبِيْلٍ کوئی راہ (الزام) | وَاللّٰهُ اور اللہ | |
| غَفُوْرٌ بخشنے والا | رَّحِيْمٌ نہایت مہربان | | | | | | | |

## مضافات مدینہ کے منافقوں کے دوگروہ

اب تک گذشتہ آیات میں شہر مدینہ کے منافقین کا ذکر تھا۔اب دیہات کے منافقین کا ذکر ہے۔ان میں سے یہاں دوقسموں کا ذکر فرمایا ایک تو وہ جو باوجود نفاق کے محض رسم ظاہر داری نبھانے کے لئے جھوٹے حیلے بنا کر آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے اجازت طلب کرنے آئے تھے۔جب ان دیہاتی منافقین کو معلوم ہوا کہ مسلمانوں کو شام کی طرف جنگ کے ارادے سے کوچ کرنے کا حکم مل چکا ہے اور لوگ اس کے لئے تیاری کر رہے ہیں تو ان میں سے بعض تو ظاہری تعلقات کی بناء پر جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں حاضر ہوئے اور عرض کیا کہ اس موقع پر ہماری شرکت مشکل ہوگی۔علاوہ فصل کی تیاری اور موسمی گرمی کے ہمیں یہ بھی خطرہ ہے کہ آس پاس کے دشمن ہماری غیر حاضری سے فائدہ اٹھا کر ہمارے گھر بار و مال لوٹ لیں گے اس لئے ہمیں اجازت مل جائے کہ ہم گھر ہی پر ٹھہریں یوں تو دعوے ایمان میں سبھی منافقین جھوٹے تھے مگر جو عذر کرنے آئے تھے انہوں نے اپنے دعوے کو ظاہرداری میں تو نباہا۔اور کچھ ایسے متکبر اور بے باک تھے جنہوں نے ظاہرداری بھی نہ برتی وہ جیسے دل میں جھوٹے تھے ظاہر میں بھی ان کا جھوٹ کھل گیا۔جہاد کا نام سن کر گھروں میں بیٹھ رہے۔بالکل بے باک اور بے حیا ہو کر عذر کرنے بھی نہ آئے۔یہاں ان آیات میں دونوں کا بیان ہے کہ یہ دونوں قسم کے لوگ قابل الزام ہیں۔اب اگر انہیں آگے چل کر توبہ نصیب نہ ہوئی اور اپنے کفر پر اخیر دم تک قائم رہے تو ان کے لئے آخرت میں عذاب دردناک ہوگا۔

## واقعی معذور

ان جھوٹے عذر کرنے والوں اور جھوٹ موٹ بہانے بنانے والوں کے بعد سچے معذورین کا بیان ہوتا ہے جن کے عذر قابل قبول ہیں اور وہ عذر یہ ہیں کمزوری' بیماری اور تنگدستی۔ کمزوری کے عذر میں عورتیں' بچے بوڑھے سب آ گئے یہ اگر جنگ کے لئے جہاد میں شامل نہ ہوں تو کوئی حرج نہیں۔ اسی طرح وہ لوگ جو بیماری کی وجہ سے مشقت بدنی برداشت کرنے کے قابل نہیں مثلاً لولے لنگڑے' اپاہج یہ بھی غیر حاضر ہو سکتے ہیں۔ مفلس اور تنگدست بھی معذور رکھے جا سکتے ہیں کیونکہ سفر کے واسطے زادراہ' سواری' اور لڑائی کے واسطے اسلحہ' ہتھیار اور بچاؤ کے سامان کی ضرورت ہے۔ اس کے بغیر شامل ہونا اپنے کو خطرے اور ہلاکت میں ڈالنا ہے۔ یہ تین قسم کے لوگ اگر جنگ میں شامل نہ ہوں تو ان کا عذر قبول کیا جا سکتا ہے کہ یہ واقعی معذور ہیں۔

## قبولیت عذر کی شرط

لیکن ان کی معذوری اور معافی کی بھی ایک شرط ہے اور وہ یہ کہ دل سے مسلمانوں کے ساتھ رہیں خدا اور رسول کے ساتھ معاملہ ٹھیک رکھیں مسلمانوں کو اخلاقی مدد سے تقویت پہنچائیں۔ تندرست مالدار لوگوں کو جنگ میں شامل ہونے کی ترغیب دیں اور ایسی کوئی بات اپنے قول و فعل سے ظاہر نہ ہونے دیں جس سے دوسروں کی ہمت ٹوٹے۔ اپنی ہر بات سے نیکی اور خلوص کا ثبوت دیں اور مسلمانوں کی خیر خواہی جو ان کے بس میں ہو کرتے رہیں۔ ایسے لوگ واقعی معذور ہیں اور ان پر جہاد کی عدم شرکت سے کچھ الزام نہیں۔ ایسے معذور مخلصین سے اگر بتقاضائے بشریت کوئی کوتاہی ہو جاوے تو حق تعالیٰ کی مہربانی اور بخشش سے توقع ہے کہ وہ درگزر فرمائے گا۔

اب یہاں یہ بات قابل غور ہے کہ جن کا جہاد میں شرکت نہ کرنے کا عذر قبول فرمایا گیا اور ضعیفی۔ بیماری اور تنگدستی کی وجہ سے وہ معذور سمجھے گئے اور ان پر کوئی الزام جہاد میں شرکت نہ کرنے کا نہیں رکھا گیا ان کے لئے بھی جہاد کی شرکت سے معافی اور استثنا اس شرط کے ساتھ ہے۔ **اذا نصحوا للہ و رسولہ** یعنی یہ

۱- کمزور اور ناتواں بوڑھے' بچے اور عورتیں۔

۲- مریض بیمار جس میں اندھے' لولے' لنگڑے بھی داخل ہیں۔

۳- غریب و نادار جن کے پاس نہ سواری ہے نہ ہتھیار اور نہ سرمایہ ہے کہ جس سے سامان جہاد مہیا کر سکیں۔ ایسے لوگوں پر جہاد سے پیچھے رہ جانے میں کوئی گناہ نہیں بشرطیکہ یہ لوگ دل و جان سے اللہ اور اس کے رسول کے خیرخواہ اور مخلص وفادار ہوں۔ اور اللہ اور رسول کے احکام میں خلوص رکھیں اور ان کی دل سے اطاعت کرنے والے ہوں۔

## دعا کیجئے

یَا اللّٰہُ ہم کو ہر حال میں اپنا مخلص بندہ بنا کر زندہ رکھئے۔ اور اسی حالت پر موت نصیب فرمائیے۔
ہم کو ہر حال میں اپنی اطاعت و فرمانبرداری کا عزم و نیت صادق رکھنے کی سعادت عطا فرما اور اپنے مخلص بندوں میں شامل ہونا مقدر فرما۔ آمین۔

یَا اللّٰہُ کتنی بار ایسا ہوا کہ میں نیکی کے ارادے سے چلا مگر راستے ہی میں گناہ کی طرف چلا گیا اور جہاں تیرا غضب نازل ہوتا وہاں نفس کو راضی کیا اور آپ کی ناراضگی کی پرواہ نہ کی۔ میں آپ کے غضب و عذاب کو بھی جانتا تھا مگر شہوت نے ایسا حجاب ڈال دیا یا کسی دوست نے ایسا ورغلایا کہ گناہ ہی اچھا معلوم ہوا۔ الٰہی! یہ سب کرتوت کر کے آیا ہوں اور اس امید میں آیا ہوں کہ آپ ضرور سب گناہ معاف فرما دیں گے اب اس امیدوار کو ناامید نہ فرمانا' میرے سب گناہ معاف فرما دیجئے۔

وَاٰخِرُ دَعْوٰنَا اَنِ الْحَمْدُ لِلّٰهِ رَبِّ الْعٰلَمِيْنَ

وَّلَا عَلَى الَّذِيْنَ اِذَا مَآ اَتَوْكَ لِتَحْمِلَهُمْ قُلْتَ لَآ اَجِدُ مَآ اَحْمِلُكُمْ عَلَيْهِ تَوَلَّوْا

اور نہ ان لوگوں پر کوئی گناہ اور الزام ہے کہ جس وقت وہ آپ کے پاس اس واسطے آتے ہیں کہ آپ اُن کو سواری دیدیں اور آپ کہہ دیتے ہیں کہ میرے پاس تو کوئی چیز نہیں

وَّاَعْيُنُهُمْ تَفِيْضُ مِنَ الدَّمْعِ حَزَنًا اَلَّا يَجِدُوْا مَا يُنْفِقُوْنَ ﴿۹۲﴾ اِنَّمَا السَّبِيْلُ عَلَى

جس پر میں تم کو سوار کردوں تو وہ اس حالت سے واپس چلے جاتے ہیں کہ ان کی آنکھوں سے آنسو رواں ہوتے ہیں اس غم میں کہ ان کو خرچ کرنے کو کچھ میسر نہیں۔ بس الزام

الَّذِيْنَ يَسْتَاْذِنُوْنَكَ وَهُمْ اَغْنِيَآءُ ۚ رَضُوْا بِاَنْ يَّكُوْنُوْا مَعَ الْخَوَالِفِ ۙ وَطَبَعَ اللّٰهُ عَلٰى

تو صرف ان لوگوں پر ہے جو باوجود اہل سامان ہونے کے اجازت چاہتے ہیں وہ لوگ خانہ نشین عورتوں کے ساتھ رہنے پر راضی ہوگئے اور اللہ نے انکے

قُلُوْبِهِمْ فَهُمْ لَا يَعْلَمُوْنَ ﴿۹۳﴾

دلوں پر مہر کردی جس سے وہ جانتے ہی نہیں۔

| | | | | | | | | |
|---|---|---|---|---|---|---|---|---|
| وَلَا اور نہ | عَلَى پر | اَلَّذِيْنَ وہ لوگ جو | اِذَا جب | مَآ اَتَوْكَ جب آپ کے پاس آئے | لِتَحْمِلَهُمْ تاکہ آپ انہیں سواری دیں | قُلْتَ آپ نے کہا | | |
| لَآ اَجِدُ میں نہیں پاتا | مَآ اَحْمِلُكُمْ تمہیں سوار کروں گا | عَلَيْهِ اس پر | تَوَلَّوْا وہ لوٹے | وَ اور | اَعْيُنُهُمْ ان کی آنکھیں | تَفِيْضُ بہہ رہی ہیں | مِنَ سے | |
| الدَّمْعِ آنسو (جمع) | حَزَنًا غم سے | اَلَّا يَجِدُوْا کہ وہ نہیں پاتے | مَا جو | يُنْفِقُوْنَ وہ خرچ کریں | اِنَّمَا اسکے سوا نہیں صرف | السَّبِيْلُ راستہ (الزام) | | |
| عَلَى پر | اَلَّذِيْنَ وہ لوگ جو | يَسْتَاْذِنُوْنَكَ آپ سے اجازت چاہتے ہیں | وَهُمْ اور وہ | اَغْنِيَآءُ غنی (جمع) | رَضُوْا وہ خوش ہوئے | بِاَنْ کہ | | |
| يَكُوْنُوْا وہ ہوجائیں | مَعَ ساتھ | الْخَوَالِفِ پیچھے رہ جانے والی عورتیں | وَطَبَعَ اور مہر لگادی | اللّٰهُ اللہ | عَلٰى پر | قُلُوْبِهِمْ ان کے دل | فَهُمْ سو وہ | لَا يَعْلَمُوْنَ نہیں جانتے |

## وہ حضرات جو بے سروسامانی کے سبب رہ گئے

• گذشتہ آیات میں ان شرعی مجبوریوں کا ذکر ہوا تھا کہ جن کے ہوتے ہوئے اگر کوئی شخص جہاد میں نہ جائے تو اس پر مواخذہ نہیں۔

اب ایک چوتھی جماعت کا بیان ہوتا ہے کہ جن پر جہاد کی شرکت نہ کرنے پر کوئی الزام اور گناہ نہیں اور یہ صحابہ کرام کی وہ جماعت تھی جو جہاد کی شرکت کے لئے تڑپتے تھے مگر اسباب سے مجبور ہو کر بادل نخواستہ رک جاتے۔ جب جہاد کے لئے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا اعلان ہوا اور مجاہدین کا لشکر جمع ہونا شروع ہوا تو بعض صحابہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں تشریف لائے اور کہا کہ حضور ہمارے پاس سواریاں نہیں۔ آپ ہماری سواریوں کا انتظام فرمادیں تاکہ ہم بھی راہ خدا میں جہاد کرنے کا اور آپ کی ہمرکابی کا شرف حاصل کریں آپ نے جواب دیا کہ اس وقت تو میرے پاس ایک بھی سواری نہیں۔ یہ ناامید ہو کر غمزدہ اور رنجیدہ روتے ہوئے لوٹے۔ ان پر اس سے زیادہ بھاری بوجھ کوئی نہ تھا کہ یہ اس وقت ہمرکابی کی اور جہاد کی سعادت سے محروم رہ گئے۔ اور عورتوں کی طرح انہیں یہ مدت گھروں میں گزارنی پڑے گی۔ نہ ان کے پاس خود ہی کچھ ہے نہ کہیں سے کچھ ملتا ہے پس جناب باری تعالیٰ نے یہ آیات نازل فرما کر ان کی تسلی کردی۔

ایک صحیح حدیث میں ہے کہ تبوک کے اثنائے سفر میں نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے مجاہدین کو خطاب کر کے فرمایا کہ مدینہ میں تم کچھ لوگ ایسے چھوڑ آئے ہو جو ہر قدم پر تمہارے اجر میں شریک ہیں۔ تم جو قدم خدا کے راستہ میں اٹھاتے ہو یا کوئی جنگل قطع کرتے ہو یا کسی پگڈنڈی پر چلتے ہو وہ برابر ہر موقع پر تمہارے ساتھ ساتھ ہیں۔ صحابہ کرام نے تعجب سے کہا ''کیا مدینہ میں رہتے ہوئے''؟ آپ نے فرمایا ہاں

مدینہ ہی میں رہتے ہوئے کیونکہ مجبوری نے ان کو روک لیا تھا اور نہ وہ خود رکنے والے نہ تھے۔

## حضرت عثمان رضی اللہ عنہ کا ایثار

کتب تفسیر و تاریخ سے معلوم ہوتا ہے کہ یہ متعدد حضرات تھے اور انصار میں سے تھے۔ وہ غم کے مارے روتے ہوئے اپنے گھروں کی طرف واپس ہوئے تھے اور روتے ہی رہے تو اللہ تعالیٰ نے ان کے لئے ایسا سامان کر دیا کہ چھ اونٹ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس آ گئے آپ نے یہ ان کو دے دیئے اور ان میں سے تین کے لئے سواری کا انتظام حضرت عثمان غنیؓ نے کر دیا حالانکہ وہ اس سے پہلے بہت بڑی تعداد میں مجاہدین کا انتظام اپنے خرچ سے کر چکے تھے۔

## قبولیت عذر

پھر بھی بعض ایسے رہ گئے جن کو آخر وقت تک سواری نہ ملی اور مجبور ہو کر رہ گئے اور جن کا عذر اللہ تعالیٰ نے قبول فرمایا اور ارشاد فرمایا کہ ان معذورین پر کوئی الزام و مواخذہ نہیں۔ واقعی میں جو مورد الزام اور جہاد میں شرکت نہ کرنے کے مجرم ہیں وہ تو وہی لوگ ہیں جو بڑے کھاتے اور مالدار ہیں پھر بھی جہاد میں شرکت نہ کرنے کی اجازت چاہتے ہیں اور معذور طبقہ کے ساتھ مدینہ میں رہنا چاہتے ہیں اور باوجود قدرت و استطاعت کے جہاد سے پہلو تہی کرتے ہیں اور نہایت بے حمیتی سے یہ عار گوارا کرتے ہیں کہ عورتوں کی طرح گھر میں گھس کر بیٹھ جائیں ان کی اس بداعمالی کی وجہ سے ان کے دلوں پر مہر خداوندی لگ چکی ہے کہ اب انہیں اپنے بھلے برے کی کوئی سمجھ ہی نہ رہی۔

ان آیات سے معلوم ہوا کہ صدق نیت اور خلوص ہر مومن کے لئے لازم ہے اگرچہ کام کی استطاعت حاصل نہ ہوتا ہم وہ صادق النیت جو عمل کرنے سے شرعاً معذور ہے نیکو کار ہے۔

## دعا کیجئے

یَا اللّٰہُ اپنے ان مقبول و محبوب صحابہ کرام کے طفیل میں جن کے متعلق قرآن پاک کی یہ آیات نازل ہوئیں ہم کو بھی صادق جذبۂ جہاد عطا فرما۔

اپنے دین اسلام کی خدمت اور سربلندی کے لئے ہم کو بھی کوئی خدمت نصیب فرما دے۔ ہم کو بھی اپنی جان و مال کو آپ کے راستہ میں قربان کرنے کا جذبہ عطا فرما دے۔

ہر کام اور عمل میں ہم کو نیت صادق اور خلوص عطا فرما دے۔ آمین۔

یَا اللّٰہُ میں ہر ان گناہوں سے معافی چاہتا ہوں جو آپ کی رحمت سے دور کر دیں اور عذاب میں مبتلا کرنے کا ذریعہ ہوں۔ عزت سے محروم کر دیں اور برائی کے لائق کر دیں۔ آپ کی نعمتوں کے زوال کا سبب ہوں۔

میں ہر اس گناہ سے معافی چاہتا ہوں جس سے میں نے آپ کی کسی مخلوق کو عار دلائی ہو یا آپ کی مخلوق کو فعل قبیح میں مبتلا کر دیا ہو اور خود میں بھی اس میں لگ گیا ہوں اور جرأت کے ساتھ کر رہا ہوں۔

وَاٰخِرُ دَعْوٰنَا اَنِ الْحَمْدُ لِلّٰهِ رَبِّ الْعٰلَمِيْنَ